عصر حاضر میں

ازدواجی زندگی کے مسائل

مغرب کے تناظر میں

ڈاکٹر صلاح الدین عبدالحلیم سلطان

ایفا پبلی کیشنز

نام کتاب: عصر حاضر میں ازدواجی زندگی کے مسائل-مغرب کے تناظر میں

مصنف: ڈاکٹر صلاح الدین عبدالحلیم سلطان

کمپوزنگ:

صفحات: ۱۳۵

قیمت:

ناشر

ملنے کا پتہ

فہرست

مقدمہ	۷
شادی، مقاصد اور اہمیت	۱۱
شادی کیا ہے؟	۱۱
شادی کے مقاصد	۱۲
شادی کی اہمیت	۱۴
امریکی ازدواجی زندگی کی حقیقی صورت حال	۱۶
امریکی خاندان کا تاریخی پس منظر	۱۶
خاندان کا تصور امریکیوں کے یہاں	۱۶
خاندان کے مفہوم میں تبدیلیاں	۱۶
خاندان کے تصور میں تبدیلی کے اثرات	۱۸
مغربی تہذیب کے کڑوے پھل	۲۰
شادی سے بے رغبتی میں اضافہ	۲۰
طلاق کے تناسب میں اضافہ	۲۲
بچے کی والدین سے محرومی میں اضافہ	۲۴
ان باپوں اور ماؤں کی تعداد میں اضافہ، جو بچوں کی تنہا پرورش کرتے ہیں	۲۷
بچوں پر تشدد کے واقعات میں اضافہ	۲۸
عورت کے خلاف تشدد میں اضافہ	۲۹
نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں نشہ خوری میں اضافہ	۳۰
۱۹ سال سے کم عمر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں جنسی تعلقات کا فروغ	۳۱
ایسے بوڑھوں کی تعداد میں اضافہ، جو تنہا رہ رہے ہیں یا اولڈ ہاؤس میں رہتے ہیں	۳۲
سال بہ سال خاندان کی بگڑتی ہوئی تصویر	۳۵

مغربی خاندان کا گلوبلائزیشن ۳۷
مغرب میں مسلمانوں کی ازدواجی صورت حال ۴۱
مغرب میں مسلمانوں کی ازدواجی زندگی کے سچے واقعات ۴۲
واقعات کا تجزیہ ۵۸
شادی کے اہداف کا شرعی نقطۂ نظر نگاہوں سے اوجھل یا دھندلا ہو جانا ۵۸
جسم، عقل اور روح کے تقاضوں میں توازن کا بگڑ جانا ۵۹
جوڑے کے انتخاب کے کمزور پیمانے ۶۱
بچوں کی تربیت کے مقاصد اور طریق کار میں خامی ۶۲
اجنبی مرد کے ساتھ عورت کے تعلقات کے بارے میں بے اعتدالی ۶۴
عہد حاضر میں اخلاقی قوت کا کمزور ہو جانا ۶۵
مال کی کشش کے سامنے مجاہدہ نفس کا کمزور پڑ جانا ۶۷
حقوق کا لاٹھی کا حد سے بڑھا ہوا استعمال ۶۸
مغرب میں مسلمانوں کے ازدواجی مسائل پر ایک سروے کا تجزیہ ۷۲
عورتوں نے سروے فارم بھرنے میں مردوں سے زیادہ دلچسپی لی ۷۳
محبت اور زوجین کے درمیان باہمی سمجھوتہ دو بڑے مسائل ہیں ۷۳
مسائل کو مل جل کر حل کرنا زوجین کے یہاں بہت کم ہے ۷۵
ازدواجی سعادت دین داری کے لحاظ سے کم وبیش ہوتی ہے ۷۵
دین داری ازدواجی زندگی میں مال کی اہمیت کو کم کرتی ہے جمال کی نہیں ۷۸
مردوں اور عورتوں کے درمیان انتخاب کے معیار مطلوب میں قربت ہے ۷۹
خاندان کا بنیادی کردار ہے بچوں کی شادی میں ۸۰
مشورہ حسن انتخاب اور شادی کے اہداف کی تکمیل میں معاون ہوتا ہے ۸۳
خلاصہ کلام ۸۴
مسلم ازدواجی زندگی کی اصلاح کیسے؟ ۸۸
خاندان کی ربانی تشکیل ۹۰

شریک حیات کا انتخاب	۹۲
شادی کی تقریب	۹۵
ازدواجی زندگی	۹۷
غیر معمولی حالات	۹۹
سفر	۱۰۰
بیماری	۱۰۱
بانجھ پن	۱۰۳
مال داری کے بعد تنگ حالی	۱۰۵
خلاصہ کلام	۱۰۶
نتائج وسفارشات	۱۰۸
نتائج	۱۰۸
سفارشات	۱۰۹
کنجیاں محبت کی (صرف مردوں کے لئے)	۱۱۱
قلبی محبت کا راز	۱۱۲
ذہنی قربت کا راز (دونوں کے لئے)	۱۱۴
جسمانی ہم آہنگی کا راز	۱۱۶
کنجیاں محبت کی (صرف خواتین کے لئے)	۱۱۹
قلبی محبت کا راز	۱۲۰
ذہنی قربت کا راز (دونوں کے لئے)	۱۲۲
جسمانی ہم آہنگی کا راز	۱۲۴
خداپرست خاندان کے لئے عملی پروگرام	۱۲۹

انتساب

اپنی شریک حیات کے نام، جس کی بدولت میں نے جب بھی ازدواجی مسرت پر قلم اٹھایا ہم دونوں نے خود کو اپنی تحریر سے زیادہ سعید و خوش بخت پایا

ہر اس منگیتر کے نام، جس کے انتخاب کی بنیاد دین داری اور حسن سیرت تھی

ہر اس جوڑے کے نام، جس نے برابری سے آگے بڑھ کر احسان کی راہ اپنائی، ان کی نغمات افروز زندگی خوشی اور مسرت کا گہوارہ بن گئی، ان کے جگر گوشے محبت کے دودھ سے سیراب ہوئے

اس کے نام بھی، جو ازدواجی زندگی سفر میں لڑکھڑایا، مگر اس نے اپنے سفر کا پھر آغاز کیا، مغربی خرافات کے خارزاروں میں نہیں، رب کریم کی مسرت آگیں شاہراہ اور فرحت زا سائے میں

مقدمہ

مغرب میں آج ازدواجی زندگی کا آوے کا آوا بگڑ چکا ہے۔ اس سماج کی جو صورت اب بنی ہے، وہ وہاں کے ہر خاندان کے تمام افراد کے لئے زبردست خطرے کی گھنٹی ہے، وہ مرد ہوں یا عورتیں، بچے ہوں یا بوڑھے، یہ خطرہ کسی بھی باہری خطرے سے زیادہ شدید ہے۔ مغرب کی صورت حال سے باخبر افراد کے لئے غیر مسلم اکثریت سے وہاں کی مسلم اقلیتوں کا متاثر ہو جانا مخفی اور تعجب خیز نہیں ہے، مگر اس سے زیادہ چونکانے والی بات یہ ہے کہ خاندان کا مغربی ماڈل بہت تیز رفتاری کے ساتھ دنیا بھر کے خاندانوں کو روندتا چلا آرہا ہے۔ اس کے لئے ابلاغ کے تمام جدید ذرائع استعمال کئے جارہے ہیں۔ انٹرنیٹ سے لے کر ٹی وی چینل تک، حکومتیں اور سرکاری وسائل سبھی تباہ کاری کے اس مشن پر مامور ہیں۔ گلوبلائزیشن کی تبلیغ کے ذریعہ اس ماڈل کو ترقی پذیر دنیا اور بطور خاص عالم اسلام پر مسلط کرنے میں اقوام متحدہ کا بھی اہم رول ہے۔ گلوبلائزیشن مغربی اور بطور خاص امریکی طرز زندگی کو دنیا بھر میں زندگی کے ہر پہلو پر تھوپ دینا ہے، وہ سیاسی ہو، معاشی ہو، سماجی ہو یا اس کا تعلق آرٹ اور کلچر سے ہو۔

یہ خطرناک صورت حال دنیا بھر کے اصلاح پسند لوگوں کے کندھوں پر بہت بھاری ذمہ داری اور بڑی امانت عائد کرتی ہے کہ وہ جرأت کے ساتھ سامنا کریں، زمیں بوس ہوتی ہوئی ازدواجی زندگی اور توازن کھوتے ہوئے خاندانی نظام کا، شادی سے بیزاری، نسل خیزی سے اجتناب، عورتوں اور بچوں پر تشدد، زنا، ہم جنس پرستی، منشیات اور نشہ آور دواؤں کا، نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں فروغ، تنہائی میں بھی اور اجتماعی شکل میں بھی اور ان تمام لعنتوں کا تیزی سے بڑھتا ہوا تناسب، خاندان کے خلاف ایک شر انگیز انقلاب اور ایک معاشرے میں رہنے بسنے والے

افراد کے شیرازے کو پارہ پارہ کردینے کا اعلان ہے۔

اس تباہ کن فتنے کا مقابلہ تقریروں اور مضامین سے کرنا اب ممکن نہیں رہا، اب ضروری ہے کہ ان مصیبتوں کے اثرات کا گہرا تجزیہ کرنے کے لئے ریسرچ کے ادارے قائم کئے جائیں۔ اسی لئے امریکن سینٹر برائے اسلامی ریسرچ نے طے کیا ہے کہ ۲۰۰۵ء کو شادی اور خاندان کے مسائل پر ریسرچ کا سال بنایا جائے، حسن اتفاق کہ یورپین کونسل برائے افتاء اور ریسرچ نے (جس کا رکن ہونے کا اعزاز مجھے حاصل ہے) ترجیحی بنیاد پر مسلسل تین نشستیں دور حاضر میں خاندان کے موضوع کے لئے مخصوص کیں اور یہیں سے اس تحقیقی کوشش کے خیال نے جنم لیا۔ آغاز میں اسے ''مغرب میں ازدواجی زندگی۔ حقیقی مسائل اور عملی حل'' کا عنوان دیا گیا، کتاب میں ازدواجی زندگی کی جگہ خاندان کی تعبیر بھی استعمال کی گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پورے خاندان میں اثر اندازی کا بنیادی عنصر ازدواجی زندگی ہی ہے۔ اسی طرح عنوان میں ''عہد حاضر'' کی تعبیر اختیار کی گئی حالانکہ بیشتر گفتگو مغرب کی ازدواجی زندگی سے متعلق ہے۔ اس تصرف کی حسب ذیل وجوہ ہیں:

۱- یہ مغربی ماڈل گلوبلائزیشن کے ایک حصے کے طور پر پوری دنیا پر مسلط کیا جارہا ہے۔

۲- مشرق میں بہت سارے عرب اور مسلمان اس ماڈل کو یہ سمجھ کر اپنا رہے ہیں کہ عہد حاضر میں مسرت کا واحد راستہ یہی ہے۔

۳- جو تجاویز اور حل اس کتاب میں پیش کئے گئے ہیں وہ کسی بھی مقام کے مرد و زن کے لئے قابل اختیار ہو سکتے ہیں۔

اس کاوش کے حسب ذیل مقاصد ہیں:

۱- مغرب کی ازدواجی زندگی کی حقیقی تصویر سامنے لائی جائے (اس میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں)۔

۲- ذرائع ابلاغ کے جھوٹے پروپیگنڈے اور اشتہارات کی چکاچوندھ کے ذریعہ مغربی ماڈل سے مرعوبیت کا مقابلہ کیا جائے۔ اعداد وشمار اور تجزیے بھی ان پر سے پردہ اٹھاتے ہوئے حقائق کی عکاسی کررہے ہیں۔

۳- تمام اصلاح پسندوں کو بالعموم اور امت اسلامیہ کے علماء کو بالخصوص ابھارا جائے کہ وہ مغرب میں مسلم خاندان کے مسائل اور مشکلات پر توجہ میں اضافہ کریں۔

۴- ہر مسلم خاندان کو منصوبے، امداف اور وسائل کے ذریعہ عملی حل پیش کئے جائیں۔

۵- مسلمان حل کی ان عملی صورتوں کو اختیار کریں تاکہ ازدواجی زندگی اور باہم مربوط خاندان کی صورت میں ایک دل کش جیتا جاگتا نمونہ سامنے آئے، جو مغرب والوں کو بھی نعم البدل کی حیثیت سے اسے اختیار کرنے کی دعوت آپ بن جائے۔

کتاب میں ایک تمہید، دو فصلیں، کچھ نتائج اور کچھ تجاویز ہیں۔

تمہید شادی کے لئے عربی لفظ زواج کے لغوی، اصطلاحی مفہوم، اس کی اہمیت اور مقاصد سے متعلق ہے۔

فصل اول مغرب کی ازدواجی زندگی کے بارے میں ہے، اس کا پہلا حصہ امریکیوں کی ازدواجی زندگی کی صورت حال پر مشتمل ہے تو دوسرے حصے میں مغرب میں موجود مسلمانوں کے ازدواجی حالات کا تذکرہ ہے۔ اس میں صورت حال بھی ہے، اسباب کا تجزیہ بھی ہے اور ایک سروے کے ذریعہ، جو نتائج سامنے آئے ان کا مطالعہ بھی ہے۔

فصل دوم میں مغرب سے متاثر مسلم معاشروں میں ازدواجی زندگی سے متعلق مسائل کے عملی حل پیش کئے گئے ہیں۔ یہ پانچ نکاتی فارمولہ ہے، جس کی اساس ربانیت ہے۔ مسلم خاندان کی تعمیر وتشکیل میں ربانیت، شریک زندگی کے انتخاب میں ربانیت، شادی کے عمل میں ربانیت، ازدواجی زندگی میں ربانیت اور ازدواجی زندگی کے غیر معمولی حالات میں ربانیت۔

علاوہ ازیں میں نے اس کاوش کے کچھ نتائج اور کچھ تجاویز پیش کی ہیں۔ مراجع وماٰخذ، گراف اور نقشے ہیں۔

میری کوشش یہ تھی کہ پہلی فصل میں بالعموم مغرب کی صورت حال اور بالخصوص وہاں کے مسلمانوں کی صورت حال کا تجزیہ کے ساتھ احاطہ کیا جائے۔ اس کے بعد پھر ان بہت سارے مسلم خاندانوں کے لئے عملی تدابیر پیش کئے جائیں، جو اس دلدل سے نکلنے کے لئے فکر مند ہیں۔

ضرورتوں کا سلسلہ دراز ہے، کچھ ایسی کاوشوں کی ضرورت، جو مغرب کے مسلمانوں کے لئے فقہی، نفسیاتی، تربیتی اور معاشی حل دریافت کریں، کچھ ایسی کاوشیں بھی، جن سے اس بڑے معاشرے کی اصلاح ہو، جو اس پوری دنیا کو ازدواجی زندگی کے ایک بہت ہی بھدے رنگ سے بدنما کر دینا چاہتا ہے، جسے دیکھ کر میرے جیسے قاری کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور دل دہل جاتا ہے۔ مغرب کی ازدواجی زندگی کی صورت حال کو اعداد وشمار اور سروے رپورٹیں بے نقاب کر کے خوفناک منظر دکھا رہے ہیں۔

سچی بات یہ ہے کہ مغرب میں ازدواجی امور پر ریسرچ کرنے والے بہت بڑے ادارے ہیں، ان کا بہت بڑا بجٹ ہوتا ہے اور ان کے لئے غیر معمولی وسائل اور مواقع فراہم کئے جاتے ہیں جب کہ ہم قلیل وسائل کے ساتھ انتہائی جدوجہد کے لئے مجبور ہیں مگر ہمارا یہ اعتماد ویقین ہے کہ ہم جس راہ کے علم بردار ہیں اور جس حق پر ہمارا ایمان ہے اس میں ہدایت بھی ہے اور روشنی بھی اور وہ ہماری کوششوں کے اثر کو طاقت ور اور اجر وثواب کا عظیم تر بنائے گا۔

شادی، مقاصد اور اہمیت

شادی کیا ہے؟

شادی کے لئے عربی زبان میں ازدواج کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جو بہت ہی معنی خیز ہے۔ لغت میں زواج کا مطلب ہے گھل مل جانا۔ ساتھ ہو جانا، نکاح کا بھی یہی مفہوم ہے۔ حروف زوج پر مشتمل الفاظ کا قرآن کریم میں اکیاسی مرتبہ ذکر ہوا ہے۔

زواج کے اصطلاحی اور شرعی مفہوم کے لئے ہم بہت سارے فقہاء کے یہاں یہ تعریف پاتے ہیں: وہ معاہدہ، جو مشروع طریقے سے باہم ودگر لطف اندوز ہونے کو حلال کر دے۔ گوکہ یہ تعریف دیگر تعریفوں سے بہتر ہے مگر مجھے لگتا ہے کہ تعریف زواج کو اس کے مقاصد سے ہم آہنگ کر کے بتانے میں قاصر ہے۔ کیونکہ اس میں شادی کا اصل مقصد یا واحد مقصد لطف اندوزی قرار دیا ہے۔ خواہ وہ مرد وعورت دونوں کے لئے ہو یا صرف مرد کے لئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ عقد زواج اس سے بہت بلند تر چیز ہے۔ اس کے متعدد مصالح اور متعدد پہلو ہیں۔ اس لئے ہماری پسندیدہ تعریف حسب ذیل ہے: ''وہ معاہدہ جو مرد اور عورت کے درمیان پاکیزہ معاشرت اور باہمی تعاون کو جائز بناتا ہو اور ہر دو کے حقوق اور ذمہ داریاں طے کرتا ہو''۔

اس تعریف کے انتخاب کے حسب ذیل اسباب ہیں:

پاکیزہ معاشرت کا لفظ قرآنی مفہوم: ''**وعاشروهن بالمعروف**'' (ان کے ساتھ بھلائی کا تعلق رکھو) سے قریب تر ہے۔

پاکیزہ معاشرت میں دل کی محبت، ذہن کی مفاہمت اور جسم کی ہم آہنگی شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے ان تینوں چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس میں یہ بھی صاف ہے کہ شادی کا معاہدہ مرد وزن ہردو کے کچھ حقوق متعین کرتا ہے اور ہردو پر کچھ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے، اس میں ایسا نہیں ہے کہ صرف مرد کو لطف اندوزی کا موقع ملے یا اچھا برتاؤ کسی ایک فریق کی ذمہ داری رہے۔ پھر موجودہ صورت حال میں یہ صراحت کرنا بھی لازم ہے۔ ہم جنسوں کے بیچ تعلق کو قانونی تحفظ دینے اور تسلیم کرنے کا رجحان فروغ پا رہا ہے۔ گلوبل کمیونٹی اور اقوام متحدہ بھی اس طرح کی بے راہ روی کو قانونی جواز دینے کے لئے کوشاں ہیں (میں ۲۰۰۳ء کی گرمیوں میں لندن میں تھا اس وقت اخبارات میں ایک مہم چل رہی تھی کہ ہم جنس اپنے تعلقات کا سرکاری اندراج کرالیں، ایک اخبار کے مطابق ایک ہفتہ کے اندر ایک لاکھ لوگوں نے اندراج کرایا۔ اس نے ایک ستر سالہ مرد جوڑے کی تصویر شائع کی، ان کا بیان تھا کہ مرنے سے پہلے ہمارا چالیس سال پرانا رشتہ قانونی ہو جائے گا)۔

یہ عقد شرعی ہر مرد او رعورت کے حقوق اور ذمہ داریاں متعین کرتا ہے۔ نفقہ، حسن تعلق، پاک دامن زندگی، بچوں کی باپ کی طرف نسبت اور شوہر کے ترکے میں حصہ عورت کا حق ہے۔ جب کہ قوامیت، حسن تعلق، اطاعت اس کے اور اس کے بچوں کے لئے یکسوئی اور بیوی کے ترکے میں حصہ شوہر کا حق ہے۔

شادی کے مقاصد:

قرآن مجید کی آیتوں اور رسول پاک ﷺ کی حدیثوں کا مطالعہ اور ان پر تدبر کرتے ہوئے شادی کے حسب ذیل چار مقاصد سامنے آتے ہیں:

۱۔ قلبی سکون وانسیت:

ارشاد باری ہے:

"ومن آياته أن خلق لكم من أنفسكم أزواجا لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة" (الروم:۲۱) (اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہارے، جیسے ہی جوڑے بنائے تا کہ تم ان سے مانوس ہو جاؤ اور تمہارے درمیان محبت ورحمت کا تعلق بنایا)۔

۲-لطف اندوزی اور جنسی آسودگی:

"فما استطعتم به منهم فآتوهن أجورهن فريضة" (النساء:۲۴) (جن سے تم لطف اندوز ہو جاؤ ان کا اجر انہیں دو یہ تم پر فرض ہے)۔

۳- صالح اولاد کی پیدائش و پرورش:

"والله جعل لكم من أنفسكم أزواجاً وجعل لكم من أزواجكم بنين وحفدة ورزقكم من الطيبات" (النحل:۷۲) (اللہ نے تمہارے لئے تم میں سے ہی جوڑے بنائے اور تمہارے جوڑوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا کیا)۔

۴-سماجی بندھن کی مضبوطی:

"وهو الذى خلق من الماء بشراً فجعله نسباً وصهرا" وكان ربك قديرا" (الفرقان:۵۴) (وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسب اور صہر بنایا اور تمہارا رب قادر ہے)۔

درحقیقت ضروری ہے کہ زوجین ان اہداف کے حصول کے لئے بیک وقت کوشاں رہیں، اصل مقصد یہ ہے کہ دونوں کے درمیان قلبی انسیت، میلان، محبت والفت اور رحمت وشفقت اور ایک دوسرے کا بہت زیادہ لحاظ ہو، اس سے ازدواجی رشتے کو انسانی بلندی حاصل

ہوگی، وہ محض حیوانی جذبہ نہیں ہوگا، وہاں آسودہ کئے بغیر لطف اندوزی یا لطف اندوزی کے بغیر محض آسودگی کی فراہمی پیش نظر نہیں ہوگی، پھر محبت والفت کی عطر بیزیوں کے درمیان جسمانی لذتوں کے ساتھ ساتھ اولاد کو خوش آمدید کیا جائے گا۔ اس امید کے ساتھ کہ وہ اپنے والدین سے بھی بہتر مقام پائیں گے۔ ان کی بہتر تربیت کی فکر ہوگی تا کہ دنیا وآخرت کی سعادتیں ان کے حصے میں آئیں، پھر یہ بھی جائز نہیں ہوگا کہ یہ سب کچھ زوجین کو صلہ رحمی اور رشتے داروں کے ساتھ تعلقات سے غافل کردیں۔ خواہ وہ دادا ہوں یا دادی، چچا ہوں یا پھوپھی، ماموں ہوں یا خالہ وغیرہ۔ رشتہ داروں سے تعلقات کو مضبوط رکھنا اسلام میں خاندان کی تشکیل کا بنیادی ہدف ہے تا کہ ایک طاقتور معاشرہ وجود میں آئے، جس میں شادی، خاندانی رشتوں کو وسعت کے ساتھ ساتھ قوت دینے کا ذریعہ بنے۔

شادی کی اہمیت:

اس کائنات کی تخلیق اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ اللہ تعالی ایک بے ہمہ تنہا با ہمہ ہے اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔ خالق کائنات کے علاوہ پوری کائنات زوجیت کے اصول پر مبنی ہے۔

ارشاد باری ہے:

"**ومن كل شيء خلقنا زوجين لعلكم تذكرون**" (ذاریات:۴۹) (ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے تا کہ تم یاددہانی حاصل کرو)۔

اللہ کی یہ سنت ہر جگہ کارفرما ہے۔ انسان ہو یا حیوان، جمادات ہو یا نباتات۔

۱- انسان کے یہاں زوجیت "قسم ہے اس کی جس نے نر اور مادہ بنائے" (اللیل: ۳)

۲- جانوروں میں زوجیت "تمہارے لئے مویشیوں سے آٹھ جوڑے نازل کئے" (الزمر:٦)

۳- نباتات میں زوجیت "ہم نے اس سے مختلف پودوں کے جوڑے نکالے" (طٰہٰ: ۵۳)

۴-جمادات میں زوجیت ''کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ بادلوں کو ہنکاتا ہے پھر انہیں جوڑتا ہے'' (النور:۴۳)

بعض علماء مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں: منفی اور مثبت عناصر کو ہم آہنگ کرتا ہے، بجلی جس سے آج کی دنیا بے نیاز نہیں ہوسکتی منفی اور مثبت رو کے اجتماع سے پیدا ہوتی ہے، کوئی بھی برقی لہر منفی زائد یا مثبت زائد مثبت سے نہیں چل سکتی۔ اسی طرح مقناطیس میں منفی اور مثبت کا ہونا ضروری ہے تاکہ دائرہ مکمل ہوجائے اور وہ دونوں باہم پیوست ہوجائیں۔ لیکن اگر مثبت کو مثبت سے یا منفی کو منفی سے قریب کریں گے تو کشیدگی بڑھے گی، یہی وہ فطرت ہے جو اللہ تعالی نے جمادات، نباتات، حیوانات اور انسان میں ودیعت کی ہے۔ انسان پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قانون الٰہی اور ناموس فطرت سے خود کو ہم آہنگ کرے، کہ زندگی کی پائیداری اور ارتقاء اسی صورت میں ممکن ہے جب آدمی کا عورت کے ساتھ شرعی تعلق قائم ہو۔

امریکی ازدواجی زندگی کی حقیقی صورت حال

امریکی خاندان کا تاریخی پس منظر

یہ امریکی طرز حیات (American Ways) نامی کتاب کی گیارہویں فصل کا خلاصہ ہے (Dotersman Maryanne et el (1997) American Ways: an Introduction to American Culture. New York: Prentice Hall Regents, یہ کتاب امریکہ میں نصاب میں داخل ہے)، میں نے چاہا کہ خاندان کی تصویر، جس طرح خود امریکی پیش کرتے ہیں اور جو امریکہ آنے والے طلبہ کو یونیورسٹیوں میں پڑھائی جاتی ہے، اسے پوری امانت داری کے ساتھ جوں کا توں پیش کر دیا جائے۔

خاندان کا تصور امریکیوں کے یہاں:

۱۹۵۰ء تک		۲۰۰۰ میں
شوہر بیوی ۱۸ سال سے کم عمر دو بچے، شوہر کام پر جاتا، بیوی گھر داری کرتی		کچھ لوگ جو ایک ساتھ رہتے ہوں باہم محبت کرتے ہوں

خاندان کے مفہوم میں تبدیلیاں:

سماجیات کے دو اسکالرس لینا اور جون اس کا نزونی کے حوالے سے مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ امریکی خاندان میں تاریخی لحاظ سے حسب ذیل تبدیلیاں ہوئیں:

۱-عورت شوہر کی خادمہ (۱۸۳۰ تا ۱۸۹۰ء):

آدمی کی حیثیت آقا کی تھی اور عورت اطاعت گزار خادمہ تھی، مرد کام پر جاتا تھا اور کما کر لاتا تھا تو وہ گھر اور بچوں کی اور شوہر کی جملہ املاک کی دیکھ بھال کرتی تھی، کسی طرح کے انتخابات میں اسے حق رائے دہی حاصل نہیں تھا۔

۲-شوہر قائد اور ذمہ دار بیوی اس کی معاون (۱۸۹۰ تا ۱۹۲۰ء):

اس عرصے میں عورتوں کے لئے ملازمت کے کچھ محدود مواقع شروع ہوئے، وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہونے لگیں اور خادمہ کی حیثیت ان کے لئے نا قابل قبول ہوگئی، ملازمت سے وابستہ خواتین اختیارات میں اضافے کا مطالبہ کرنے لگیں، ان عورتوں کے لئے بھی، جو کام سے وابستہ نہ ہوں، اس کے باوجود عورت شوہر کی مخالفت سے ڈرتی تھی اور آخری فیصلہ کا اختیار شوہر ہی کے پاس تھا۔

۳- شوہر کو سینئر ذمہ دار بیوی جونیئر ذمہ دار (۱۹۲۰ تا ۱۹۷۰ء):

عورت کو انتخابات میں حق رائے دہی حاصل ہوا، ملازمت کے مواقع بڑھے، ساتھ ہی کام کے میدانوں اور زیادہ اضافہ کا مطالبہ بھی ہوتا رہا۔ وہ خاندان میں حصے دار کی پوزیشن میں آ گئی، تاہم ۱۹۴۰ء تک عورتوں میں صرف ۱۴ فیصد کام کرنے والیاں تھیں۔

۴-شوہر اور بیوی دونوں برابر (۱۹۲۰ تا حال)

یہ یقین پختہ ہو گیا کہ مرد اور عورت ہر چیز میں برابر ہیں، بچوں کی پرورش اور گھر کے کام بھی اس میں شامل ہیں، عورتوں کو کام کے مواقع بہت زیادہ ملے، ۲۰۰۰ میں کام کرنے والیوں کا تناسب عام عورتوں کے مقابلہ میں ساٹھ فیصد ہو گیا، اب شوہر کے پاس بیوی پر احسان کرنے اور برتری جتانے کے لئے کچھ نہیں بچا۔ کیونکہ بسا اوقات بیوی کی آمدنی شوہر سے زیادہ ہوتی اور تمام

فیصلوں میں وہ برابر کے حصے دار ہو گئے، مگر ان سب کے ساتھ کچھ حقیقتیں نظر انداز نہیں کی جا سکتیں:

۱- عموماً عورتوں کی آمدنی مرد کی آمدنی سے کم ہی ہے۔

۲- عورتوں کی اکثریت کو اب بھی بچوں کی پرورش اور گھر کے کاموں کو مرد سے زیادہ وقت دینا پڑتا ہے، ملازمت کے ساتھ اس پر دوہری ذمہ داری آ گئی، اندرون خانہ اور بیرون خانہ جب کہ اکثر حالات میں مرد کے پاس ایک ہی کام رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کچھ امریکی عورتیں اب واپس گھر لوٹ رہی ہیں۔ جب کہ بہت ساری ابھی بھی کام اور گھر کے بیچ تکان سے بوجھل ہیں، تاہم یہ احساس سب کو ہے کہ ان حقوق کی قیمت بہت بھاری ادا کرنا پڑ رہی ہے۔

خاندان کے تصور میں تبدیلی کے اثرات:

۱- معاشی پہلو شادی میں زیادہ اہمیت اختیار کر گیا، جو عورت کام نہیں کرتی وہ شادی سے محروم رہ سکتی ہے اور جس کی ملازمت چھوٹ جائے ہو سکتا ہے کہ اسے ازدواجی زندگی سے بھی ہاتھ دھونا پڑے۔

۲- انفرادیت پسندی کے جذبہ میں شدت آئی، کوئی کسی کا مطیع ہو، اسے رد کر دیا گیا، یہ طلاق کے تناسب میں اضافہ کا ایک سبب بنا، کیونکہ ہر شخص حتی الامکان حقوق و اختیار پر قابض ہونا چاہتا ہے اور دوسرے کی بالادستی کو گوارا نہیں کر سکتا ہے۔

۳- ذاتی خواہشات خاندان کی تشکیل و بقا کے لئے فکر مندی پر غالب آ گئیں۔

۴- بالآخر اولاد کی خاطر قربانی دینے کا جذبہ سرد پڑ گیا، بلکہ اکثریت اس طرز پر سوچنے لگی کہ بچے صرف باپ یا صرف ماں کے ساتھ رہیں، یہ اس لئے بہتر ہے کہ گھر میں اختلافات کے علی الرغم سب ساتھ رہیں، چنانچہ ۲۰۰۰ء میں چالیس سال سے کم عمر کے پچاس فیصد افراد کے باپ ان کی ماؤں کو طلاق دے چکے تھے، اب یہ نئی نسل

شادی کرنے پر آمادہ نہیں ہے کہ جوان کے ساتھ بیتی وہ ان کے بچوں کے ساتھ نہیں بیتے۔

۵- ۱۹۶۰ء سے ۱۹۸۰ء کے عرصے میں شرح طلاق پچاس فیصد تک پہنچ گئی۔

۶- والدین اور بچوں کے درمیان خوف آمیز محبت کا تعلق تبدیل ہو کر ماں باپ اور بیٹوں کے درمیان کامل برابری کا تعلق ہو گیا، والدین کے پاس بچوں کے لئے وقت نہیں رہا، وہ کھلونوں سے انہیں بہلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ انٹرمیڈیٹ کی تعلیم یعنی اٹھارہ سال کی عمر کے بعد گھونسلے کو خیر آباد کہنے کا اصول اختیار کیا جاتا ہے کہ وہ جا کر چاہے تو تعلیم جاری رکھے اور چاہے تو روزگار تلاش کرے، لوٹ کر والدین کے ساتھ رہنا ایک غیر فطری اور ناپسندیدہ فعل تصور کیا جاتا ہے۔

۷- طلاق ہو جانے کے بعد مرد اور عورتیں دوسری شادی کرنے لگے ہیں، یہ عام بات ہو گئی کہ بچے سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ کے ساتھ رہیں، لیکن یہ دوسری طلاق کا سبب بنتا ہے، کیونکہ دوسروں کے بچوں کو پالنے پر بہت سارے خاندان راضی نہیں ہوتے۔

۸- ۱۹۹۰ء میں ایک تہائی امریکی بچے باپ سے محروم صرف ماں کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے۔

۹- ہم جنس پرستی مرد و زن دونوں میں عام ہو گئی۔

۱۰- اس وقت پچاس فیصد امریکی تنہائی کی زندگی گذار رہے ہیں، اکثریت کی زندگی بچوں کے بغیر صرف زوجین یا بچوں کے ساتھ والدین میں سے صرف ایک سے عبارت ہے۔ یا پھر وہ لوگ ہیں، جو شادی کے قانونی رشتے کے بغیر ایک ساتھ رہ رہے ہیں۔

۱۱- اس وقت ماہرین سماجیات اور خاندانی امور کے ماہرین اس خطرے کے بارے میں حد درجہ فکرمند ہیں، جو امریکی خاندان کو درپیش ہے۔

مغربی تہذیب کے کڑوے پھل

اب میں وہ اعداد وشمار پیش کروں گا جو امریکی حکومت اور بعض یورپین حکومتوں کی ویب سائٹس پر موجود ہیں یا خاندانی امور کے لئے مخصوص تحقیقی اداروں نے جاری کئے ہیں۔

ا-شادی سے بے رغبتی میں اضافہ:

تصویر (ا) ان کا تناسب، جن کی شادی ابھی نہیں ہوسکی (US Censes Bereau

:(www.census.gov) Statistical Abstracts of the United States 2001)

تقسیم بلحاظ عمر	1970	1990	2000	2002
مرد				
۲۰ تا ۲۴	35.8%	83.2%	83.7%	85.4%
۲۵ تا ۲۹	10.5	52.1	51.7	53.7
۳۰ تا ۳۴	6.2	30.7	30.0	34.0
۳۵ تا ۳۹	5.4	21.1	20.3	21.1
۴۰ تا ۴۴	4.9	15.8	15.7	16.7
عورتیں				
۲۰ تا ۲۴	54.7%	72.3%	72.8%	74.0%

40.4	38.9	38.9	19.1	۲۵ تا ۲۹
23.0	21.9	22.1	9.4	۳۰ تا ۳۴
14.7	14.3	15.2	7.2	۳۵ تا ۳۹
11.5	11.8	10.9	6.3	۴۰ تا ۴۴

تصویر(۲)امریکی معاشرے میں ۲۰ تا ۴۴ سال کی عمر کے غیر شادی شدہ لوگوں میں اضافہ

عورتیں	مرد	
19%	13%	1970
33%	42%	2002
169%	336%	اضافہ کا تناسب

دونوں تصویروں سے صاف واضح ہے کہ ۲۲ سال کے دوران شادی سے بے رغبتی میں مردوں کے یہاں ۲۲ سے ۴۴ کی عمر کے لوگوں میں ۲۳۶ فیصد ہوا ہے، اسی کے بالمقابل عورتوں میں ۱۶۹ فیصد اضافہ ہوا ہے، اور یہ تناسب حالیہ سالوں تک بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

مذکورہ ذیل دونوں تصویروں سے یہ پتا چلتا ہے کہ ۱۹۷۰ء سے ۲۰۰۰ کے درمیان ۲۰ تا ۳۴ سال کے کتنے مرد اور عورتوں نے شادی ہی نہیں کی۔

تصویر(۳)وہ مرد جن کی شادی نہیں ہوئی ۱۹۷۰ سے ۲۰۰۰ تک

تصویر(۴) وہ عورتیں جن کی شادی نہیں ہوئی

۲-طلاق کے تناسب میں اضافہ

ایک طرف شادی سے رغبت کم نہیں، بہت کم ہو چکی ہے تو دوسری طرف ان شادی شدہ لوگوں میں سے بھی آدھے افراد کی شادی طلاق سے دوچار ہو جاتی ہے۔ تصویر(۵) سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

تصویر(۵) امریکی باشندوں میں شادی اور طلاق کا تناسب فی ہزار

سال	شادی	طلاق	مجموعی تناسب
1990	9.8	4.7	48.%
2000	8.2	4.1	50%
2001	8.2	3.9	51%
2003	7.5	3.8	51%

تصویر(۶)امریکہ میں طلاق کے واقعات(۱۹۷۰ تا ۲۰۰۰ء)

طلاق کے واقعات کی تعداد	سال
1.125.000	2000
1.182.000	1990
1.189.000	1980
708.000	1970

اگر ایک طرف امر واقعہ یہ ہے کہ شادی پر آمادہ لوگوں کی تعداد مسلسل کم ہو رہی ہے تو دوسری طرف زیادہ شرمناک بات یہ ہے کہ شادی شدہ لوگوں کی مختصر تعداد میں طلاق کے واقعات دن بدن بڑھتے جارہے ہیں، اسی لئے تصویر (۶) میں ہم دیکھتے ہیں کہ ۲۰۰۰ میں 1.125.000 طلاق کے واقعات ہوئے جب کہ ۱۹۷۰ء میں ان کی تعداد 708.000 تھی۔ یہ بڑے اعداد اشارہ کررہے ہیں کہ وہاں خاندان کا وجود داؤں پر لگا ہوا ہے اور اسے تباہ کن خطرہ درپیش ہے۔ (تصویر (۷) سے واضح ہوتا ہے کہ خاندان کے وجود کے لئے حد درجہ خطرناک یہ رجحان مغربی دنیا کے تمام ہی ملکوں میں متعدی بیماری کی طرح سرایت کررہا ہے گوکہ تناسب ہر جگہ کا کچھ مختلف ضرور ہے۔

تصویر(۷) دنیا کے متعدد ملکوں میں شادی اور طلاق کے واقعات فی ہزار آبادی کے حساب سے

طلاق کا تناسب	طلاق	شادی	ملک
69%	2.9	4.2	بلجیم
60%	2.4	4	سویڈن
59%	2.5	4.2	آسٹریا

فن لینڈ	4.8	2.6	54%
جرمنی	4.7	2.4	51%
برطانیہ	5.1	2.6	51%
امریکہ	8.4	4	48%
فرانس	5.1	2	39%
جاپان	6.3	2	32%
چین	8.9	1.2	14%

(تعداد

ملین میں دی گئی ہے)

مذکورہ ٹیبل میں چین کے علاوہ دیگر ملکوں میں شادی اور طلاق کے واقعات کو فی ہزار کے حساب سے ظاہر کیا گیا ہے۔

ٹیبل کی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے کہ طلاق کا تناسب بلجیم میں سب سے زیادہ ہے پھر سویڈن، سویزرلینڈ، فن لینڈ، جرمن، برطانیہ اور امریکہ کا بالترتیب نمبر ہے۔ جب کہ چین کا نمبر سب سے آخر میں ہے، طلاق کا تناسب یہاں سب سے کم ہے، کیونکہ درحقیقت وہ معاشی، سماجی اور سیاسی سطح پر مغربی ماڈل کی تقلید قبول کرنے پر پوری طرح آمادہ نہیں ہے۔

۳- بچے کی والدین سے محرومی میں اضافہ

شادی سے بے رغبتی، جنسی آوارگی میں اضافہ، ناجائز تعلقات اور شادی کے محدود

دائرے میں بھی طلاق کے تناسب میں اضافہ، یہ وہ اسباب ہیں، جن سے ایک بہت بیمار صورت حال نے بڑے پیمانے پر جنم لیا اور وہ ہے بچے کی محرومی کہ وہ ماں اور باپ کے ساتھ رہے۔ دونوں میں محبت وہم آہنگی ہو اور بچے کے مفاد کے لئے دونوں فکرمند ہوں اور باہم مشورہ کرتے ہوں، بلکہ بچوں کی بہت بڑی تعداد صرف ماں کے ساتھ رہتی ہے یا صرف باپ کے ساتھ یا پھر بچہ گھر میں جہاں وہ بچے رہتے ہیں، جن کے نہ باپ کا پتا ہوتا ہے نہ ماں کا۔

مذکورہ تصویروں سے صورت حال اور واضح ہو جائے گی۔

تصویر(۸) میں بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچوں کے تناسب میں اضافہ (U.S. National Center for Health Statistics, Vital Statistics of the United State, annual; and National Vital Statistics Reports (NVSR) (fromerly Monthly Vital Statistics Report):

28%	1990
35.5%	2001
34.6%	2003

تصویر(۹) برطانیہ میں بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچوں کا تناسب (Office for National Statistics: General Register Office for the Scotland):

8.8%	1974
19.2%	1985
31.2%	1992
41.1%	1999

اگر ہم بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچوں کی تعداد جاننا چاہتے ہیں تو ۱۹۷۱ء میں

برطانیہ میں ایسے 65,700 بچے پیدا ہوئے، اس تعداد میں اضافہ اس قدر رہا کہ ۲۰۰۳ء میں 275,200 بچوں نے اپنی ماں کو شادی شدہ نہیں پایا۔

تصویر (۱۰) برطانیہ میں بغیر شادی کے پیدا ہونے والے بچوں کے تناسب میں اضافہ: (U.S. National Center for Health Statistics, Vital Statistics of the United States, annual; and National Vital Statistics Reports (NVSR) (formerly Monthly Vital Statistics Report)

برطانیہ میں امریکہ کے مقابلے میں یہ تناسب زیادہ تیز بڑھا ہے تاہم دونوں ملکوں کی صورت حال تشویش ناک ہے، تصویر (۱۱) سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ کے علاوہ دنیا کے بعض دوسرے ملکوں کی صورت حال کیا ہے۔

تصویر (۱۱) دنیا کے بعض ملکوں میں بغیر شادی کے بچوں کی پیدائش (Department of Health and Human Service, National Vital Statistics Report, vol.50, no5):

یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ہے کہ جن ملکوں میں طلاق کے واقعات زیادہ ہوتے ہیں وہاں بغیر شادی کے بچوں کی تعداد کا تناسب بھی زیادہ ہے۔ دوسری جانب جاپان میں یہ تعداد ترقی یافتہ ملکوں میں سب سے کم ہے۔ کیونکہ وہ مغرب کی تقلید کے مقابلے میں اپنا تہذیبی منصوبہ رکھتا ہے، جو اس کی تاریخ اور تہذیب سے وابستہ ہے۔

۴- ان باپوں اور ماؤں کی تعداد میں اضافہ، جو بچوں کی تنہا پرورش کرتے ہیں:

اس صورت حال کا تعلق اس شادی سے ہے، جس کا اختتام طلاق پر ہوتا ہے، یا وہ دوستانہ تعلقات، جو جدائی میں تبدیل ہو کر بچوں کا بوجھ کسی ایک پر ڈال دیتے ہیں، جائزے اور اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ امریکہ میں ہر سال دس لاکھ بچوں کے باپ ان کی ماؤں سے جدا ہو جاتے ہیں، خواہ دونوں کے درمیان رشتہ شادی کا ہو یا دوستی کا۔ اس تعداد میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے، ایسی صورت میں بچوں کی مکمل ذمہ داری ماں باپ میں سے کسی ایک پر آ پڑتی ہے۔

حسب ذیل ٹیبل سے پتہ چلتا ہے کہ بچوں اور خاندان کے لئے یہ صورت حال کتنی خطرناک ہے۔

تصویر (۱۲) امریکہ کے ان خاندانوں کی تعداد، جن کی دیکھ بھال والدین میں سے کوئی ایک کرتا ہے (U.S. bureau of the Census, Current Population Reports, (American Families and living Arrangements):

سال	خاندان جن کا رکھوالا تنہا باپ ہے	خاندان جن کی ذمہ داری تنہا ماں پر ہے

3.410.000	393.000	1970
8.146.000	1.222.000	1988
10.142.000	2.260.000	2003

یہ اعداد وشمار خوف ناک ہیں، ۱۹۷۰ء میں ان عورتوں کی تعداد تیس لاکھ تھی، جو اپنے بچوں کی تنہا پرورش کررہی تھیں، ۲۰۰۳ء میں وہ تعداد ایک کروڑ تک پہنچ گئی۔ وہ باپ جو بچوں کی تربیت کا بوجھ سنبھالتے ہیں، ۱۹۷۰ء میں ان کی تعداد ۳۹۳۰۰۰ تھی۔ ۲۰۰۳ء میں چونتیس لاکھ تک پہنچ گئی اور سبھی جائزے بتارہے ہیں کہ اس صورت میں دن بدن تیزی سے اضافہ ہورہا ہے۔

۵- بچوں پر تشدد کے واقعات میں اضافہ:

اس معاشرے میں بچے صرف والدین کی شفقت سے محروم نہیں ہوئے بلکہ وہ سختی، مار اور تشدد کا بھی سامنا کررہے ہیں، یہ تشدد کبھی ان پر ہوتا ہے اور کبھی ان کی ماؤں پر، اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ ۳ء۳ ملین بچے ہر سال اپنی ماؤں کو اپنے سامنے پٹتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ مارنے والا بچے کا باپ یا سوتیلا باپ یا ماں کا دوست ہوتا ہے۔ جن گھروں میں باپ یا ماں کی پٹائی ہوتی ہے وہاں عام گھروں کے مقابلے میں بچوں کو پندرہ سو گنا زیادہ مار اور تشدد سے گزرنا پڑتا ہے (American Psych I Ass. n, Violence and the Family: Report of the American Psychological Association Presidential Task Force on Violence and the Family (1996), P.11)۔

ایک اعداد وشمار کے مطابق ۴۰ سے ۶۰ فیصد افراد نے، جو اپنی بیویوں کو یا خاتون دوستوں کو مارنے میں ملوث تھے بچوں کے ساتھ بھی وہی بدسلوکی کی، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر سال قتل ہونے والوں میں ۲۷ فیصد بچے ہوتے ہیں، جن کی اکثریت یعنی ۹۰ فیصد دس سال سے کم عمر کے

ہوتے ہیں۔ ان میں بھی ۵۶ فیصد دوسال سے کم اور ۴۳ فیصد ایک سے دوسال کے درمیان ہوتے ہیں۔

۶- عورت کے خلاف تشدد میں اضافہ:

ازدواجی زندگی کے یہ طور طریقے یا وہ تعلقات، جو دوستی اور شہوت رانی پر مبنی ہوتے ہیں، اپنے پیچھے ظلم کا ایک انبار چھوڑ دیتے ہیں، اس انبار کے نیچے مرد اور عورت دونوں دبے ہوئے ہیں، لیکن عورت جس کو آزادی سے ہم کنار کرنے اور تمام حقوق دلا دینے اور مکمل مساوات سے سرفراز کر دینے کا امریکی سماج (دعوے دار) ہے، ہاں وہی عورت آج بچوں کی ذمہ داری تنہا اٹھانے پر مجبور ہے۔ (ایک کروڑ عورتیں ۳۴ لاکھ مردوں کے بالمقابل اپنے بچوں کی تنہا پرورش کررہی ہیں) اکثر حالات میں بچوں کی ذمہ داری تنہا اٹھانے کے ساتھ ساتھ وہ ظلم وتشدد کا بھی شکار ہوتی ہے اور ظالموں کو سزا دینے والے سخت قوانین بھی اسے تحفظ فراہم کرنے میں ناکام ہیں، یہ حقیقت مندرجہ ذیل امور سے اور یقینی ہو جاتی ہے:

- ☆ ۳۳ فیصد امریکی عورتیں مار کھاتی ہیں (Bureau of Justice Statistics Crime Data Brief, Intimate Partner Violence, 1993-2001, Fubruary 2003)۔
- ☆ روزانہ اوسطاً تین عورتیں قتل کر دی جاتی ہیں، ۲۰۰۱ء میں شوہر یا دوست کے ہاتھوں ۱۲۴۷ عورتیں قتل کی گئیں۔
- ☆ مار کھانے والوں کی بڑی اکثریت (۹۰ سے ۹۵ فیصد) عورتوں کی ہے، ۹۰ فیصد مرد عورتوں کو مارتے ہیں ۵ فیصد عورتیں عورتوں کے ہاتھوں مار کھاتی ہیں۔
- ☆ عورت بیشتر حالات میں اس وقت تشدد کرنے پر اترتی ہے جب وہ دفاعی پوزیشن میں ہوتی ہے۔

☆ ۱۹۹۲ءاور ۱۹۹۳ء کے جائزے کے مطابق عورت مرد سے چھ گنا زیادہ تشدد کا نشانہ بنتا ہے۔

☆ قتل ہونے والوں میں ۷۰ فیصد عورتیں ہوتی ہیں۔

☆ ۱۹۹۹ء میں مار کھانے والی عورتوں کی تعداد ۹۶۰،۰۰۰ سے تیس لاکھ تک پہنچ گئی۔اس میں شوہر حالیہ دوست اور سابق دوست سبھی شامل ہیں۔ ۲۰۰۱ء میں اس تعداد میں بیس فیصد اضافہ ہوا۔

یہ دل دہلا دینے والے اعداد وشمار ناگزیر طور پر تقاضا کرتے ہیں کہ پورے سماجی نظام پر نظر ثانی کی جائے،مغرب کے مادی طرز حیات کا از سر نو جائزہ لیا جائے،جس نے سب کچھ تباہ کر ڈالا اور نفسیاتی،جسمانی،روحانی اور مادی دباؤ کا شکار بنادیا۔

۷-نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں نشہ خوری میں اضافہ:

ایک فرد جب متعدد جائزوں اور اعداد وشمار پر نظر ڈالتا ہے تو اس کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں گوکہ ان میں کچھ فرق بھی ہوتا ہے مگر گراف اونچا ہونے کا سب کا اتفاق ہے۔ درحقیقت یہ بہت بڑے خطرے کی گھنٹی ہے،جو مغربی معاشروں کو للکاررہا ہے۔ ۲۰۰۲ء کے ایک سروے میں انٹرمیڈیٹ سے فارغ ہونے والے طلبہ کے آخری ایک ماہ کا جائزہ لیا گیا کہ اس عرصے میں،جس میں کھلاپن،آزادروی،تقریبات اور پارٹیوں کی کثرت ہوتی ہے کتنے طلبہ نشہ اوراشیاء کے استعمال میں ملوث ہوئے۔

تصویر (۱۳) امریکہ میں ۲۰۰۳ء کے آخری دو ماہ میں میٹرک کے طلبہ میں نشہ خوری کا تناسب
(National Institutes of Health, National Institute on Drug Abuse (NIDA),
:Monitoring the future Study, Annual Surveys.)

سگریٹ نوشی	24.4

میر جوانا	21.2
کوکین	2.1
الکوحل	47.5
بلانوش (مسلسل پانچ بار سے بھی زیادہ)	27.9

درحقیقت اس تصویر میں خوفناک صورت حال کی عکاسی ہے، سگریٹ نوشی کے عادی ۴ء۴ فیصد میر جوانا کے عادی ۲۱ء۲ فیصد کوکین کے ۲۱ء۲ فیصد اور الکوحل کے ۵ فیصد عادی ہیں، اس کا مطلب نصف طلبہ شراب نوشی کے تجربے سے گزر گئے، خوفناک تربات یہ بھی ہے کہ ۲ء۹ فیصد طلبہ اعداد و شمار کے مطابق مسلسل پانچ مرتبہ الکوحل پی کر نشہ کی انتہا کو پہنچ جاتے ہیں۔

بایں ہمہ یہ خوفناک تناسب ۱۹۸۰ء کے تناسب سے بہتر ہے، جب شراب نوشی کا تناسب ۷۲ فیصد پہنچ گیا تھا، پانچ بار سے زیادہ پی کر مدہوش ہوجانے کا تناسب ۲ فیصد تھا۔ سگریٹ نوشی ۳۰ء۵ فیصد طلبہ میں عام تھی۔

۸- ۱۹ سال سے کم عمر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں جنسی تعلقات کا فروغ:

بعض جائزے اور اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ اس معاشرے میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں کم عمری میں بہت بڑے پیمانے پر زناکاری کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ۱۹۹۵ء کی ایک تحقیقی رپورٹ کے مطابق جو امریکہ کی وزارت صحت کے ایک ذیلی مرکز نے جاری کی تھی (Ventura SJ, Mosher WD, Curtin SC, Abma JC, Hensshaw S. Trends in Pregnancies and Pregnancy rates by outcome: Estimates for the United States, 1976-96. National Center for Health Statistics. Vital Health Stat 21 (56) 2000.)۔ ۵۰ فیصد لڑکے اور ۵۵ فیصد لڑکیاں جنسی عمل کا ارتکاب کرتے ہیں۔

اس رپورٹ کے مطابق ۱۵-۱۹ سال کے درمیان حاملہ ہوجانے والی لڑکیوں کا تناسب ۲ء۱۰ فیصد ہے۔ دونوں اعداد وشمار میں یہ بڑا فرق (۲ء۱۰ فیصد اور ۵۰ فیصد) دراصل مانع حمل تدابیر پر کار بند ہونے کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ مغربی حکومتیں نوجوانوں کو بے راہ روی سے روکنے کا سبق سکھانے کے بجائے مانع حمل تدابیر کے استعمال کی تربیت پر غیر معمولی محنت صرف کرتی ہیں تا کہ ایڈز جیسے خطرناک امراض کے پھیلنے کو روکا جا سکے۔ اس پر خرچ ہونے والی خطیر رقموں کو بچایا جا سکے۔ واضح رہے کہ امریکی قانون کے مطابق ایڈز کے مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے اور ایسے ایک شخص پر ماہانہ تقریباً ۱۰۰۰ ڈالر خرچ آتا ہے۔

تاہم ان کوششوں کے باوجود صورت حال پر کنٹرول کرنا ممکن نہیں ہو رہا ہے کیونکہ مسئلے کا تعلق خواہش نفس سے ہے۔ اسی ادارے کی ایک دوسری رپورٹ کے مطابق ۱۰ سے ۱۴ سال کی عمر کے بیچ پیدائش کے واقعات ہوتے رہتے ہیں (Menachar F, Martin JA, MacDorman MF, Ventura SJ. Births to 10-14 yeare-Old Mothers, 1990-2002: Trends and Health Outcomes. National Center for Health Statistics. Statistics Report 53 (7). 2004.)۔

سال	کم سنی میں پیدائش کے واقعات
1994	12.901
2002	7.315

یہ اعداد وشمار اس کم سنی میں زنا کاری کے واقعات کی تعداد کی عکاسی نہیں کرتے ہیں کیونکہ مانع حمل تدابیر اور اسقاط حمل وغیرہ سے اس تناسب کو کم کیا جاتا ہے۔ تاہم یہ ضرور بتاتے ہیں کہ دس سال کی بچیوں کے ساتھ زنا کاری کا تناسب بہت زیادہ ہے۔

۹- ایسے بوڑھوں کی تعداد میں اضافہ، جو تنہا رہ رہے ہیں یا اولڈ ہاؤس میں رہتے ہیں:

ایک جانب قرآن کریم بوڑھے والدین کے ساتھ بیش از بیش صلہ رحمی کی خصوصی تاکید کرتا ہے۔"وقضى ربک ألا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين إحسانا إما يبلغن عندک الكبر أحدهما أو كلاهما فلا تقل لهما أف ولا تنهرهما وقل لهما قولاً كريماً، واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيراً"(بنی اسرائی: ۲۳، ۲۴) (اور تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو، اگر ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا، اوران سے بات ادب سے کرنا اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے اللہ! جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی ان (کے حال) پر رحمت فرما)۔ دوسری جانب مغربی زندگی کے اطوار بوڑھوں کے ساتھ حد درجہ سخت گیر ہوجاتے ہیں، ان بوڑھوں کو مادی آسائش اور جدیاالکٹرانک سہولیات حاصل ہوتی ہیں۔ مگر حسن سلوک، صلہ رحمی اور وہ سماجی زندگی، جس میں انہیں اپنے وجود اور اہمیت کا احساس ہو دوسرے ان کا احترام اور محبت کریں ان سے انہیں محروم کردیا جاتا ہے۔ یہ عظیم الشان بنگلے، جدید الکٹرانک سہولیات اور صحت بخش ماحول انسان کی انسان سے بچوں پوتوں، اعزہ واقارب اور دوستوں سے تعلق کی ضرورت کی تلافی نہیں کرسکتے۔ کیونکہ انسان تو ابن خلدون کے الفاظ میں فطری طور سے سماجی ہوتا ہے۔

بہت سارے جائزے اور اعداد وشمار ان بوڑھوں سے متعلق ہیں، جنہیں دیکھ کر دل بھر آتا ہے اور ان کے لئے ہمدردی کے جذبات امنڈ آتے ہیں۔

تصویر (۱۴) امریکہ میں تنہا رہنے والے بوڑھوں کا تناسب (U.S. bureau of the Census, Current Population Reports, (American Families and living Arrangements):

	1956	1994	اضافہ کا تناسب
مرد	3.5	9.4	167%
عورتیں	7.3	14.2	94%

تصویر (۱۵) امریکہ میں ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۴ء کے بیچ تنہا رہنے والے بوڑھوں کا فیصد تناسب

(U.S. Census Bureau, Population Division and Housing and Household

:Economic Statistics Division)

تصویر (۱۶) برطانیہ میں ۸۵ سال سے اوپر تنہا رہنے والے بوڑھے مرد اور عورتوں کا تناسب

(Census, April 1991 and 2001, Office for National Statistics Census,

:April 1991 and 2001, General Register Office for Scotland)

یہاں واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس پہلو سے بھی عورت مرد سے زیادہ مظلوم ہے، امریکہ میں تنہا رہنے والی ماؤں کے تناسب میں ۱۶۷ فیصد اضافہ ہوا ہے، جب کہ مردوں میں یہ اضافہ ۹۴ فیصد ہے۔ برطانیہ میں ۸۵ سال سے اوپر ستر فیصد عورتیں تنہا زندگی گزار رہی ہیں۔ یہ محض تناسب میں اضافے کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ عورت کے لئے اس پہلو سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے کیونکہ وہ مرد سے زیادہ توجہ اور کفالت کی محتاج ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق جب رسول ﷺ سے پوچھا گیا کہ خدمت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ تو تین بار فرمایا: تمہاری ماں، پھر فرمایا: تمہارا باپ۔ امام شوکانی کہتے ہیں اللہ نے ماں کو تین چوتھائی اور باپ کو ایک چوتھائی حصہ اولاد کی خدمت میں سے دیا۔

توجہ طلب اور تعجب خیز بات یہ بھی ہے کہ ۴۴ سال کے بعد عورت سے علاحدہ ہونے کا تناسب بڑھ جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو تصویر (۱۵) کہ ۱۵ سے ۴۴ سال تک تو وہ دوسرے کے ساتھ رہتی ہے کیونکہ وہ مکمل عورت اور مکمل ماں ہوتی ہے۔ ساتھ ہی کام کرتی اور کماتی بھی ہے۔ اس لئے اس وقفہ عمر میں مردوں کا تنہا رہنے کا تناسب عورتوں سے زیادہ ہے۔ لیکن ۴۵ سال کے بعد یعنی سن یاس کے آغاز سے ہی ان سے بے وفائی انہیں تنہا چھوڑ دینے شہوت رانی کے لئے کم سن لڑکیوں کی تلاش اور عمر دراز عورتوں کی تاحیات جدائی کا ڈرامہ شروع ہو جاتا ہے۔

۱۰- سال بہ سال خاندان کی بگڑتی ہوئی تصویر:

مذکورہ امور نے خاندان کی قدیم شکل کو آج بگاڑ کر رکھ دیا ہے، درج ذیل تصویر سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

تصویر (۱۷) امریکہ میں خاندانوں کے انداز (U.S. Bureau of Cnesus, Trend Population Report Series, American Family Living Arrangementl, June :2001)

اس تصویر میں ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء میں خاندان کی مکمل شکل یعنی بچوں کے ساتھ والدین کا تناسب سب سے زیادہ تھا۔ (گوکہ اپنے آپ میں زیادہ نہیں تھا)۔

لیکن ۴۰ء۳ فیصد کا یہ تناسب آگے چل کر کم ہوگیا۔ اور بچوں کے بغیر ازدواجی زندگی کا تناسب سب سے زیادہ یعنی ۲۸ء۷ فیصد ہوگیا۔ بچے والدین کے ساتھ رہیں اس کا تناسب گھٹ کر آدھا ہوگیا، تنہا رہنے والے مرد اور عورتوں کا تناسب بھی دوگنا ہوگیا۔ ساتھ ہی غیر فطری جوڑوں کا یعنی ہم جنس پرستوں کا تناسب بھی دوگنے سے قریب ہوگیا۔

چنانچہ امریکی خاندان کی شکلوں کی ترتیب حجم کے لحاظ سے یوں بنی:

۲۸ء۷ فیصد زوجین بغیر بچوں کے

۲۴ء۱ فیصد زوجین بچوں کے ساتھ

۲۱ء۷ فیصد غیر فطری جوڑے
۱۴ء۸ فیصد تنہا عورتیں
۱۰ء۷ فیصد تنہا مرد

مغربی خاندان کا گلوبلائزیشن

گلوبلائزیشن مغربی منصوبے کو سیاسی، معاشی، سماجی غرض تمام پہلوؤں کے ساتھ پوری دنیا پر مسلط کرنے کا مشن ہے۔ اگر ایک طرف مغرب کی مادی زندگی کے کڑوے اثرات خاندان کو تباہ کرر ہے ہیں، جیسا کہ سرکاری اور غیر سرکاری جائزوں اور اعداد وشمار سے واضح ہوتا ہے تو دوسری طرف خاندان کی اس بگڑی ہوئی شکل کو دنیا کے اس کے میں عام کرنے، رواج دینے اور ان پر تھوپ دینے کے لئے زبردست دباؤ بنایا جارہا ہے اور اس کے لئے حسب ذیل حربے آزمائے جارہے ہیں:

۱- حکومتوں اور سرکاری مشنریوں پر سیاسی دباؤ

۲- غیر سرکاری اداروں (این جی اوز)، جو اس منصوبے کی حامی ہوں انہیں مالی تعاون دے کر عوامی دباؤ

۳- چینلز اور انٹرنیٹ کے ذریعہ مغربی ماڈل کو اس کی آوارگی، بے راہ روی، عریانیت، بدکاری اور شرم وانسانیت، جیسی اعلی صفات سے خالی اقدار کے ساتھ بزور قابل قبول بنانا تا کہ ایک ایسی نسل تیار ہو، جو پیٹ اور شرم گاہ کے بل گھسٹنے کے علاوہ کچھ نہیں جانتی ہو۔

۴- مغربی ماڈل کی تحسین وتبلیغ کرنے والے تحقیقی اداروں کو مالی تعاون دے کر مالی دباؤ۔

۵- اقوام متحدہ کے تمام وسائل، نمائندے اور کانفرنسوں کو بروئے کار لاکر اور اس کی دنیا بھر میں پھیلی ہوئی شاخوں کو استعمال میں لاکر دباؤ۔

یہ سارے پہلو گہرا تجزیہ چاہتے ہیں، میں صرف آخری نقطہ کی وضاحت کروں گا تا کہ معلوم ہو کہ اقوام متحدہ کے ذریعہ مغربی منصوبے کو مسلط کرنے کے لئے کسی قدر طاقت ور دباؤ بنایا جارہا ہے۔

اقوام متحدہ نے بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلے اور اس کی روک تھام کی تدابیر پر عالمی سطح کی بڑی کانفرنسوں کا انعقاد کیا۔ اس سلسلے کی ایک کانفرنس ۱۹۷۴ء میں بوخارسٹ میں ہوئی، ۱۹۸۴ء میں میکسیکو میں ہوئی پھر ۵ - ۱۳ ستمبر ۱۹۹۴ء میں قاہرہ میں ہوئی۔ پھر اس سے ملتی جلتی ایک کانفرنس بیجنگ میں ۱۹۹۵ء میں عورت کے متعلق ہوئی اور دوسری استنبول میں ۱۹۹۶ء میں ہوئی۔ متعین پروگرام، منصوبے اور طے شدہ اہداف ووسائل کے ساتھ کانفرنسوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے۔ ان کوششوں کی پشت پر حسب ذیل مقاصد کارفرما ہیں:

۱- مشرقی دنیا میں خاص طور سے بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنا اور مختصر کرنا، کیونکہ مشرق میں عورتوں کے یہاں شرح پیدائش تقریباً چھ بچے ہیں جب کہ مغرب میں یہ تعداد کم ہورہی ہے اور زیادہ سے زیادہ دو تک ہے (آبادی کانفرنس دستاویز ۱-۹)۔

۲- اس بڑھتی ہوئی آبادی سے مغرب تشویش میں مبتلا ہے، دنیا کی آبادی کے پہلے بلین کے لئے ۱۲۳ سال درکار ہوئے تھے، دوسرے بلین کے لئے ۳۳ سال، تیسرے بلین کے لئے ۱۴ سال، چوتھے کے لئے ۱۱ سال اور توقع ہے کہ اس کے بعد ہر بلین کے اضافے کے لئے دس سال کافی ہوں گے (۱-۳)۔

۳- ترقی یافتہ ملکوں کا خیال ہے کہ اس مسئلے سے نپٹنے کا اصل حل یہ ہے کہ مغربی منصوبے کو اس کی تمام خرابیوں کے ساتھ مشرق کے ملکوں اور ترقی پذیر ملکوں پر مسلط کر دیا جائے (دنیا میں آبادی کا جغرافیائی عدم توازن ان کے نزدیک بہت بڑا مسئلہ ہے)۔

۴- دوسرے باب میں اس پر زور دیا گیا کہ اس ڈیکلیریشن میں مذکورہ تمام حقوق

وواجبات سے فائدہ اٹھانے کا سب کوحق ہے،اس میں کسی نسل، مذہب یا جنس وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں برتا جائے گا (صرف مغربی نقطہ نظر کا اعتبار ہوگا)، تیسرا اصول ہر دو جنس کے درمیان مساوات کے تصور کو طاقت ور کرنے اور عورت کو بالا دستی عطا کرنا ہے، آبادی اور پیداوار سے متعلق تمام کوششوں کا محور یہی آخری ہدف ہے۔

۵- دستاویز میں، جو ایک سوبیس صفحات پر مشتمل ہے ایک سو پچاس مرتبہ ایک اساسی اور محوری مسئلے پر زور دیا گیا ہے، وہ جنسی صحت کا مسئلہ ہے کہ جنسی عمل کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں ساتھ ہی ان لوگوں کو متعدی امراض سے محفوظ رکھنے کے سلسلے میں تربیت یافتہ بنایا جائے، ذیل میں کچھ عبارتیں ہیں، جو اس دستاویز میں وارد ہوئی ہیں اور جو کہ عوامی سطح پر ناکام ہوگئی تھیں۔ کیونکہ عالم اسلام کی تمام اقوام نے ان کا مقابلہ کیا تھا لیکن مذکورہ بالا دباؤ کے ذریعوں سے اور خاص طور سے سیاسی اور ابلاغی دباؤ کے ذریعہ انہیں بڑی کامیابیاں حاصل ہوئیں:

۱- پیراگراف (۷-۱) کانفرنس کے ایجنڈے کی بنیاد جنسی آسائش کو یقینی بنانا ہے۔

۲- پیراگراف (۸-۲۴) اور (۶-۷) بالغ مرد اور عورتوں کو ضروری معلومات شعور اور مشورے فراہم کرنا، جن کی مدد سے وہ شادی اور افزائش نسل کے عمل کو موخر کریں، ضروری ہے۔

۳- پیراگراف (۴-۲۴) جنسی مسائل، جنسی زندگی اور جنسی صحت سے متعلق امور میں مردوزن کے درمیان تعلقات بہتر بنانا بنیادی امر ہے۔

۴- پیراگراف (۸-۳۱) ذمہ دارانہ اور محفوظ جنسی رویہ اور جنسی تعلق کے وقت مانع حمل اشیاء کو فروغ دینے کے لئے تربیتی کوششیں ضروری ہیں۔

۵- پیراگراف (۸-۳۳) حالیہ دنوں میں ایسے طریقہ حمل کے ایجاد وفروغ کی کوششیں جاری ہیں، جو عورت کے اختیار میں رہے اور جس سے ایڈز کے جراثیم سے محفوظ رہا

جا سکے، تمام امدادی اداروں کو اس پروجیکٹ میں شامل ہو کر اس کی مدد کرنا چاہئے۔

۶- پیراگراف (۷-۲۱، ۶-۲۱) یہ ضروری ہے کہ جنسی صحت سے متعلق معلومات اور وسائل آسانی سے سستے داموں اور عمدہ نیز آرام دہ کوالٹی میں فراہم ہو، یہ بھی ضروری ہے کہ مارکٹنگ کے نظام کو استعمال کیا جائے تا کہ مانع حمل کے بنیادی وسائل کافی مقدار میں مسلسل فراہم رہیں۔ اسے رازداری کا تحفظ مہیا کیا جائے۔

۷- پیراگراف (۷-۹) جنسی صحت سے متعلق وسائل اور سہولتوں کو فراہم کرنے اور انہیں قانونی جواز عطا کرنے کے لئے تمام ملکوں کے سربراہوں اور عوامی لیڈروں کو ابھارنا بھی ضروری ہے۔

۸- پیراگراف (۷-۳۱) تمام متعلق بین الاقوامی اداروں خاص کر عالمی تنظیم برائے صحت (W.H.O) کو چاہئے کہ بڑے پیمانے پر جدید طرز کی مانع حمل اشیاء کی خریداری کر کے انہیں تقسیم کرائے۔

یہ محض ایک جھلک ہے اس پیش قدمی کی، جس کا مظاہرہ اقوام متحدہ مستقل رکن ممالک اور خاص کر امریکہ کے دباؤ میں کر رہی ہے۔ تا کہ خاندان سے متعلق مغربی منصوبے کو اس کے تمام عیوب کے ساتھ دنیا پر مسلط کر دیا جائے۔

اول اس لئے کہ مشرق میں آبادی کے بڑھتے ہوئے سلسلے کو روکنا یقینی بنایا جا سکے۔ کیونکہ یہ مغرب کے مقابلے میں مشرق کو غیر متوازن بنا رہا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسلام کی دوسروں پر عددی برتری کا سبب بن رہا ہے۔

دوم یہ کہ پوری دنیا خاندان کے اس ایک رنگ کو قبول کر لے، جس کی سب سے نمایاں صفت خاندان کے جملہ افراد کے درمیان کمزور ترین رشتے اور بندھن ہیں، جیسا کہ گزشتہ اعداد وشمار سے معلوم ہوا۔

مغرب میں مسلمانوں کی ازدواجی صورت حال

مغرب میں اسلامی وجود ایک حقیقت بن چکا ہے، اس حقیقت کے ساتھ ہمارا رویہ ماضی سے مختلف ہونا چاہئے، کبھی شاعر نے کہا تھا: (ترجمہ)

میرے دوست ہم دونوں یہاں اجنبی ہیں
اور ہر اجنبی دوسرے اجنبی کا نسبی رشتے دار ہوتا ہے

اب اس کے بجائے یہ کہنا چاہئے:

اے میرے دوست ہم دونوں یہاں قیام پذیر ہیں
اور ہر مقیم دوسرے مقیم کا رشتہ دار ہوتا ہے

یہ صحیح ہے کہ مغرب کی سمت ہونے والی مسلمانوں کی بیشتر نقل مکانی اندھادھند تھی جس کے نتیجہ میں مسائل بھی بہت پیدا ہوئے۔ تاہم اب ادھر شہریت کے حصول، تعلیم کے حصول، عام معاشرے کے ساتھ میل جول اور مستقل مزاجی کی جانب عمدہ پیش قدمیاں ہوئی ہیں، اس صورت حال کے منفی اور مثبت دونوں پہلو ہیں، جن کا تعلق اس سے ہے کہ مغرب میں بسنے والے مسلمان کے سامنے اپنی دینی بنیادیں کسی قدر واضح ہیں۔

میں کتاب کے اس حصے میں مغرب میں رہنے والے مسلم خاندان کی صورت حال کا جائزہ پیش کروں گا، اس گفتگو کے تین حصے ہیں:

۱- مسلمانوں کی ازدواجی زندگی کے عملی واقعات اور ان کا تجزیہ

۲- وقوع پذیر واقعات کے اسباب کا تجزیاتی مطالعہ

۳- مغرب میں مسلمانوں کے درمیان کئے گئے ایک سروے کے نتائج کا مطالعہ

درپیش واقعات میں روزمرہ کے وہ مسائل اور واقعات ہیں، جو میرے سامنے پیش ہوئے ان کی وقوع پذیری یقینی اور ثابت شدہ امر ہے۔

مغرب میں مسلمانوں کی ازدواجی زندگی کے سچے واقعات:

میں نے امریکہ میں آٹھ سال گزارے ہیں، یوروپ کے ملکوں کا بھی مستقل سفر ہوتا رہا ہے، اس دوران میں کوئی ہفتہ ایسا نہیں گزرا جب میرے سامنے تین سے پانچ مسائل نہیں پیش کئے گئے ہوں۔ ان میں سے کچھ پیچیدہ اور کچھ آسان ہوتے تھے، میرے سامنے اس مدت کے دوران ڈیڑھ ہزار سے زائد مسائل پیش ہوئے، مغرب میں قیام پذیر ہونے سے قبل میں نے ان مسائل اور واقعات کا تصور بھی نہیں کیا تھا، جو اب آئے دن مجھے دیکھنے اور سننے کو ملتے ہیں۔

علمی دیانت داری کے اس تقاضے کو میں نے ملحوظ رکھا ہے کہ وہی واقعات ذکر کروں، جو میری موجودگی میں پیش آئے یا جن کے حل میں میں نے خود حصہ لیا، مجلس کی امانت داری کا یہ تقاضا بھی سامنے ہے کہ جس مقام پر اور جس فرد کے ساتھ مسئلہ پیش آیا ہے اسے ذکر نہ کر کے ''کچھ لوگ، ایک صاحب'' کا طرز بیان اختیار کیا جائے۔

اس واقعات نگاری کا مقصد ہر چند کہ چھوٹی سی سہی مگر صحیح تصویر سامنے لانا ہے کہ مغرب میں رہنے والے مسلمان خاندان بھی بڑی دراڑوں سے دوچار ہیں۔ اصلاح پسندوں پر فرض ہے کہ وہ داعی و عالم ہوں یا صحافی و معلم اس مسئلے پر خصوصی توجہ دیں اور ان دراڑوں کو بھرنے اور صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں۔

ا- شوہر نے مسجد چھوڑ کر بدکاروں کی صحبت اختیار کر لی، نشہ کا عادی ہوا، بیوی کو قتل کرنے اور خودکشی کرنے کی کوشش کی۔

وہ باجماعت نماز مسجد میں ادا کرنے کا عادی تھی، خاندان اور بچوں کا خاص خیال رکھتا

تھا، مسجد میں نمازی بھائیوں کے ساتھ اختلافات ہوئے اور اس نے مسجد جانا چھوڑ دیا مگر انسان تو سماج پسند ہوتا ہے، اس نے غلط قسم کے لوگوں سے دوستی کر لی۔ دھیرے دھیرے ان کی صحبت نے اسے نشہ اور پھر بدکاری تک پہنچا دیا، اس کی بیوی کو معلوم ہوا تو سمجھانے بجھانے کی کوشش کی، عیاشیوں پر ہونے والا خرچ پورا کر کے اس سے اپنا رشتہ برقرار رکھ سکے، پھر ایسا ہوا کہ اس نے بیوی کے باپ کی کار چرا لی، پھر بیوی کی کار بھی چوری کر لی، ان لوگوں نے پولس میں رپورٹ نہیں کی، بلکہ بیوی نے انشورنس کی رقم بھی نکال لی تاکہ گھر کے خرچہ کے ساتھ شوہر کی ناز برداری کر سکے۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ پھر ایسا ہوا کہ اس نے اپنے باپ کی کار بھی چرانے کی کوشش کی۔ باپ کو اندازہ ہو گیا اس نے پکڑنے اور روکنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں اس نے باپ کو مارا پیٹا اور بے ہوش چھوڑ دیا۔ ہوش آنے پر باپ نے پولس کو اطلاع کر دی۔ پولس نے اسے تلاش کیا اور ایک ہوٹل میں عیاشی کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا، کچھ دن وہ جیل میں رہا پھر باہر آ گیا۔ اسے شک تھا کہ پولس میں رپورٹ اس کی بیوی نے کی ہے۔ چنانچہ بیوی کو قتل کرنے کی نیت سے وہ ریوالور اور چاقو سے لیس ہو کر اس کے گھر پہنچا۔ گھر میں بیوی کے والد موجود تھے، وہ دروازہ کھولنے آئے تو پہلے ان کے سر پر مارا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، انہیں سخت چوٹ آئی تھی، اتنے میں پولس کو خبر کر دی گئی اور وہ آ پہنچی، پولس والوں نے ہتھیار ڈالنے کو کہا مگر اس نے انکار کر دیا اور خودکشی کی نیت سے چاقو اپنے سینے پر رکھ دیا۔ اسی دوران پولس نے گولی چلا دی۔ پوسٹ مارٹم سے ثابت ہوا کہ گولی لگنے سے پہلے ہی وہ چاقو سے خود کو قتل کر چکا تھا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ہم اس کی بیوی کو تسلی دے رہے تھے اور وہ ہم سے فون پر یہ معلوم کر رہی تھی کہ کیا شوہر کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، اور کیا وہ نہلاتے وقت اپنے شوہر کو دیکھ سکتی ہے؟

۲- مال دار باپ نے اپنی بیٹی کو قتل کرنے کی کوشش کی کیونکہ اس نے ایک غیر مسلم سیاہ فام امریکی سے دوستی کر لی تھی، وہ اس کے ساتھ بھاگ گئی اور اپنے باپ کو جیل میں بند کرا دیا۔

وہ ایک مال دار فیملی تھی، مشرق میں ان کا وسیع کاروبار تھا، انہوں نے سب بیچ کر امریکہ میں ایک بڑا شاپنگ سینٹر خرید لیا۔ تاکہ خاندان کی اگلی زندگی امریکہ میں گزرے، دکان چوبیس گھنٹے کھلی رہتی تھی، فیملی کے سب لوگ اسی میں مصروف رہتے تھے، مسجد صرف اس تاجر کی بیوی آتی تھی، میں اس کے پاس بار بار گیا اور اس کو ہر طرح سمجھایا کہ دنیا کمانے اور آخرت بنانے میں توازن سے کام لو لیکن وہ یونہی نرم روی سے ٹالتا رہا۔

اس کی لڑکی نے جب یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو اس کی جان پہچان ایک امریکی سے ہوگئی، جو اس سے ۲۷ سال بڑا تھا، اس نے اپنے گھر والوں کو جب بتایا کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتی ہے تو گھر والوں نے سختی سے انکار کر دیا، انکار کی پہلی وجہ یہ تھی کہ وہ غیر مسلم تھا۔ امریکی نے اس سے شادی کی خاطر مسلمان ہونے کا بھی اعلان کر دیا، مگر انہوں نے کبھی بھی مسجد میں قدم نہیں رکھا، بیٹی کا اصرار تھا کہ اس سے اس کی شادی کر دی جائے مگر باپ ایک خطرناک فیصلہ کر چکا تھا۔ اس نے گاڑی میں ایک رسی رکھی اور لڑکی کو لیکر ایک جنگل کی طرف نکل گیا۔ وہاں اس نے کہا کہ اگر وہ اس سے شادی کی ضد پر قائم رہے گی تو وہ اسے قتل کر دے گا۔ لڑکی نے اپنی ضد نہیں چھوڑی تو اس نے رسی کا پھندا بنا کر اس کی گردن میں ڈال دیا۔ مگر شاید باپ کی شفقت اسے پھندا سخت کرنے پر آمادہ نہیں کر سکی۔ لڑکی نے کسی طرح اپنی گردن پھندے سے چھڑائی اور موبائل سے پولس کو فون کر دیا۔ پولس آئی اور اس نے لڑکی کو اس کے دوست کے پاس اور باپ کو جیل میں پہنچا دیا۔ یہ حادثہ کئی دن تک ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی تضحیک کا سامان بنا رہا۔

۳- اس نے ایک امریکی لڑکی سے شادی کی تاکہ اسے گرین کارڈ مل جائے اور لڑکی کی تسکین بھی ہو جائے، لیکن جب اس نے لڑکی کو دوسرے کے ساتھ بدکاری سے روکا تو اس نے مار کر گھر سے نکال دیا۔

ہم مسجد میں معتکف تھے اور رات کے دو بج رہے تھے، یکا یک مسجد کا دروازہ اور کھڑکی زور سے پیٹنے کی آواز آئی، ہم سمجھے کہ کوئی شرابی شیشہ توڑنے کی کوشش کررہا ہے، جب میں نے پردہ کھسکا کر دیکھا تو چہرے مہرے سے وہ ایک مسلم نوجوان تھا، ساتھیوں کے منع کرنے کے باوجود میں نے دروازہ کھول دیا۔نوجوان کہہ رہا تھا مجھے مسجد میں رات گزارنے کے لئے جگہ دے دیجئے،شب گزاری کے لئے میرے پاس کوئی جگہ نہیں ہے،میری بیوی نے میرے منہ پر طمانچے مار کر مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔تفصیلات معلوم کرنے پر پتا چلا کہ اس نے ایک غیر مسلم امریکی لڑکی سے شادی کر لی تھی کہ اس کے ذریعہ سے اسے گرین کارڈ مل جائے گا،لڑکی نے اپنی خواہش پوری کرلینے کے بعد اپنی ہوس رانی کے لئے دوسرے مردوں سے تعلقات قائم کرلئے۔اس نے جب ادب واحترام کے ساتھ اسے اس عیاشی سے باز رہنے کو کہا تو اسے پٹائی اور گھر نکالا انعام میں ملا۔

۴- اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تا کہ بڑا بھائی اس سے شادی کر کے اسے امریکہ لے آئے،مگر اس نے اسے اپنے پاس روک کر اپنی پہلی بیوی کو طلاق دے دی۔

بڑا بھائی اپنے بیوی بچوں کے ساتھ امریکہ آیا اسے گرین کارڈ مل جانے کے بعد اس کا چھوٹا بھائی بھی امریکہ گھومنے کی نیت سے آیا اور پھر امریکہ میں ہی رک گیا،لیکن اس صورت میں وہ اپنی بیوی کو امریکہ نہیں بلا سکتا تھا، چنانچہ بڑے بھائی سے طے ہوا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر (صرف سرکاری ریکارڈ میں) چھوٹے بھائی سے شادی کرادے، کیونکہ قانونی لحاظ سے وہ اس کی دوسری بیوی نہیں بن سکتی تھی، بڑے بھائی نے اپنی بیوی کو کاغذ پر طلاق دے کر کاغذ پر ہی چھوٹے بھائی سے شادی کرادی۔اب قانونی لحاظ سے وہ اپنے بھائی کی بیوی کو اپنی بیوی بتا کر بلا سکتا تھا، چنانچہ اس نے اس عورت کے کاغذات بنوائے، جو قانون کے لحاظ سے اس کی بیوی اور حقیقت میں اس کے چھوٹے بھائی کی بیوی تھی، وہ اتری تو چھوٹے بھائی کو علم نہیں ہوا، بڑے

بھائی نے اس سے مردوزن کے تعلقات قائم کرلئے اوراس نے بھی اسی کے ساتھ رہنا پسند کرلیا، اس طرح خاندان میں پھوٹ پڑگئی، چھوٹا بھائی بغیر بیوی کے ہوگیا، بڑے بھائی کی اصل بیوی بغیر شوہراورسر پرست کے ہوگئی، علاوہ ازیں خیانت، پستی اور بے غیرتی کا جوڈرامہ رچا گیا وہ اس پر مستزادتھا۔

۵- سیاسی پناہ گزیں مغرب کی برائیوں پر ریجھ گیا اوراپنی بیوی کوطلاق دے دی، بعد میں توبہ کی توفیق بھی ملی۔

اس بے چاری نے دوسرے رشتہ ٹھکرا کرایک داعی نوجوان سے اس لئے شادی کی تھی کہ وہ اللہ کی رضا اور جنت کے حصول میں اس کا معاون ومددگار ہوگا، اس نوجوان کو ملک سے جلاوطن کیا گیا تو وہ سیاسی پناہ گزیں کی حیثیت سے مغرب فرار ہوگیا، بعد میں بیوی بھی آملی، میزبان ملک کی طرف سے رہائش کے علاوہ وظیفہ بھی ملنے لگا، نیک بیوی کو جھٹکا اس وقت لگا جب اسے احساس ہوا کہ اس کا شوہر دن بھرسوتا ہے اور رات بھرانٹرنیٹ کے ذریعہ عریاں اورحیاسوز فلمیں دیکھا کرتا ہے۔ اس نے سمجھانے کی بہت کوشش کی مگر وہ اس عیاشی کا عادی ہوچکا تھا، بالآخراس خاتون نے طلاق لے لی۔ تاہم لوگوں نے اس کی اصلاح کی کوششیں اور دعا جاری رکھی۔ بالآخراسے توبہ خالص کی توفیق ملی، نیک خاتون بھی دوبارہ ساتھ رہنے پرآمادہ ہوگئی اور دونوں دوبارہ ایک پاکیزہ زندگی بسر کرنے لگے۔

۶- خاندان کے سرپرست نے بیٹی کی شادی بھتیجے سے کردی تا کہ اسے گرین کارڈمل جائے، بیٹی بھاگ کھڑی ہوئی اوراب روز بروز پستی کے دلدل میں گرتی جارہی ہے۔

خاندان کے سرپرست نے یہ چاہا کہ پورا خاندان مغرب میں آباد ہوجائے۔اس نے اپنی بیٹی کی شادی بھتیجے سے کردی تا کہ اسے بھی امریکہ بلالے، وہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل ناآشنا تھے، ہرکوئی الگ ملک کے ماحول میں پروان چڑھا تھا، چونکہ تربیت بالکل الگ انداز میں

ہوئی تھی اس لئے ازدواجی زندگی برقرار نہیں رہ سکی، خاندان والوں نے بیٹی پر دباؤ بنائے رکھا، اس کا شوہر اسے مارتا اور بدسلوکی کرتا تھا۔ ایسی صورت میں وہ اپنے بھائیوں کے گھر بھاگ جاتی تھی، بھائیوں کی شادیاں غیر مسلم عورتوں سے ہوئی تھیں، چنانچہ بھاوجوں کو اس کا آنا ناگوار گزرتا تھا بالآخر جب اسے کوئی ٹھکانہ نہیں ملا تو وہ امریکیوں کے علاقے میں جاکر شرابیوں اور پیشہ ور عورتوں کے ساتھ رہنے لگی، کچھ عرصے بعد وہ اس بدبودار ماحول سے بھی اکتا گئی اور ٹیلیفون کے نمبر آزمانے لگی کہ کوئی اس کی مادری زبان میں بات کرنے والا مل جائے۔ بالآخر ایک آدمی سے ٹیلیفون کے ذریعہ تعارف ہوا وہ دوسری ریاست میں رہتا تھا، لڑکی اس کے یہاں جا کر کچھ رات رہی پھر دونوں نے شادی کر لی، مگر کچھ عرصے بعد وہ اسے ذہنی اذیت دینے لگا۔ اسے اس کے گھر کے حوالے سے عار دلاتا اور خود اس کے بارے میں شک کرتا کیونکہ وہ بیوی ہونے سے پہلے اس کے ساتھ شب گزاری کر چکی تھی۔ پھر وہ اس کے فون بھی چیک کرنے لگا۔ غرض کئی بچوں کی پیدائش کے بعد وہ دونوں جدا ہو گئے۔ اب وہ لڑکی بچوں کے ساتھ ایک سرکاری ناری آشرم میں لوٹ آئی، جب کہ شوہر دوسرے ملک میں اپنی بیوی بچوں کے پاس جا ملا۔

۷- وہ خود نماز نہیں پڑھتا تھا اور شراب خانے میں جایا کرتا تھا مگر اپنی بیوی سے باحجاب رہنے کو کہتا تھا۔

اس مسلم نوجوان نے غیر مسلم امریکی سے شادی کی، شادی کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا اور حجاب پہننے لگی۔ شوہر کے پاس نہ پیسہ تھا اور نہ گرین کارڈ، شادی کے بعد اسے گرین کارڈ مل گیا۔ اس نے کاروبار شروع کیا اور خوش حال ہو گیا، پھر اس کو برے لوگوں کی صحبت مل گئی اور وہ اسے رقص گاہوں اور شراب خانوں میں لے جانے لگے، وہ جب نشے کی حالت میں لوٹتا تھا تو اپنی بیوی کی پٹائی کرتا تھا، حالانکہ بیوی ازدواجی زندگی میں سنجیدہ تھی۔ اور خاندان کے دائرے میں رہتے ہوئے بچوں کی تربیت میں مصروف رہتی تھی، جب وہ شراب خانوں میں کئی کئی دن رہنے لگا

تو بیوی مجبوراً اس کی تلاش میں باحجاب ہو کر نکلنے لگی، آخر کار اس نے حجاب کو خیر آباد کہہ دیا اور نماز چھوڑ دی، ادھر شرابی شوہر نے اپنے کنوارے بھائی کو وطن سے بلالیا تا کہ گھر میں ساتھ رہے۔ دوکان پر جانے کی دونوں کی الگ الگ شفٹ ہے۔ (یعنی شوہر کی شفٹ میں وہ تنہا اس کی بیوی کے ساتھ گھر میں رہتا ہے) زندگی کہرے کی سی بہت گہری دھند میں گزر رہی ہے۔

۸- امریکی لڑکیوں نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا، ان میں سے چار اپنے مسلمان شوہروں کی بدسلوکی سے تنگ آکر مرتد ہوگئیں۔

مجھے ایک امریکی نومسلم بہن نے بتایا کہ وہ اسلام لائی پھر کوشش کی تو چند ماہ میں اس کی پانچ سہیلیوں نے بھی اسلام قبول کرلیا۔

اس نے کہا کہ مجھے اللہ نے بہت نیک شوہر سے نوازا، اسی طرح میری ایک سہیلی کو بھی اچھا شوہر ملا، چنانچہ ہم دونوں اپنے اسلام پر برقرار رہیں۔

لیکن دوسری چار بہنوں نے، جن مسلمان مردوں سے شادی کی ان میں سے کچھ تو گرین کارڈ حاصل کرنے کے بعد اپنی بیوی بچوں کو چھوڑ کر لاپتہ ہوگئے، دوسرے اس دعوے کے ساتھ کہ اسلام نے انہیں اس کا حق دیا ہے اپنی بیویوں پر تشدد کو روا رکھنے لگے۔ انجام کار، چاروں اسلام سے بچھڑ کر اپنے پرانے مذہب کی طرف لوٹ گئیں۔

۹- مال دار باپ کی لڑکی دین دار غریب نوجوان کے ساتھ شادی کرنے کے لئے بھاگ گئی، اس کے گھر والوں کا اس پر شدید دباؤ تھا کہ وہ ایک مال دار مرد سے شادی کرے۔

وہ مسلمان فیملی پوری طرح امریکی رنگ میں رنگ چکی تھی، وہاں اسلام کی کوئی جھلک نہیں بچی تھی، مگر ہوا یہ کہ اس فیملی کی ایک لڑکی جو یونیورسٹی میں پڑھتی تھی، امریکہ کی مسلم طالبہ تنظیم کی سرگرمیوں سے متعارف ہوئی اور اس نے دین داری اختیار کرلیا، گھر والوں کی شدید مخالفت کے باوجود اس نے حجاب بھی پہن لیا، یونیورسٹی میں پڑھنے کے دوران وہ باعفت زندگی کے لئے

فکر مند رہتی تھی، مگر فیملی کے لوگ اس کے سامنے ایسے رشتے لا رہے تھے، جو دولت اور پیسہ کے لحاظ سے خاندان کے ممتاز دنیوی اسٹیٹس سے میل کھاتے تھے، مگر لڑکی اس لئے انکار کردیتی تھی کہ وہ دین پسند تھی، اعلی تعلیم یافتہ تھی اور امریکی شہریت رکھتی تھی، اس لئے یونیورسٹی سے نکلنے کے بعد بھی کئی سال تک اس کے لئے مسلسل رشتے آتے رہے مگر وہ کسی پر مطمئن نہیں ہوئی، اس کے بعد ایسا ہوا کہ ایک دین دار نوجوان کی طرف سے پیش کش ہوئی، جو تعلیمی ڈگری کے لحاظ سے تو لڑکی کے باپ کے ہم رتبہ تھا مگر اعلی تعلیم مکمل کرلینے کی غرض سے پٹرول پمپ پر کام کرتا تھا، اس خاندان نے اس کی پیش کش محض اس وجہ سے ٹھکرادی کہ وہ مال دار گھرانے سے تعلق نہیں رکھتا تھا، مگر لڑکی کو چونکہ یہ رشتہ بے حد پسند تھا اس لئے وہ اس کے ساتھ گھر سے فرار ہونے کے سوا کوئی راہ نہیں پاسکی، دونوں دو گواہوں کے ساتھ ایک عالم دین کے یہاں گئے نکاح ہوا اور دونوں ساتھ رہنے لگے۔

ادھر اس فیملی کے لوگ روتے پیٹتے میرے پاس آئے کہ لڑکی بھاگ گئی ہے اور کچھ نہیں پتہ کہ کدھر گئی ہے، انہوں نے پولس کے تمام محکموں میں رپورٹ درج کرادی کہ ایک دین پسند مسلمان نے ان کی لڑکی کا اغوا کرلیا ہے۔ ماں باپ دونوں شدید اعصابی بے چینی اور جنون کی سی کیفیت میں مبتلا تھے، انہیں پرسکون کرنے کے بعد اس پر ان کے ساتھ اتفاق ہوگیا کہ تمام جھوٹی رپورٹیں وہ واپس لے لیں گے، بعد ازاں زوجین کی تلاش شروع ہوئی، جب مجھے ان کے ٹھکانے کا پتہ چل گیا تو میں نے سرپرستوں کو بتایا۔ باپ نے مجھے بہت بڑی رشوت کی پیش کش کی کہ میں اس نکاح کے درست نہ ہونے کا فتوی دے دوں، میں نے ان کی پیش کش کو سختی سے رد کردیا۔ پھر میں نے تجویز رکھی کہ نکاح کی تجدید کردی جائے تاکہ جن فقہی مسالک میں ولی کی موجودگی کی شرط ہے، ان کے لحاظ سے نکاح کی کارروائی مکمل ہوجائے۔ اس موقعہ پر خوشی کی تقریب ہوئی، جس میں سب شریک ہوئے، یہ واقعہ والدین کے لئے بھی اپنی زندگی کا از سر نو

جائزہ لینے کا سبب بنا۔

۱۰- دو فیملیاں کسی حجاب کے بغیر ساتھ رہنے لگیں، بیوی نے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا تا کہ وہ شوہر کے دوست سے شادی کرے، وہ دوست بھی اپنی بیوی کو طلاق دے چکا تھا۔

دونوں کی زندگی عیش والفت سے بسر ہو رہی تھی کہ ان کی دوستی ایک دوسری فیملی سے ہوگئی، وہ تفریح کرنے ساتھ جاتے، ان کے سارے پروگرام ایک ساتھ بنتے، یکا یک بیوی نے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کیا، اسی تیزی سے دوسرے شوہر نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور دوست کی مطلقہ بیوی سے شادی کرلی، بعد میں معلوم ہوا کہ دوسرے شوہر کی بیوی پہلے شوہر سے قریب ہونے لگی تھی، جس کے سبب اس کی بیوی نے اپنے شوہر سے بیزار ہوکر دوسرے شوہر سے تعلق استوار کرلیا، غرض دونوں خاندان تباہ ہوئے اور دونوں کے بچے برباد۔

۱۱- لمبے علاج معالجے کے بعد بچے کی پیدائش ہوئی تھی، باپ اس کے سامنے ہی ماں کی توہین کرنے لگا، اختلافات بڑھے، طلاق ہوگئی، گھر برباد ہوا۔

وہ دونوں مسرت بھری زندگی گزار رہے تھے۔ آفس، گھر اور مسجد سب سے تعلقات استوار تھے، کئی سال کے انتظار، دعا اور علاج کے بعد لڑکے کی پیدائش ہوئی، باپ کی شفقت لڑکے ساتھ حد سے بڑھی ہوئی تھی، لڑکا جو چاہے وہ کرے کا قائل تھا، ماں اگر اسے سمجھاتی اور کسی بری بات سے منع کرتی تو اس کے سامنے ہی باپ ڈانٹ دیتا، وہ کہتا اپنی ماں کی بات نہ مانا کرو، صرف میرا کہنا سنا کرو، وہ اگر بستر پر پیشاب کے ڈر سے چاہتی کہ شام کو وہ کولڈرنک نہ پیئے تو باپ ٹھنڈے مشروبات کا پورا پیکٹ لاکر دے دیتا اور کہتا کہ جیس چاہو پیو میں جیتے جی تمہیں کسی چیز سے محروم نہیں کرسکتا، باپ کے اس رویے کے سبب زوجین میں شدید اختلافات پیدا ہوگئے اور نوبت طلاق تک جا پہنچی، ماں بیٹے کو لے کر اپنے وطن روانہ ہوگئی، باپ جو علمی لحاظ سے بہت اونچے مرتبے پر فائز تھا، مایوسی اور تباہ حالی کا شکار ہوگیا۔

۱۲- بیوی کے دباؤ سے تنگ شوہر آفس میں بے ہوش ہوگیا، اسے اسپتال لے جایا گیا، بیوی اس کی صحت سے بے پرواہ لائف انشورنس کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔

شوہر کو آفس سے آنے میں دیر ہو جاتی تھی اس پر بیوی ناراض ہوتی تھی، آئے دن جھگڑے ہوتے تھے، جس میں بیوی شوہر کو کرسی سے اور جو چیز بھی ہاتھ لگے اس سے مار دیتی تھی۔ آئے دن کے جھگڑوں اور الجھنوں کے باعث اس کو ذیابطیس اور بلڈ پریشر کا عارضہ ہوگیا، ایک مرتبہ اسے آفس میں غشی آ گئی، لوگوں نے اسے اسپتال میں داخل کر دیا۔ جب کئی گھنٹوں کی تاخیر سے وہ گھر پہنچا تو بیوی نے شدید غصہ اور لعنت و ملامت سے استقبال کیا۔ اس نے کہا کہ تم پہلے وجہ کیوں نہیں دریافت کرتیں میں بے ہوش ہوگیا تھا اور نازک حالت میں اسپتال میں بھرتی کیا گیا۔ بیوی نے جھٹ اس سے پوچھا تم نے اپنی زندگی کا بیمہ کرایا کہ نہیں، بیوی کے اس جملے سے شوہر سکتے میں آ گیا۔ اس کی زندگی داؤں پر لگی ہے اور اس کی بیوی اس کے مرنے کے بعد بیمہ کی رقم کے لئے آس لگائے بیٹھی ہے۔

بہر حال تربیتی کوششوں کی نتیجے میں دونوں کی زندگی میں ایک صالح تبدیلی آئی اور دونوں نے ایک بالکل نئی خوشگوار ازدواجی زندگی کا آغاز کیا۔ اب ہر ایک دوسرے کی فکر کرتا ہے اور دونوں زندگی کے ان دنوں کو یاد کر کے شرمندہ ہو جاتے ہیں جب ان کا تعلق نہ نماز سے تھا اور نہ دین کی کسی اور تعلیم سے۔

۱۳- شوہر علم، دولت اور اصلاحی کاموں میں ممتاز تھا، اس نے بیوی کو اتنا مارا کہ وہ نیم مردہ ہوگئی، اب اس کا گھر دولت اور ملازمت سب داؤں پر لگے ہیں۔

دونوں دین دار تھے، شاندار ازدواجی زندگی گزار رہے تھے، اللہ نے انہیں کئی بچوں سے نوازا، ان پر پہلے غربت کا زمانہ آیا، جسے بیوی نے انتہائی صبر و قناعت سے گزارا پھر شوہر کو اعلی ڈگری حاصل ہوئی اور سالانہ پانچ لاکھ ڈالر سے زیادہ آمدنی ہونے لگی۔ اس نے اپنے والدین کو

ساتھ رہنے کے لئے بلالیا۔ اب شوہر کا رویہ بدلنے لگا۔ شاید وہ اپنے والدین کے سامنے بیوی کو ڈانٹ ڈپٹ کر کے اور مار کر اپنے آپ کو غلط مفہوم میں مرد ثابت کرنا چاہتا تھا۔ وہ اکثر کہا کرتا کہ میں بچوں کو لے کر اپنے ملک چلا جاؤں گا اور تمہیں بچوں سے محروم کر دوں گا، یہ سن کر اس نے بچوں کے پاسپورٹ کہیں چھپا دیے۔ شوہر کو معلوم ہوا تو اس نے بیوی کو ایک کمرے میں بند کر کے کرسی اور ہاتھ سے بری طرح مارا۔ بیوی نیم مردہ ہوگئی۔ وہ کراہ کر رحم کی بھیک مانگ رہی تھی مگر شوہر کہہ رہا تھا کہ یہ تمہاری زندگی کا آخری دن ہے، والدین کو آخر کار معاملے کی نزاکت کا احساس ہوا اور انہوں نے مداخلت کر کے شوہر کو روکا۔ بیوی بچوں کو لے کر اپنے گھر والوں کے پاس چلی گئی۔ معاملہ عدالت تک پہنچا۔ اس کے جسم پر شدید چوٹیں جرم ثابت کرنے کے لئے کافی تھیں، اب جیل کی کوٹھری شوہر کا انتظار کر رہی ہے۔ ایسی صورت میں اس کی شاندار ملازمت اور لوگوں میں اس کی عزت سب کچھ خطرے میں ہے۔

۱۴- ماں کی ساری توجہ اصلاحی کاموں پر، لڑکا نشے کا عادی اور لڑکیوں کا رسیا۔

وہ بیوہ تھی، محلّہ کی مسجد سے وابستہ خواتین میں وہ سب سے زیادہ متحرک تھی، اس کا سارا واقت اصلاحی اور رفاہی کاموں میں گزرتا تھا۔ ادھر اس کا بچہ اٹھارہ سال کا ہوا اور گھر کے باہر رات گزارنے لگا، جب ماں نے اس کی سرزنش کی تو نشیلی دوائیں اور گرل فرینڈز کو گھر لانے لگا۔ گھر میں اس کی باعفت اسلام پسند بہن کے ہوتے ہوئی اس کی دوست لڑکیاں آتی تھیں مگر اس کو کوئی پروانہیں تھی، ماں کشمکش سے دوچار تھی، یا تو اسے گھر سے نکال دے مگر پھر وہ اکلوتے لڑکے سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتی یا اسے یوں ہی سمجھاتی رہے۔ اس کے دل کی ممتا اور دعا یہی تھی کہ وہ بیٹا پاک باز نیک اور اپنی چھوٹی بہنوں کے لئے نمونہ بنے۔ غرض کئی سال ایسے ہی گزر گئے۔ ماں کی زندگی انگاروں کے بستر پر گزر رہی تھی۔ وہ سمجھانے کے تمام ترحربے استعمال کر چکی تھی۔ بالآخر اللہ کی توفیق ملی اور لڑکا اپنی گناہ گار زندگی سے تائب ہو گیا۔

۱۵- وہ دو آدمیوں کی بیوی تھی، ایک کی حقیقت میں اور دوسرے کی سرکاری ریکارڈ میں۔

ایک شخص گرین کارڈ رکھنے والی ایک عورت سے شادی کی تا کہ اسے بھی گرین کارڈ مل جائے لیکن دونوں کی ازدواجی زندگی اختلاف کا شکار رہی اور ان میں کبھی نبھ نہ سکی۔ آخر کار انہوں نے آپس میں طے کیا کہ شوہر بیوی کو زبانی طلاق دے دے گا، مگر قانونی ریکارڈ میں اسے درج نہیں کرائے گا، تا کہ گرین کارڈ حاصل کرنے کا جواز باقی رہے۔ اس کے بدلے شوہر نے اسے بڑی رقم دے دی۔ عورت نے جا کر دوسرے آدمی سے زبانی شادی کر لی اور اس کا ریکارڈ میں اندراج نہیں کرایا۔ مگر ہوا یہ کہ زندگی بے شمار الجھنوں میں پھنس گئی۔ وہ قانونی لحاظ سے پہلے شوہر کی بیوی اب بھی تھی مگر حقیقت میں وہ دوسرے شوہر کی بیوی تھی، دوسرے شوہر نے اسے طلاق دے دی۔ وہ عدت گزارے بغیر اور دوسرا شرعی نکاح کئے بغیر پہلے شوہر نے اسے طلاق دے دی۔ وہ عدت گزارے بغیر اور دوسرا شرعی نکاح کئے بغیر پہلے شوہر کے پاس آ گئی۔ پہلے شوہر کو بھی اسے اپنی بیوی بنا کر ساتھ رکھنا پڑا کہ کہیں اسے ناراض کر کے وہ گرین کارڈ سے محروم نہ رہ جائے۔

۱۶- امام نے منصب امامت سے خیانت کی، بیوی کو شوہر سے خلع لینے پر تیار کیا اور خلع کے بعد ایک ماہ کے اندر ہی اس سے شادی کر لی۔

وہ دونوں عادت واطوار کے لحاظ سے بہت مختلف تھے۔ الگ الگ ماحول میں پرورش پائی تھی۔ شوہر مہاجر تھا اور بیوی نومسلم تھی۔ چنانچہ دونوں میں اختلافات شروع ہوئے۔ قریبی مسجد کے امام کے پاس دونوں مسئلہ لے کر پہنچے۔ امام دیانت دار نہیں تھا۔ اس نے بیوی کو اکسایا کہ وہ خلع کا مطالبہ کر دے۔ پھر خود ہی خلع کو نافذ بھی کرا دیا اور ایک ضعیف قول کا سہارا لے کر کہ خلع فسخ کے حکم میں ہے نہ کہ طلاق کے حکم میں اور یہ کہ اس کی عدت ایک ہی حیض ہے۔ ایک ہی ماہواری کے بعد اس سے شادی کر لی۔ امام کی پہلی بیوی کو معلوم ہوا تو اس نے ہنگامہ کھڑا کر دیا اور پوری

کمیونٹی کو امام کے خلاف بھڑکا دیا۔ مسئلے میں تحکیم کی ذمہ داری مجھ پر آئی۔ میں نے ایک طرف تو اسے زنا کی اس تہمت سے بری قرار دیا، جو بہت سارے لوگوں نے اس پر عائد کی تھی۔ پھر میں نے رخصت طلبی کے اس رویے کو غلط قرار دیا اور کہا کہ وہ اس جگہ سے مستعفی ہو کر دوسری جگہ منتقل ہو جائے۔ مگر افسوس کہ اس نے پھر ایک اور عورت سے شادی کر لی اور پھر اختلافات پیدا ہوئے۔ غرض ابھی تک مسائل کا سلسلہ جاری ہے۔

۱۷- عم زاد بھائی اور گہرا دوست خیانت کا مرتکب ہوا۔ دوست کو جیل بھیج کر اس کی بیوی سے شادی کر لی۔

وہ نارتھ امریکہ آیا اور وہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ حالات بہتر ہوئے تو اپنے ایک دوست کی یاد آئی، جو اس کا چچا زاد بھائی بھی تھا۔ اس نے اس کو اپنی کفالت پر امریکہ بلوا لیا۔ اس کی تعلیم اور رہائش کا خرچ اپنے ذمہ لے لیا۔ وہ گھر میں اس کے ساتھ ہی رہتا تھا۔ ایک روز انکشاف ہوا کہ اس کے اس کی بیوی کے ساتھ ناجائز تعلقات ہو گئے ہیں، اس نے غصے میں بیوی کی پٹائی کی۔ بیوی نے پولس کو بلوا لیا۔ اس کے خلاف سات سال کی قید کا فیصلہ صادر ہوا۔ ادھر بیوی نے عدالت سے جا کر طلاق مانگ لی اور چچیرے بھائی سے شادی کر لی۔ پرانا شوہر جیل سے نکلا تو بیوی بچوں اور دوست سے محروم ہو چکا تھا۔ اب وہ ڈپریشن کا شکار ہے اور اس کا اعتماد سب سے اٹھ چکا ہے۔

۱۸- بیٹا باپ سے درخواست کرتا ہے کہ بیس ڈالر کے عوض ایک گھنٹہ ساتھ بیٹھنے کے لئے دے دیں۔

بیٹے نے ماں سے پوچھا میرے باپ مجھ سے اور پورے گھر سے لاتعلق کیوں رہتے ہیں؟ ماں نے کہا وہ اوور ٹائم جاب کرتے ہیں تاکہ ہم اچھے اسٹیٹس کی زندگی گزار سکیں۔ بچے نے پوچھا: ابو کو ایک گھنٹہ کام کرنے کا کتنا ملتا ہے۔ ماں نے کہا بیس ڈالر، بچہ پیسے جمع کرنے لگا۔

جب دس ڈالر ہوئے تو اسے احساس ہوا کہ بیس ڈالر پورے کرنے میں بہت وقت لگ جائے گا۔ اس نے ایک تدبیر سوچی اور اپنے ابا سے جا کر دس ڈالر بطور قرض مانگے باپ نے دے دیئے۔ تو اس نے بیس ڈالر ایک لفافے میں رکھ کر اپنے ابا کو پیش کرتے ہوئے کہا: ''ابو جان! یہ قبول فرمایئے اور اس کے بدلے ایک گھنٹہ مجھے دے دیجئے۔ میرے ابو جان مجھے آپ کی ضرورت ہے۔

۱۹- وہ بزرگ اپنے بچوں پر نماز اور اصلاحی پروگراموں میں شرکت کے لئے سختی کرتے تھے۔ ان کی بیوی لڑکی مرتد ہوگئی اور ایک غیر مسلم سے شادی کر لی۔

بڑے میاں کی خواہش تھی کہ وہ اپنی کمیونٹی کے لئے نمونہ بن جائیں۔ وہ اپنے بچوں پر دباؤ ڈالتے تھے کہ وہ تمام نمازوں میں شریک ہوں، تقریروں میں شرکت کریں۔ بلکہ قرآن مجید حفظ بھی کریں۔ اگر کوئی کبھی پیچھے رہ جاتا تو اسے سخت سزا دیتے۔ ہوا یہ کہ ان کی سخت گیری اور شدید سزاؤں سے تنگ آکر بڑی بیٹی اکتا گئی اور اٹھارہ سال کی ہوجانے کے بعد گھر سے بھاگ نکلی۔ اسلام سے پلٹ جانے کا اعلان کیا اور ایک غیر مسلم سے شادی کر لی، جس سے دو بچے بھی ہوئے۔ پھر ان میں اختلافات بڑھے اور طلاق ہوگئی۔ اس کے بعد اس نے ایک اور غیر مسلم سے شادی کر لی۔ اتفاق کی بات کہ دس سال بعد اس کی ملاقات اپنی چھوٹی بہن سے ایک پبلک مقام پر ہوگئی۔ دونوں میں سلام کا تبادلہ ہوا اور اچھا تعلق ہوگیا۔ چھوٹی بہن کے شوہر نے بڑی کوشش کی کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ دوبارہ دامن اسلام میں داخل ہوجائے، وہ ان کے گھر بھی جاتے رہے۔ کچھ دوسرے مسلم خاندانوں سے ان کے تعلقات بھی قائم کرا دیئے۔ ایک مرتبہ ایک دینی مدرسے کی تقریب میں بھی انہیں بلایا گیا۔ اس لڑکی نے وہاں جب چھوٹے بچوں کو قرآن پڑھتے سنا تو وہ رو پڑی کیونکہ اس نے بھی تو کبھی کچھ پارے حفظ کر لیے تھے۔ اسے شوہر کے ساتھ سچے دین کی طرف لے آنے کی کوششیں ابھی تک جاری ہیں۔

۲۰- شوہر نے بیوی کو مسجد جانے سے روک دیا، چھ بچوں کے بعد گرل فرینڈ سے شادی کا ارادہ ہے۔

میرے پاس ایک عورت کا فون آیا۔ کیا میں شریعت کے کسی مسئلے پر آپ سے بات کر سکتی ہوں؟ کیا میں اپنے خانگی مسئلے کے حل میں آپ سے مداخلت کی گزارش کر سکتی ہوں؟ میں نے کہا خولہ بنت ثعلبہ اپنے شوہر کے سلسلے میں اللہ سے شکوہ کر رہی تھیں اور اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے ان کا شکوہ سن لیا تھا۔

کہنے لگی میری شادی سولہ سال پہلے ہوئی۔ میرے چھ بچے ہیں، اس لمبی مدت میں میرے شوہر نے مجھے بازار جانے سے یہاں تک کہ مسجد جانے بھی منع کر دیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا تھا کہ وہ مجھے کبھی کبھار اپنی گاڑی سے لے جاتا تھا اور گاڑی میں بیٹھے ہی بیٹھے کہیں گھمالاتا تھا، اترنے کی اجازت نہیں تھی کہ مجھ پر کسی کی نظر نہ پڑ جائے۔ ادھر اس نے مجھے یہ کہہ کر اچنبھے میں ڈال دیا کہ وہ مجھے بچوں کے ساتھ وطن بھیج دینا چاہتا ہے تاکہ میں تنہا بچوں کی دیکھ بھال کروں اور وہ ایک امریکی لڑکی سے شادی کر لے، جو اس کے ساتھ کام کرتی ہے، کیونکہ امریکی قانون کی رو سے دو بیویوں کو ایک ساتھ نہیں رکھ سکتے۔

میں نے چونکہ شوہر کی بات ابھی نہیں سنی تھی اس لئے کوئی فیصلہ سنانے کے بجائے اسے کچھ نصیحت کی۔

یہ مسائل کے ایک سمندر سے کچھ قطرے ہیں، تقریباً روزانہ ہی ایسے مسائل سامنے آتے ہیں کہ دل دہل جائے کہ شریعت، اخلاق بلکہ انسانیت کی بنیادوں اور قدروں کو چھوڑ کر لوگ کس قدر پستی میں کر رہے ہیں۔

آگے ہم ان واقعات کا تجزیہ ساتھ ہی ان بہت سارے امراض کا جو مغربی تہذیب کے راستے سے ہمیں لاحق ہو رہے ہیں علاج اور احتیاطی تدابیر بھی پیش کریں گے۔

دوسری جانب اعتراف کرنا چاہئے کہ کچھ معزز اور باوقار خاندان بھی ہیں، جو مغرب میں رہتے ہوئے اسلام کی تعلیمات پر عمل آوری کے بلند مقام پر فائز ہیں۔ امریکہ کی متعدد ریاستوں کے بہت سارے خاندانوں کے ساتھ کئے گئے سروے رپورٹ کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ خوش کن حقیقت بھی سامنے آئے گی۔

واقعات کا تجزیہ

جب ہم ان واقعات کو شریعت کی نظر سے دیکھتے ہیں تو دراصل ہم شرعی تعلیمات کو ایک معیار قرار دیتے ہیں، جو مغرب میں سکونت پذیر مسلم خاندان کی تلخ صورت حال کے بارے میں فیصلہ کرتی ہے۔ اس طرح ہم واقعات سے معیاری نقطہ نظر تک جا پہنچتے ہیں تا کہ صورت حال کی تلخی اور بدنمائی اسلامی ماڈل کے حسن میں تبدیل ہو جائے اور اس طرح اس ماڈل کو اپنانے والا مسلم خاندان مغربی معاشرے میں جو اس وقت اسلامی تعلیمات کا سب سے زیادہ محتاج ہے ایک عملی زندہ اور گواہی دیتا ہوا ماڈل بن جائے۔ اور یوں نفس پرستی کے سیلاب، ہوس کے انگاروں اور اقدار سے محرومی اور لاتعلقی کے دلدل سے اسے نکالا جا سکے۔ اس معاشرے کو متاثر کرنے والا ایک بہتر وسیلہ اسلام کا وہ تصور ہے، جو خاندانی استقرار اور ازدواجی سعادت کی ضمانت لیتا ہے۔

پیچھے ذکر کئے گئے واقعات کا جائزہ لیتے ہوئے میرا احساس ہے کہ ان کے پیچھے حسب ذیل بنیادی اسباب ہیں:

ا- شادی کے اہداف کا شرعی نقطہ نظر نگاہوں سے اوجھل یا دھندلا ہو جانا:

یہ بات گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے کہ اسلام میں شادی کے چار اہداف ہیں: قلبی سکون، آسودگی اور لطف اندوزی، بچوں کی پیدائش اور حسن تربیت نیز خاندانوں کی باہمی قربت، ان اہداف میں سے ایک ہدف بھی ہم سے غائب ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہداف متاثر ہو جائیں گے۔

اس لئے جب شادی کا مقصد امریکی شہریت حاصل کرنا ہوگی، جیسا کہ واقعہ نمبر ۳، ۴، ۶ میں دیکھتے ہیں تو ہوا یہ کہ ایک شوہر کی پٹائی ہوئی جب اس نے اپنی بیوی کو دوسروں سے ناجائز تعلقات رکھنے سے منع کیا، حالانکہ خود اس نے اس سے شادی قرآن وسنت میں بیان کردہ اہداف کے بجائے محض گرین کارڈ کے حصول کے لئے کی تھی، گرین کارڈ حاصل کرنے کی نیت نے ہی کئی گھروں کو برباد کیا جب بیوی کو اس لئے طلاق دے کر بڑے بھائی کے نکاح میں دیا کہ اسے گرین کارڈ ملے اور وہ بھی اسے نہیں ملا۔ اور پھر ایسی نازیبا حرکتیں اس مقدس رشتے کے ساتھ، جس کی استواری پر خدا کو گواہ بنایا جاتا ہے، عورت کے لئے مرد کے لئے حلال ہوتی ہے بچے باپ کی طرف منسوب ہوتے ہیں بچوں کو ماؤں کا پیار ملتا ہے۔

یہ تو ہوسکتا ہے کہ مذکورہ چاروں اہداف اصل کی حیثیت سے سامنے رہیں اور ثانوی درجے میں کسی اور چیز کو بھی اسی وقت ترجیح کے لئے پیش رکھ لیا جائے جب دین داری میں دونوں رشتے برابر ہوں۔ مگر یہ کہ شادی کرنے کی وجہ ہی کوئی دوسری نیت بن جائے تو یہ نہ اخلاقی اعتبار سے درست ہے نہ دین میں اس کی گنجائش ہے اور دنیا وآخرت میں اس کا بہت تلخ انجام ہونا ہے۔

۲۔جسم، عقل اور روح کے تقاضوں میں توازن کا بگڑ جانا:

اسلام کا یہ تصور اعتدال ہے کہ اس نے دنیا وآخرت دونوں کو آباد کرنے کی تعلیم دی۔ "**ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار**" (البقرہ:۲۰۱) (اللہ ہمیں دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت عطا فرمانا اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھنا)۔ اللہ تعالیٰ یہ بھی کہتا ہے: "**لعلکم تتفکرون. فی الدنیا والآخرة**" (البقرہ:۲۱۹، ۲۲۰) (تاکہ تم دنیا اور آخرت دونوں کے بارے میں غور وفکر کرو)۔ مزید یہ بھی فرمایا: "**وابتغ فیما آتاک اللہ الدار الآخرة ولا تنس نصیبک من الدنیا وأحسن کما أحسن اللہ إلیک ولا تبغ الفساد فی الأرض، إن اللہ لا یحب المفسدین**" (القصص:۷۷) (اور

جو (مال) تمہیں اللہ نے عطا فرمایا ہے اس سے آخرت (کی بھلائی) طلب کرو اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھلاؤ اور جیسی اللہ نے تم سے بھلائی کی ہے (ویسی) تم بھی (لوگوں سے) بھلائی کرو اور ملک میں طالب فساد نہ ہو کیونکہ اللہ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)۔

اس تصور اعتدال کا تقاضا ہے کہ روح کو نماز، ذکر، دعا، خشوع وخضوع اور تلاوت قرآن سے غذا پہنچائی جائے۔ جب کہ عقل کی غذا غور وفکر اور تعلیم وتعلم ہے، اور جسم کی غذا پاکیزہ اور حلال چیزیں ہیں، جو رنگارنگ ہیں، اگر ایک پہلو دوسرے پر غالب آجائے اور انسان اسلام کی راہ اعتدال سے ہٹ جائے تو یہ صحیح نہیں ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو تنبیہ کی تھی، جو راہب بن کر فطری زندگی چھوڑ دینے کا ارادہ کررہے تھے۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں ہے کہ انسان دنیا کی عارضی آسائشوں پر ریجھ کر آخرت کی فکر بھول جائے، ورنہ اس کا انجام دنیا وآخرت دونوں کا گھاٹا ہوگا۔

دوسرے واقعہ میں یہی ہوا باپ کو بہت سمجھایا گیا کہ کچھ وقت مسجد کے لئے فارغ کرے تجارت کو اپنا سارا وقت نہیں دے مگر اس کا انجام یہ ہوا کہ بیٹی، آزادی اور دولت سب اس کے ہاتھ سے گئے، دوسری طرف نیک اور دینی کاموں میں آگے آگے رہنے والی ماں اپنے بڑے لڑکے پر توجہ نہیں کرسکی وہ شراب خوری اور زناکاری کا عادی ہوگیا۔ تیسری طرف وہ تحریکی جوان، جس نے جیل کی صعوبتوں اور جلاوطنی کے زخموں کو برداشت کرلیا مگر جب مغرب میں قدم رکھا میزبان ملک سے سامان ضیافت پایا۔ گھر کی ذمہ داریوں سے مطمئن ہوا۔ محنت کی زندگی سے بے نیاز ہوا تو دن کے روزے اور رات کی نمازوں سے بھی غفلت ہوئی اور حیا سوز ٹی وی اور انٹرنیٹ کے پروگراموں کی پستی میں جاگرا۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ اعتدال کی راہ اختیار کرکے ہی وہ سیدھے راستے پر بھی آگیا اس توازن کے حصول کے لئے ہم پر اپنے نفس سے جہاد واجب ہے تاکہ اللہ کے حکم سے دونوں جہاں کی سرخروئی حاصل ہو۔

۳- جوڑے کے انتخاب کے کمزور پیمانے:

قرآن وسنت میں بہت ساری واضح تعلیمات ہیں، جو شوہر یا بیوی کے انتخاب کے لئے واحد درست پیمانہ ہیں، اس پیمانے سے، جو بھی انحراف کرے گا اس کا انجام دنیا وآخرت دونوں میں بہت جلد بھگتے گا۔ ان معیاری تعلیمات میں سے کچھ یہ ہیں:

۱- مردو ں کے بیان میں: "**التائبون العابدون الحامدون السائحون الراکعون الساجدون الآمرون بالمعروف والناهون عن المنکر والحافظون لحدود الله وبشر المومنين**" (التوبہ:۱۱۲) (توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیک کاموں کا حکم کرنے والے اور بری باتوں سے منع کرنے والے، اللہ کی حدوں کی حفاظت کرنے والے (یہی مومن لوگ ہیں) اور اے پیغمبر مومنوں کو (جنت کی) خوش خبری سنادو)۔

۲- بیویوں کے بیان میں: "**مسلمات مومنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثيبات وأبكاراً**" (التحریم:۵) (مسلم باایمان فرماں بردار توبہ گزار عبادت گزار اللہ کی عبادت میں ریاضت کرنے والی شوہر آشنا اور کنواریاں)۔

۳- امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عورت کی شادی چار باتوں کو سامنے رکھ کر کی جاتی ہے۔ اس کا مال، اس کا نسب، اس کا جمال اور اس کی دین داری، تم دین دار عورت کو پانے میں کامیاب ہو جاؤ تو سمجھو تم خوش نصیب ہو"۔

۴- ترمذی نے ابوحاتم مزنی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر کوئی تمہارے پاس آئے اور اس کے دین اور اخلاق سے تم کو اطمینان ہے تو اس کی شادی کردو، ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ وفساد جنم لے گا"۔

جب ماں باپ اپنی بیٹی کو دین دار لڑکے سے شادی کرنے سے روکتے رہے اور اپنے جیسے بڑے خاندان کے مال دار لڑکے سے شادی کرنے پر مصر رہے یہاں تک کہ لڑکی پچیس سال کی ہوگئی جب کہ لڑکی کے سامنے صحیح معیار تھا اور آخر کار فرار کے سوا اس کے سامنے کوئی چارہ نہیں رہ گیا اور گواہوں کی موجودگی میں بغیر ولی کے اسے شادی کرنا پڑی۔ اس طرح وہ لڑکی جس کے باپ نے سارا وقت کاروبار میں صرف کیا اور بیٹی کو رشتے کے اس صحیح معیار سے واقف نہیں کرایا۔ اس نے ایک غیر مسلم شخص سے تعلقات قائم کر لئے، جو اس سے ۲۷ سال بڑا بھی تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ دولت سے گھر کو بھرنے کی دھن میں لڑکی کی وہ تربیت نہیں ہوسکی، جو ایسے نازک موقعوں پر اس کی رہنمائی کرتی۔

۴- بچوں کی تربیت کے مقاصد اور طریق کار کی خامی:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعے میں بچوں کی تربیت کے مقاصد اور طریق کار کے بارے میں بہت سارا درس موجود ہے۔ انہوں نے اپنے لڑکے اور اہل خانہ کی تربیت کے اہداف بالترتیب تین نکات میں بیان فرمائے:

☆ ایمانی تربیت: "**ربنا إنی أسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلاۃ**" (ابراہیم:۳۷) (اے اللہ! میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے، اے اللہ! تا کہ یہ نماز پڑھیں)۔

☆ سماجی تربیت: "**فاجعل أفئدۃ من الناس تھوی إلیھم**" (ابراہیم:۳۷) (تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ ان کی طرف جھکے رہیں)۔

یعنی نیک لوگوں کا ایک گروہ ہو، جو دوسروں کو چاہنے والا دل رکھتے ہوں۔

☆ معاشی تربیت: "**وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون**" (ابراہیم:۳۷)

(اوران کومیووں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں)۔

یہ آخری ہدف پہلے ہدف یعنی شکر سے جوڑ دیا گیا۔

عملی زاویے سے دیکھیں تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو نمازوں میں بھی ساتھ رکھتے ہیں خانہ کعبہ کی تعمیر میں بھی، دعاؤں اور مناجات میں بھی: "**وإذ يرفع إبراهيم القواعد من البيت وإسماعيل ربنا تقبل منا إنک أنت السميع العليم. ربنا واجعلنا مسلمين لک ومن ذريتنا أمة مسلمة لک وأرنا مناسکنا وتب علينا إنک أنت التواب الرحيم**" (البقرہ:۱۲۷،۱۲۸) (اور جب ابراہیم اور اسماعیل بیت اللہ کی بنیادیں اونچی کر رہے تھے (تو دعا کئے جاتے تھے کہ) اے اللہ ہم سے یہ خدمت قبول فرما بیشک تو سننے والا (اور) جاننے والا ہے، اے رب ہمیں اپنا فرماں بردار بنائے رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک گروہ کو اپنا مطیع بناتے رہنا اور (اللہ) ہمیں ہمارے طریق عبادت بتا اور ہمارے حال پر (رحم کے ساتھ) توجہ فرما، بیشک تو توجہ فرمانے والا مہربان ہے)۔ جب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں تو باوجود اس کے کہ اللہ تعالی کا حکم تھا مگر انہوں نے اپنے بیٹے کے سامنے بڑے شان دار انداز میں بجائے حکم کے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور اس لئے اسے ماننا ہی پڑے گا مشورے انداز اختیار کیا۔ اللہ تعالی نے اسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے یوں بیان فرمایا ہے: "**فلما بلغ معه السعي قال يا بني إني أرى في المنام أني أذبحک فانظر ماذا ترى**" (الصافات:۱۰۲) (بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمہارا کیا خیال ہے؟)۔

جواب اس مثالی بامقصد تربیت کی بہترین مثال اور شریں ترین پھل کی صورت میں تھا: "**قال يا أبت افعل ما تؤمر ستجدوني إن شاء الله من الصابرين**" (الصافات:۱۰۲) (انہوں نے کہا کہ ابا تو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجئے اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیے گا)۔

اس تربیتی ماڈل کو والدین کے سامنے لانا ضروری ہے۔ اب دیکھئے واقعہ نمبر ۱۹ میں بزرگ کا رویہ بچوں کے ساتھ خالص تحکمانہ ہے، جو آپسی مفاہمت اور حیات بخش تعمیری گفت وشنید سے بالکل خالی ہے۔ بے حسی کے نتیجے میں اولا دوہی اپنے لئے منتخب کرے جو باپ کو پسند ہو، باپ نے لاٹھی کرخت آواز اور سخت دھمکی اور بسا اوقات تشدد کو سامان تربیت بنایا۔ جس کے نتیجے میں ایک لڑکی گھر سے فرار ہوئی دین سے مرتد ہوئی اور غیر مسلم کی بیوی بنی۔ اچھی کامیاب ازدواجی زندگی اس کے ساتھ گزارنے میں ناکام ہوئی پھر دوسرے غیر مسلم سے شادی کی اور وہی تلخ انجام پھر ہوا، اس طرح واقعہ نمبر ۱۸ میں وہ باپ جو چوبیس گھنٹے کاروبار میں مصروف رہتا تھا ایک مشفق باپ بننے کے بجائے پیسہ بنانے والی مشین بن کر رہ گیا تھا۔ نوبت یہ آئی کہ چھوٹے بچے نے یہ ضرورت محسوس کی کہ پیسہ بچا کر اور قرض لے کر اپنے باپ سے درخواست کرے کہ بیس ڈالر کے بدلے ایک گھنٹہ اس کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ یہی واقعہ نمبر ۱۱ کے باپ کا ہے، جو پیسے کے فتنے میں اس لئے پڑ گیا کہ بڑھاپے کی اولاد تھی۔ غرض تربیت کے اہداف اور معیار نظر انداز کرڈالے اور اس کی تربیت کی فکر کرنے والی ماں کو بھی خود اس کے بچے کے سامنے نہیں بخشا اس طرح اخلاقی قدریں بیٹے کے سامنے پامال کردی گئیں۔ اختلاف کی دراڑیں بڑھ گئیں، طلاق تک نوبت پہنچی، باپ بیٹے اور بیوی دونوں سے محروم ہوا۔

۵ - اجنبی مرد کے ساتھ عورت کے تعلقات کے بارے میں بے اعتدالی:

مشرق کی طرح مغرب میں بھی اجنبی مرد کے ساتھ تعلقات سے متعلق مختلف ومتعدد تصورات ہیں، جو افراط وتفریط کی مختلف انتہاؤں پر ہیں، واقعہ نمبر ۷ میں شوہر شرعی ضابطوں سے آزادی کا رویہ اپنا کر اپنے بھائی کو امریکہ بلاتا ہے کہ وہ تنہا اس کی بیوی کے ساتھ رہے۔ دوسری جانب وہ دو خاندان ہیں، جو کھانے سے لے کر تفریح کے تمام پروگراموں تک میں اس طرح گھل مل گئے کہ ایک کی بیوی نے اس کے دوست کا دل لبھالیا۔ عدالت سے طلاق کا مطالبہ کیا اور پھر

اس سے شادی کرلی، جوخود اپنی بیوی کو اسی وقت طلاق دے چکا تھا۔ واقعہ نمبر ۱۷ میں شوہر نے اپنے دوست کو گھر آنے کا اتنا موقع دیا کہ وہ اس کی بیوی کے ساتھ خیانت کا مرتکب ہو بیٹھا۔ بیوی نے طلاق کا مطالبہ کیا پھر اپنے شوہر کو جیل بھیج کر اس کے دوست سے شادی کرلی۔

یہ تمام رویے غلط اور نازیبا ہیں۔ یہ اللہ کے حدود سے بغاوت ہے۔ اس طرح اس لڑکی کا معاملہ ہے جس کے شوہر نے سولہ سال تک اسے بالکل گھر میں بند رکھا وہ نہ مسجد نماز پڑھنے جاسکتی تھی نہ بازار ضرورت کا سامان خریدنے اور نہ اپنے میکے والوں سے ملنے۔ وطن میں بھی یہ پابندیاں اس پر عائد تھیں اور امریکہ آنے کے بعد بھی۔ دوسری طرف وہ اپنے لئے اس کا اختیار بھی رکھتا تھا کہ آفس کی شریک کار سے دوستانہ تعلق قائم کرلے کہ وہ اس کے ساتھ شادی پر رضامند ہوجائے اور اپنی بیوی سے اس کے لئے راستہ صاف کردینے کو کہے اور بیوی بچوں کو پوری بےفکری کے ساتھ چھوڑ بیٹھے۔

یہ دونوں اس مسئلے کی انتہائیں بیان کرنے والے دو ماڈل ہیں۔ اسلامی شریعت اعتدال کی راہ دکھاتی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ مرد کا عورت کے ساتھ ہر طرح کا تعلق ممنوع ہو۔

دوسری طرف عورت کے ساتھ خلوت، اس کے ساتھ گھل مل جانا اور کسی مرد کا کسی عورت سے اتنا قریب ہوجانا کہ برائیوں پر اکساہٹ ہو اور شر کے دروازے کھل جائیں جائز نہیں ہے۔

اور بہت اہم بات یہ ہے کہ آدمی جس سے معاملہ کرے اس کے انتخاب میں احتیاط اور فراست سے کام لے ورنہ پھر خیانت سے بدترین ساتھی کس کا ہوگا؟

۶-عہد حاضر میں اخلاقی قوت کا کمزور ہوجانا:

عفت ومروت، امداد باہمی، امانت، سچائی، ایثار اور وقار جیسی اعلی اوصاف کے حامل مرد اور عورت اب نایابی کی حد تک کمیاب ہو چلے ہیں۔ ایسے میں ہر انسان کے لئے مطلوب ہے کہ وہ پہلے خود اخلاقی بلندیوں پر فائز ہوتا کہ اخلاقی اوصاف کے حامل افراد کو پانا اور ان کی صحبت

سے مطمئن ہو جانا ممکن ہو۔ ان اخلاقی اوصاف سے آراستہ ہونے کے بعد بھی دوستوں کے درمیان شریعت کے مقرر کردہ حدود اور ضابطوں کی شدت سے التزام واحترام کیا جائے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ اخلاقی اوصاف اس وقت پوری دنیا میں زبردست چیلنج کا سامنا کر رہے ہیں۔

مسجد کے امام کا عورت کو اکسانا کہ وہ جس شوہر سے شاکی ہے خلع کا مطالبہ کرے اور پھر ایک ماہ کے اندر ہی خود اس سے شادی کرنے کے لئے اسے آمادہ کر لینا منصب امامت اور لوگوں کے اعتماد کے ساتھ خیانت کا ارتکاب تھا۔ اس طرح خلع کے بعد ایک ماہ پورا ہونے سے پہلے ہی ایک بہت ہی ضعیف فقہی رائے کو بنیاد بنا کر شادی کی رخصت لے لینا بدذوقی، غلیظ حس اور پیچیدہ تر نفسیات کی پیروی میں شرم ناک پیش قدمی تھی۔

وہ شوہر، جو گرین کارڈ حاصل کر لینے کے بعد اپنی نومسلم امریکی بیویوں کو چھوڑ کر لاپتہ ہو گئے، جس کے باعث وہ اسلام سے پھر گئیں۔ حد درجہ پستی، اللہ کے حقوق سے بے اعتنائی اور بے چاری لڑکی کے ساتھ غداری کا ارتکاب تھا، جس کی دوشیزگی بھی لے لی گئی اور اسے گرین کارڈ کے حصول کے لئے استعمال بھی کیا گیا۔ یہ قرآن کے امساک بالمعروف یا تسریح بالاحسان کے اصول سے بھی انحراف ہے۔ احسان اور معروف دو اخلاقی ردے ہیں، جن کی حفاظت ہر مسلم مرد و عورت پر فرض ہے۔

اس طرح وہ بڑا بھائی، جو قانونی نکاح کے ذریعہ بھائی کی بیوی کو امریکہ بلاتا ہے پھر اسے اکسا کر صحبت بھی کر لیتا ہے اور وہ لڑکی اپنے حقیقی شوہر کے پاس جانے سے انکار کر دیتی ہے۔ یہ سب بد اخلاقی کے گندے تالاب کی گندگی میں لت پت حد درجہ پست معیار ہیں۔

اخلاقی حس کی کمزوری میں اس آدمی کا غصہ کے وقت آپے سے باہر ہو جانا بھی ہے، جو علم اور دولت میں ممتاز ہونے کے باوجود اپنی بیوی کی اذیت ناک پٹائی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مرنے کے قریب ہو جاتی ہے، حالانکہ تعلیمی مراحل کے دوران جو بہت طویل تھے اس نے تنگ

حالی پر صبر وقناعت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اللہ تعالی کہتا ہے: "ولا تنسوا الفضل بینکم إن الله بما تعملون بصیر" (البقرہ:۲۳۷) (باہم ایک دوسرے کی خوبیاں فراموش نہ کرو اللہ تعالی، جو تم کرتے ہو اسے دیکھ رہا ہے)۔

۷- مال کی کشش کے سامنے مجاہدۂ نفس کا کمزور پڑ جانا:

نفس پر دولت کا شدید غلبہ اور خواہش ہوتی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: "وإنه لحب الخیر لشدید" (العادیات:۸) (اور بلاشبہ وہ مال کی محبت میں بہت سخت ہے)۔

اور فرمایا: "وتحبون المال حباً جماً" (الفجر:۲۰) (تم مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو)۔

یہ دراصل اللہ کی طرف سے امتحان ہے تاکہ اہل ایمان اس ہوس سے بالاتر ہو جائیں اور اللہ اور اس کے رسول کے خیر کے کام اور دوسروں کے لئے نافع بن جانا انہیں دنیا اور دنیا کی رنگینیوں اور تمام کششوں سے زیادہ محبوب اور پرکشش ہو جائے۔

گو کہ مال زندگی کا ستون ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

"ولا تؤتوا السفهاء أموالكم التي جعل الله لكم قياماً" (النساء:۵) (اور بے عقلوں کو ان کا مال جسے اللہ نے تم لوگوں کے لئے سبب معیشت بنایا ہے مت دو)۔

لیکن وہ ہدف کے بجائے وسیلہ رہے۔ دل کے بجائے ہاتھ میں رہے، آدمی دوست اور نکاح کا پیغام لانے والے کی قدر و قیمت کرنے میں اس کا رول اول نہیں آخر ہو۔

وہ مال دار فیملی، جو واقعہ نمبر ۹ میں اپنی بیٹی کی دین دار شوہر کی خواہش کو نظر انداز کرتی ہے اور کسی بھی مال دار لڑکے سے شادی کے لئے دباؤ ڈالتی ہے۔ لڑکی کے فرار کا خود سبب بن جاتی ہے۔

واقعہ نمبر ۱۲ میں شوہر جب اسپتال سے گھر لوٹ کر آتا ہے تو بیوی اس کی صحت یابی کے

لئے دعا کرنے کے بجائے فوراً ہی پوچھتی ہے کہ جیون بیمہ کرالیا ہے؟ تا کہ شوہر اگر مر بھی جائے تو اسے ایک بڑی رقم ضرور ملے۔ اس کے نزدیک شوہر عقل اور جذبات کا حامل زندہ انسان نہیں بلکہ دولت مہیا کرنے کی ایک مشین تھا۔

واقعہ نمبر ۲ میں باپ نے سمجھا کہ اس کی سب سے بڑی ذمہ داری کاروبار کو چمکانا اور دولت سے اکاؤنٹ کو بھرنا ہے۔ اس کی بڑی بیٹی اسے جیل بھجوانے، کاروبار ٹھپ کرانے اور خاندان کا سکون برباد کرنے کا سبب بن گئی۔

اس کے ضمن میں ان سرپرستوں کا تذکرہ بھی شامل ہے، جو اوور ٹائم کام بہت زیادہ اس لئے کرتے ہیں کہ بچوں کو پرسکون اور خوش حال زندگی مہیا کریں۔ وہ محبت وشفقت کے اظہار اور ان سے قریب اور بے تکلف ہونے کا وقت نہیں نکال پاتے، جس کے لئے لڑکے نے بیس ڈالر جمع کرکے باپ کو دیئے تا کہ باپ کا ایک گھنٹہ اسے بھی مل جائے۔ یہ سانحہ ہے کہ مال ایمانی، اخلاقی اور تربیتی قدروں پر غالب آجائے اور وہی ہر کام کا بنیادی محرک بن جائے، اس وقت انسان دولت کا بندہ ہو جاتا ہے اور یہیں سے اس کی تباہی کی شروعات ہو جاتی ہے۔

۸-حقوق کی لاٹھ کا حد سے بڑھا ہوا استعمال:

باپ کا حق ہے کہ معروف بھلی بات میں اس کی اطاعت کی جائے، اولاد کا حق ہے کہ وہ بڑے ہو جائیں تو ان کے ساتھ پارٹنر شپ اور بے تکلفی کا معاملہ ہو۔

باپ نے گرین کارڈ لانے کے لئے اپنی بیٹی کی شادی اپنے بھتیجے سے کی تو یہ حد سے تجاوز تھا۔ شریعت کی نصوص لڑکی کو پورا حق دیتی ہیں کہ وہ شوہر کا انتخاب اپنی مرضی سے کرے اور خاندان یا خاندان سے باہر کوئی بھی فرد پیغام لے کر آتا ہے تو اسے نامنظور کردے۔

اسی طرح سرپرستوں کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ جبراً اور زبردستی بچوں کو تقریروں وغیرہ کے پروگراموں میں لے جائیں۔ کیونکہ واقعہ یہ ہے کہ ایسا جبر بچوں میں تنفر اور بیزاری پیدا

کر دیتا ہے اور وہ دین کے سلسلے میں فتنے میں پڑ سکتے ہیں۔ جس لڑکی نے مرتد ہوکر غیر مسلم سے شادی کر لی یا جس باپ نے بیٹی پر جبر کیا کہ وہ یونیورسٹی کے اپنے غیر مسلم دوست ہے، جو بالآخر اسلام لے آیا شادی نہ کرے اس کے لئے مناسب نہیں تھا اور کسی صورت میں جائز نہیں تھا کہ وہ اپنی بیٹی کو قتل کر دینے کی کوشش کرے اس بنا پر کہ وہ اس کی بات نہیں مانتی۔ کیونکہ اب وہ بالغ، عاقل اور اپنے اعمال کی ذمہ داری ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں ہم تسلی پا سکتے ہیں، جنہوں نے پوری کوشش کر ڈالی اپنے بچے کو سمجھانے اور مطمئن کرنے کی۔ مگر بیٹے نے کافروں کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، ایسے وقت میں آپ نے اسے قتل کر دینے کا اقدام نہیں کیا بلکہ اللہ سے دعا کی:

"**رب إن ابنی من أهلی وإن وعدک الحق وأنت أحكم الحاكمين. قال يا نوح إنه ليس من أهلک إنه عمل غير صالح فلا تسئلن ما ليس لک به علم إنی أعظک أن تكون من الجاهلين**" (سورہ ہود: ۴۵، ۴۶) (اللہ! میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے (تو اس کو بھی نجات دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تب سے بہتر حاکم ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ اے نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے، وہ تو ناشائستہ افعال ہے تو جس چیز کی تمہیں حقیقت معلوم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہی نہ کرو اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو)۔

یہ ایک زندہ مثال ہے کہ اگر سرپرستوں نے صحیح طریقے پوری کوشش کر ڈالی پھر اولاد کی اصلاح کی مگر کوئی حق کے راستے سے ہٹ جائے تو وہ گناہ گار نہیں ہوں گے۔ بلکہ ایسی اولاد کو قتل کر کے چھٹکارا پانا حد سے تجاوز ہے۔

علاوہ ازیں واقعہ نمبر ۲ میں دیکھیں کہ آدمی خود ہی واقعے کا اصل سبب ہے، کیونکہ اس نے اپنی بچی کو صحیح تربیت نہیں کی۔ اس کے بعد وہ جو بھی کرے گی وہ دماغی اور جسمانی پرورش کے

ساتھ اخلاقی تربیت میں خلل رہ جانے کا فطری نتیجہ ہوگا۔

یہ بات بھی درست ہے کہ بعض شوہر شریعت کے حقائق اور مقاصد شریعت سے بہت دور ہوکر قوامیت کے مسئلے کا استحصال کرتے ہیں۔ قوامیت تو ایک انتظامی ذمہ داری ہے اور حسن انتظام کا راز شورائیت کو ترجیح دینے اور موافق ومخالف سب کے ساتھ بہتر برتاؤ کرنے میں ہے، یہ کرو یہ نہ کرو، اس کی دلیل ہے کہ آدمی کے اندر مطمئن کرنے کی ذہنی صلاحیت کم ہے، دوسروں کو ہم رائے بنانے اور اگر دوسرے کی رائے اچھی اور مضبوط ہو تو اسے اختیار کرکے اپنی رائے سے رجوع کر لینے کی نفسیاتی قوت کمزور ہے۔

نبی کریم ﷺ نے صلح حدیبیہ میں اپنی بیوی ام سلمہؓ کی رائے پر اپنے موقف سے رجوع کرلیا تھا اور اس طرح صحابہ اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے بچ سکے تھے۔

اسی طرح عورتوں کی جانب سے قانونی (غیر شرعی) حق کو استعمال کرنے کی زیادتی ہوتی ہے۔ بہت ساری بیویاں شوہر کو دھمکی دیتی رہتی ہیں کہ جھوٹا الزام لگا کر شوہر کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیں۔ حقیقت میں یہ شرعی حق سے انحراف ہے اور اس کا انجام وہ خطرناک دلدل ہے جہاں نہ اللہ کی طرف سے ہدایت ملے نہ خلق خدا کی طرف سے کوئی مدد۔ کتنی ہی بیویاں اپنے شوہروں کے لئے دل کا سکون تھیں، مگر مغرب میں قانونی حقوق کے بہکاوے نے انہیں معمولی باتوں پر شوہر کو دھمکی دینے پر اکسا دیا اور انجام یہ ہوا کہ وہ ازدواجی زندگی، ممتا اور پرسکون گھر سب سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ان کے ہاتھ حکومت کی طرف سے کچھ ڈالر ضرور آئے، جو پیٹ کی آگ بجھا سکتے تھے، مگر سکون وراحت اور محبت والفت، لطف اندوزی وآسودگی کی، جو ضرورت نفس کو ہے، گرہ کے راحت بھرے سائبان میں ممتا کی شفقت کے، جو جذبے دل میں بے قرار رہتے ہیں، رشتوں کی، جو وسعت ایک نکاح کے ذریعہ ہر مرد وزن کو حاصل ہوتی ہے، یہ سب کچھ قرآن وسنت کے سائے میں ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ انسانی قوانین میں جو بسا اوقات آسمانی

تعلیمات کے خلاف حقوق کی فہرست بناتے ہیں، پرسکون زندگی مل ہی نہیں سکتی ہے۔

یہ ایک تجرباتی نقطہ نظر ہے، جو سارے پہلوؤں کا احاطہ نہیں کرتا مگر ہوسکتا ہے کہ درد کو کچھ سکون بخش علاج اور لوگوں کو بیماری سے پہلے کچھ احتیاطی تدابیر سے آگاہی ہو جائے۔

مغرب میں مسلمانوں کے ازدواجی مسائل پر
ایک سروے کا تجزیہ

میں نے ایک سروے فارم تیار کر کے کئی ائمہ مساجد، علماء اور اساتذہ کو دکھایا پھر اسے متعدد ریاستوں میں کانفرنس، سمینار اور دروس وتقاریر کے کیمپوں میں جہاں مجھے دعوت دی گئی تقسیم کیا۔ عربی اور انگریزی دونوں زبانوں میں فارم تیار کئے تھے تاکہ پر کرنے والوں کا دائرہ وسیع تر ہو۔ اسے میں نے تین ہزار سے زائد لوگوں میں تقسیم کیا صرف پانچ سو فارم مجھے مل سکے۔ اس میں سے تجزیہ کے لائق تقریباً ۳۵۰ فارم ہیں کیونکہ بعض فارم نامکمل اور صرف ایک یا دو جوابات پر مشتمل ہیں۔ مزید فارم جب کمپیوٹر میں داخل کئے جارہے ہیں تو کوئی اضافہ یا تبدیلی نہیں ہورہی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہم سروے کے نقطہ سیرابی تک پہنچ چکے ہیں۔ یہ فارم بغیر تناسب کے مردوں اور عورتوں سے شادی شدہ اور غیر شادی شدہ لوگوں پر مشتمل ہیں۔

علمی دیانت داری کے تقاضے کے طور پر یہ ذکر کردیں کہ جس گروپ نے فارم پر کئے ہیں یہ دین دار یا دین داری سے قریب تر افراد پر مشتمل ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں، جو مسجدوں میں دینی جلسوں میں اور اسلامی سرگرمیوں میں حاضر ہوتے ہیں، اور یہ دراصل امریکہ میں رہنے والے مسلمانوں کا ۲۰ فیصد سے زائد نہیں ہے۔ ان کے علاوہ دوسرا جو گروپ ہے وہ امریکی معاشرے میں پوری طرح گھل مل چکا ہے۔ ظاہری اور باطنی لحاظ سے اس کا رہن سہن امریکیوں کی طرح ہے۔ وہی تہذیب، وہی رواج، وہی کلچر معمولی فرق کے ساتھ، ہم اس گروپ تک ابھی نہیں پہنچ

سکے ہیں، امید ہے کہ مستقبل میں ہماری ان تک رسائی ہو جائے گی وہ بھی مسلمان ہیں اور اللہ کے سامنے ہماری ذمہ داریوں کا ایک حصہ ہیں۔

اس سروے کے مختصر نتائج حسب ذیل ہیں:

۱-عورتوں نے سروے فارم بھرنے میں مردوں سے زیادہ دلچسپی لی:

اس پہلو سے دونوں میں ایک تہائی اور دو تہائی کا تناسب تھا، اس کی وجہ یہ ہے کہ دینی جلسوں، پروگراموں اور کانفرنسوں میں عورتیں زیادہ شریک ہوتی ہیں۔ خاندانی مسائل کے حل کے سلسلے میں کوئی پیش قدمی ہو تو اس کا (ریسپونس) زیادہ ہوتا ہے۔ بالفاظ دیگر مغرب میں خاندانی مسائل کے حل تلاش کرنے میں وہ زیادہ سنجیدہ ہیں۔ سروے کے علاوہ مغرب میں خاندانی مشکلات کے سلسلے میں روزمرہ کا سابقہ بھی یہی ظاہر کرتا ہے۔

۲-محبت اور زوجین کے درمیان باہمی سمجھوتہ دو بڑے مسائل ہیں، پھر بچوں کی تربیت:

جب یہ پوچھا گیا کہ آپ کی ازدواجی زندگی کو کن بڑی دو الجھنوں کا سامنا ہے تو گو کہ جوابات مختلف تھے مگر دو مسئلوں نے سب سے زیادہ نمبر پائے۔

۱-باہمی سمجھوتے اور اس کے بعد الفت و محبت میں کمی۔

۲-مغرب میں بچوں کی تربیت کا مسئلہ بطور خاص ٹیلی ویزن، اسکول، دوست اور اشتہارات وغیرہ کے طاقتور اثرات۔

جب ازدواجی زندگی کا پہلا ہدف یعنی نفس کے میلان و الفت ہی میں خلل ہے تو یہی توقع کی جاسکتی ہے کہ بقیہ اہداف بھی متاثر ہوں گے۔ بہت سارے لوگوں نے، جن دوسرے مسائل کا ذکر کیا ہے میں کثرت کے لحاظ سے بالترتیب ان کی فہرست یہاں پیش کرتا ہوں:

☆ جنسی تعلقات کے مسائل

☆ زوجین کے گھر والوں کے ساتھ تعلقات کے مسائل

☆ کام کے اوقات طویل ہونا

☆ شک کے درجے تک غیور ہو جانا

☆ مغرب میں مستقل رہنے اور اپنے وطن واپسی کے درمیان تردد

☆ زوجین کا ایک دوسرے کو قصوروار قرار دیتے رہنا

☆ سگریٹ نوشی، شراب اور سور کے گوشت کی تجارت اور شطرنج کا کھیل

☆ ایک دوسرے کی محنت کی قدر نہ کرنا

☆ خاندان کے مالی مطالبات کا دباؤ

☆ شوہر یا بیوی کے اندر بے صبری اور سخت گیر رویے

☆ زوجین میں سے کسی ایک کا زیادہ دین دار اور دوسرے کا کم دین دار ہونا

☆ ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ اور ٹیلیفون کے ساتھ زیادہ وقت گزاری

☆ دوسرے کے ساتھ ناجائز تعلقات

☆ شوہر کا کمزور اور متذبذب شخصیت کا ہونا

☆ زوجین اور بطور خاص مردوں کا غضِ بصر نہ کرنے کا مسئلہ

☆ سوسائٹی سے الگ تھلگ رہنا خواہ مسلم سوسائٹی ہو یا غیر مسلم

☆ ایک شوہر نے اپنی سب سے بڑی پریشانی یہ بتائی کہ میرے وجیہ ہونے کے باوجود میری بیوی میرے ساتھ رہتے ہوئے دوسرے مردوں کو دیکھتی ہے اور میری اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلتی ہے۔

☆ کچھ عورتوں نے لکھا: میرا شوہر مجھ سے کہتا ہے کہ تم سے مجھے محبت ہے مگر دوسری عورت سے تعلقات بھی رکھتا ہے۔

۳-مسائل کو مل جل کر حل کرنا زوجین کے یہاں بہت کم ہے:

مذکورہ ذیل شکل میں بتایا گیا ہے کہ شوہر کے ساتھ ذاتی تعلقات، جنسی تعلقات، خاندان کے ساتھ تعلقات، مشکلات کو حل کرنے میں باہمی تعاون، شادی کے اہداف کا مشترک شعور، اسلامی تعلیمات کی پابندی اور ازدواجی زندگی کی عمومی قدر و قیمت کی کیا کیفیت ہے۔

تصویر (۱۸) ایک تا پانچ اطمینان کی سطح:

گویا ضرورت ہے کہ تربیتی کیمپ لگا کر سکھایا جائے کہ زوجین اپنے مسائل خود اپنے باہمی تعاون سے کیسے حل کریں۔

ویسے یہ تصویر امید افزا ہے کہ بیشتر مسلمانوں نے ازدواجی سعادت کے اہداف معقول حد تک حاصل کر لیے ہیں۔ یعنی ۸۴ فیصد۔

۴-ازدواجی سعادت دین داری کے لحاظ سے کم و بیش ہوتی ہے:

ساتواں سوال اس بارے میں تھا کہ خاندان اسلامی تعلیمات کا کتنا پابند ہے؟ کچھ جوابات تھے کہ دونوں پابند ہیں۔ کچھ کہ دونوں پابند نہیں ہیں اور یہ جوابات بھی تھے کہ دونوں میں

سے ایک ہی پابند ہے۔

البتہ جو حقیقت جوابات سے ابھر کر آئی وہ یہ کہ اسلام پر عمل کا تناسب جتنا زیادہ ہوتا ہے شادی کے اہداف کی تکمیل کی سطح بھی اسی قدر بلند ہوتی ہے خواہ وہ ذاتی تعلقات ہوں، جنسی تعلقات ہوں، بڑے خاندان کے ساتھ بہتر تعلقات ہوں یا مسائل کو حل کرنے میں باہمی تعاون ہو وغیرہ۔ اور جب اسلام پر عمل کا گراف گرتا ہے تو ان اہداف کے حصول کا گراف بھی بہت تیزی سے گرتا ہے۔

تصویر (۱۹) اسلام پر عمل اور ازدواجی زندگی کے اہداف کے حصول میں توازن:

یہ صورت حال اس الٰہی قانون کے مطابق ہے، جس کے ساتھ آدم و حوا کو زمین پر اتارا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"قال اهبطا منها جميعاً بعضكم لبعض عدو فإما يأتينكم منى هدى فمن اتبع هداى فلا يضل ولا يشقى. ومن أعرض عن ذكرى فإن له معيشة

ضنكاً ونحشره يوم القيامة أعمى" (طٰہٰ:۱۲۳،۱۲۴) (فرمایا کہ تم دونوں یہاں سے نیچے اتر جاؤتم میں بعض بعض کے دشمن (ہوں گے) پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس ہدایت آئے تو جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں پڑے گا، اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہوجائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے)۔

اللہ تعالی کا یہ وعدہ ہے ہر اس شخص سے، جو اس کی ہدایت قبول کرے، با سعادت زندگی کا وعدہ، جس میں گمراہی اور بدبختی بالکل نہیں ہوگی، البتہ جو اس کے دین سے منھ پھیرے گا، اس کے پاکیزہ راستے سے انحراف کرے گا تو اس کے لئے ضنک والی زندگی ہوگی، ضنک دراصل سینے کی تنگی اور دل کا بند ہوجانا ہے۔ انسان کچھ بھی کھائے، کچھ بھی پیے، کہیں بھی رہے اور کیسی ہی سواری کرے اور کچھ بھی پہن ڈالے وہ خود کو ایک تنگ پنجرے میں محسوس کرے گا۔ امام قرطبی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ضنک تنگ زندگی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی دین کے ساتھ سرفلندگی، قناعت، اللہ اور اس کی تقسیم پر توکل سے نوازتا ہے، ایسا شخص جسے یہ دولت حاصل ہوجاتی ہے، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو خوش دلی اور آسانی سے خرچ کرتا ہے اور بلند زندگی جیتا ہے۔ اللہ تعالی نے اس کو یوں بیان کیا ہے: "فلنحينه حيوة طيبة" (ہم اسے پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے اور جو دین سے اعراض کرتا ہے اس کے اوپر حرص مسلط ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ دنیا سے زیادہ سے زیادہ سمیٹ لینے کی فکر میں رہتا ہے۔ پھر اس پر بخل کا قبضہ ہوجاتا ہے اس کی زندگی تنگ اور اس کی دنیا تاریک ہوجاتی ہے۔ کسی نے بہت اچھی بات کہی ہے کوئی جب اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑتا ہے اس کا زمانہ اس کے لئے تاریک اور اس کا رزق اس کے لئے پریشان کن ہوجاتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں شہید سید قطبؒ لکھتے ہیں: "ہدایت کو قبول کر لینا گمراہی اور بدبختی

سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ بدبختی ہی گمراہی کا پھل ہے۔ خواہ وہ فرد سامان دنیا میں غرق ہو۔ یہ سامان دنیا اپنے آپ میں بدقسمتی ہے۔ دنیا میں بھی بدبختی آخرت میں بھی بدبختی۔ ہر حرام چیز کے بعد ایک تلخ اور بہت سارے کانٹے ہوتے ہیں۔ انسان اللہ کی ہدایت سے جیسے ہی بھٹکتا ہے وہ بے چینی، پریشانی، بے اطمینانی اور اضطراب میں ادھر سے ادھر بھاگتا ہے اسے کہیں قرار نہیں ہوتا اس کے قدم اس کے قابو میں نہیں رہتے۔ بدبختی اور آوارگی بھائی بھائی ہیں خواہ یہ آوارگی سبز وشاداب چراگاہ میں ہو۔''

پھر ضنک کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''وہ زندگی، جو اللہ سے لاتعلق ہوگئی ہو، اس کی وسیع رحمت سے کٹ گئی ہو، وہ ضنک ہے، خواہ اس میں کتنی ہی کشادگی اور سامان آسائش ہو۔ وہ اللہ سے اور اس کی پناہ کے پرسکون سائے سے کٹ جانے کی تنگی ہے۔ وہ حیرت، شک اور بے اطمینانی کی تنگی ہے۔ وہ لالچ اور ڈر کی تنگی ہے۔ وہ خواہشات کے فریب کے پیچھے دوڑنے اور ہرزیاں پر حسرت کی تنگی ہے۔''

سچائی یہی ہے۔ انسان سمجھتا ہے کہ وہ اپنی خواہشات اور مقاصد کے مطابق غور وفکر کر کے سعادت کی راہ تلاش کر لے گا مگر اللہ کا قانون ہی غالب ہوتا ہے۔

۵- دین داری ازدواجی زندگی میں مال کی اہمیت کم کرتی ہے جمال کی نہیں:

مذکورہ شکل کو دیکھنے پر ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ دین داری کے ساتھ ساتھ مردوں کا بیوی کے مال کو اہمیت دینا کم ہوتا ہے۔ تصویر میں مرد کی ترجیح کہ اس کی بیوی کے پاس دولت (۸،۳) ہے، جب کہ عورت کے یہاں اس کی مال دار شوہر کی اہمیت کے تعلق سے رائے ظاہر نہیں ہوتی۔ کیونکہ جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کے مال دار ہونے یا نہ ہونے میں اس کے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے۔

(تصویر(۲۰) دین داری کا تعلق شادی کے وقت انتخاب کے پیمانوں سے:

لیکن آدمی کی دین داری بیوی کے جمال کو اہمیت دینا کم نہیں کرتی۔ بلکہ یہ گراف اونچا ہی رہتا ہے۔ جب کہ عورتوں کے یہاں دین داری کے ساتھ شوہر کے جمال کو اہمیت دینے کا گراف کافی نیچے آجاتا ہے۔

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین داری زوجین کے درمیان جنسی آسودگی میں بھی اضافہ کرتی ہے، البتہ یہ بھی سامنے آیا کہ دین دار شوہر سے عورتیں زیادہ لطف اندوز ہوتی ہیں بمقابلہ دین دار بیوی سے شوہر کے لطف اندوز ہونے کے۔ یہ صورت حال سب کو اور بطور خاص عورتوں کو زینت وآرائش اختیار کرنے اور شوہر کو لطف اندوز اور آسودہ کرنے کی طرف متوجہ کرتی ہے۔ تاکہ اسے گھر کے باہر فتنے برباد نہ کرڈالیں۔

٦-مردوں اور عورتوں کے درمیان انتخاب کے معیار مطلوب میں قربت ہے:

مذکورہ بالا تصویر کو بغور دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ محبت، جنسی تعلق، خاندان کے ساتھ

تعلق، شادی کے اہداف کا مشترک شعور اسلامی تعلیمات کی پابندی، جمال اور مال کی اہمیت دینے کے سلسلے میں بڑی حد تک قربت ہے۔

تصویر(۲۱) مرد اور عورتیں شریک حیات کے لئے، جو صفات چاہتے ہیں:

دوسری جانب نمایاں طور سے مال اور جمال کے سلسلے میں مردوں اور عورتوں میں فرق ہے۔ عورت مرد کی مالی پوزیشن کو زیادہ اہمیت دیتی ہے اور مرد عورت کے جمال کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ اور شاید یہی فطری صورت ہے، جو اسلامی طرز فکر سے ہم آہنگ ہے کہ شوہر پر بیوی کے خرچ کی ذمہ داری ہوتی ہے اور عورت زیورات میں پلتی ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

"**أو من ينشؤا فی الحلية وهو فی الخصام غير مبين**" (الزخرف:۱۸) (جب کہ سونا اور چاندی اسلام میں عورتوں پر حرام نہیں ہے مردوں پر حرام ہے۔

۷- خاندان کا بنیادی کردار ہے بچوں کی شادی میں:

ایک سوال شریک حیات کی تلاش کے طریقے سے متعلق تھا۔ اختیاری جوابات میں کام، انٹرنیٹ، امریکہ کے باہر، مسجد، خاندان اور دیگر ذرائع کا تذکرہ تھا۔

تصویر (۲۲) شادی کے وقت انتخاب کے لئے معاون ذریعہ:

اس تصویر سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیوی کے حصول کے لئے دیگر ذرائع کا استعمال سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ایک اور سوال نامہ ڈیزائن کی جائے، جو اور زیادہ تفصیلی ہو، یہ جاننے کے لئے دوسرے اور کیا وسائل ہو سکتے ہیں، جو یہاں پیش نہیں کئے گئے ہیں۔

یہ تعجب خیز سوال ہے کہ اگر خاندان، مسجد یا کام یا انٹرنیٹ کے توسط سے بیوی نہیں ملتی ہے تو اور کہاں سے ملے گی!

نتیجہ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ شریک حیات کی تلاش کے لئے خاندان دوسرا سب سے بڑا وسیلہ ہے یہ اچھی علامت ہے۔ اس پہلو سے کہ سرپرستوں کے انتخاب کا بچے احترام کرتے ہیں۔ حالانکہ مغرب کے خاندانوں میں یہ بالکل نہیں ہوتا۔ وہاں گھر والے بیوی یا شوہر یا دوست کے انتخاب میں کوئی مداخلت نہیں کر سکتا (This is his/her business) البتہ اس رجحان کا ایک منفی پہلو یہ ہے کہ بعض خاندان اپنے بچوں، بچیوں کی شادی ان کی مرضی کے بغیر رشتے داروں یا وطن یا اہل زبان میں کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔ میں متعدد واقعات جانتا ہوں کہ خاندان کے سرپرستوں نے بچوں پر دباؤ ڈالا کہ وہ رشتے داری میں یا کم از کم اسی شہر میں شادی

کریں۔نہیں ماننے کی صورت میں ان کی دھمکی ہوتی ہے کہ ہم تاقیامت تم سے ناراض رہیں گے۔ یہ رویہ مبنی برزیادتی ہے،لڑکوں کواپنی بیویوں کے انتخاب کا جوحق حاصل ہے اسی سے انہیں محروم کردیتا ہے۔

مسجد اس سلسلہ کی مدد کا بہتر ذریعہ ہے۔ یہ اچھی چیز ہے، جوکوئی آگے بڑھنا چاہے۔ کیونکہ یہ وہ ذریعہ ہے، جوزیادی قابل اعتماد،زیادہ محفوظ اورزیادہ غیر جانب دار ہوتا ہے۔

سروے رپورٹ کی رو سے سب سے کم جو ذریعہ استعمال کیا گیا ہے وہ انٹرنیٹ ہے جب کہ انٹرنیٹ کی دنیاناجائز تعلقات کی آماجگاہ بنی ہوئی ہےاور پاکیزہ وحلال شادی کے صفحات محدود ہیں تاہم ہم یہ ضرور چاہیں گے کہ اس ذریعہ کا صحیح استعمال ہو،جس میں تصویروں کا فریب اورالفاظ کا جادواور فرد کا ایسااشتہار نہ ہوکہ لگے کہ شادی کا بہترین حل وہی ہے۔ میں ایک سچاواقعہ بیان کرتا ہوں:

ایک شخص نے، جسے میں بہتر انسان سمجھتا ہوں خواہش ظاہر کی کہ میں اس کی لڑکی کے سلسلہ میں ایک کام اپنے ذمہ لوں،لڑکی کی منگنی ہوئی تھی پھر کچھ برسوں بعد منگنی ٹوٹ گئی تھی۔ پاکیزہ زندگی کی خاطراورعمر تیزی سے گزرجانے کے ڈر سے اس نے انٹرنیٹ پرحلال رشتے کی تلاش کی اورایک عرب ملک کے ایک نوجوان تک اس کی رسائی انٹرنیٹ کے ذریعہ ہوگئی۔اسے بالکل اطمینان ہوگیا کہ وہ واقعی ایک آئیڈیل انسان ہے۔ جب اس نے اس ملک کا سفر کیا تو باپ نے بیٹی کواس کے ددھیالی رشتے داروں کے پاس بھیجا، جو وہاں رہتے تھے اور مجھ سے چاہا کہ خاندان والوں سے پہلے میں دونوں کی ایک ملاقات کا اپنی موجودگی میں انتظام کرادوں۔ وہاں ہوا یہ کہ لڑکی نے جیسے ہی اسے دیکھا گھر میں چلی گئی اور کہاں میں اس سے ہرگز شادی نہیں کرسکتی۔ بعدازاں عام طریقے سے ہم نے اس کے لئے نیک شوہر تلاش کیا اوراللہ کاشکر ہے وہ ایک دین دارآدمی کے ساتھ ہےاور دونوں اپنی ازدواجی زندگی میں بہت خوش ہیں۔

۸- مشورہ حسن انتخاب اور شادی کے اہداف کی تکمیل میں معاون ہوتا ہے:

تصویر ۲۳ سے وضاحت ہوتی ہے کہ انسان اگر رشتے کے انتخاب کے سلسلہ میں دوسروں سے مشورہ کرے خواہ وہ گھر والے ہوں یا مسجد کا امام یا دوست احباب تو اس سے بہتر انتخاب اور شادی کے مقاصد کی اعلی پیمانے پر تکمیل میں مثبت اثر پڑتا ہے۔ بہت واضح ہے کہ اس طرح کی مدد نے بغیر مشورے کے مقابلے میں ہر پہلو سے گراف اونچا کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا قول اس پر صادق آتا ہے، ''جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا، جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوا، جس نے اعتدال سے خرچ کیا وہ محتاج نہیں ہوا''۔ حضرت انسؓ کے حوالے سے طبرانی نے اوسط میں اسے روایت کیا ہے اور سیوطی نے جامع صغیر میں اسے حسن قرار دیا ہے۔

ہمیں اپنے بچوں اور نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو بخوبی سمجھا دینا چاہئے کہ شریک حیات کا انتخاب ان کا حق خالص ہے مگر مشورے اور استخارے سے نظر میں وسعت آتی ہے، ہوس کے دام بے اثر ہوتے ہیں اور جوانی کا نشہ قابو میں رہتا ہے۔

تصویر (۲۳) دوسروں کے مشورے اور تعاون سے شریک حیات کے انتخاب اور شادی کے مقاصد کے حصول میں کیا تعلق ہے:

خلاصہ کلام

۱- خاص طور سے امریکی خاندان اورعموماً مغربی دنیا کے خاندان خطرناک رفتار سے شادی کے بندھن سے آزاد ہوکر بے قید جوڑوں میں تبدیل ہورہے ہیں۔ ایسے جوڑے، جن کے یہاں صرف اتنا کافی ہے کہ وہ ساتھ رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو چاہتے ہیں وہ مرد وزن پر مشتمل ہوں یا ہم جنس ہوں۔

۲- اس کے نتیجے میں تمام منفی پہلوؤں میں خطرناک اضافہ ہوا ہے، بطور خاص:

☆ شادی سے بے رغبتی امریکہ میں ۸۵ فیصد تک پہنچ گئی۔

☆ امریکہ میں طلاق کا تناسب ۵۰ فیصد اور بلجیم میں ۶۹ فیصد سے زیادہ ہوگیا۔ یہ تناسب ترقی یافتہ مما لک میں جاپان اور چین میں بہت کم ہے کیونکہ انہوں نے مغربی منصوبے کی تقلید کو سیاسی، سماجی اور معاشی سطح پر ٹھکرادیا۔

☆ امریکہ میں ایک تہائی بچے بغیر شادی کے پیدا ہورہے ہیں۔ برطانیہ میں ۴۱ فیصد بچے اسی طرح پیدا ہورہے ہیں۔

☆ ۲۰۰۳ء میں ایسی عورتوں کی تعداد ایک کروڑ پہنچ گئی، جو تنہا اپنے بچوں کی کفالت کر رہی ہیں۔ ۱۹۷۰ء میں یہ تعداد ۳۰ لاکھ تھی۔

☆ بچوں کے خلاف تشدد میں اضافہ ہوا۔ امریکہ میں قتل ہونے والوں میں سے ۲۷ فیصد بچے ہوتے ہیں، جن کی عمر دس سال سے کم ہوتی ہے۔ اس طرح عورت کے خلاف تشدد میں اضافہ ہوا ہے۔ امریکہ میں ۹۰ سے ۹۵ فیصد تشدد کا نشانہ بننے والی عورتیں

ہوتی ہیں، جب کہ مقتولین میں ۷۰ فیصد تناسب عورتوں کا ہے۔

☆ منشیات کی عادت کے تناسب میں اضافہ ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اٹھارہ سال سے کم عمر والوں میں بھی یہ اضافہ نوٹ کیا گیا ہے۔ امریکہ میں ۲۰۰۳ء میں انٹرنیٹ کے طلبہ میں ۴۷ فیصد نے الکوحل کا استعمال تعلیم کے آخر ماہ میں کیا۔

☆ دس سال کی بچیوں سے زنا کاری اور ان کے اس کم سنی میں حاملہ ہو جانے کے تناسب میں بھی خطرناک حد تک اضافہ ہوا ہے۔ ۲۰۰۳ء میں امریکہ میں ۱۰ تا ۱۵ سال کی ۱۲ء۱۰۹ لڑکیاں حاملہ پائی گئیں۔

☆ ترقی یافتہ ملکوں میں عمر دراز لوگوں کے تنہا زندگی گزارنے کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ برطانیہ میں ۸۵ سال کی ۷۰ فیصد عورتیں تنہا زندگی کے دن کاٹ رہی ہیں یہ تناسب اسی طرح کے مردوں سے زیادہ ہے۔

☆ خاندان کا بنیادی ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہا ہے۔ امریکہ میں بن بچوں کے خاندانوں کا تناسب سب سے زیادہ ہے۔ اسی طرح ہم جنس خاندانوں اور غیر شادی شدہ جوڑوں پر مشتمل خاندانوں کا تناسب بہت تیزی سے بڑھا ہے۔

☆ اسی طرح کے خاندان کا ماڈل اور مغرب کی موجودہ ازدواجی زندگی کو پوری دنیا اور بطور خاص عالم اسلام پر مسلط کرنے کی زبردست اور طاقت ور کوشش کی جا رہی ہے۔ خاص طور سے شادی کی عمر میں اضافہ کرنے اور بغیر شادی کے جنسی تعلقات کے دائرے کو وسعت دینے، حمل کو کم کرنے کے لئے اور اس طرح دنیا کی آبادی کم کرنے کے لئے احتیاطی تدابیر کو فروغ دینے پر زور ہے۔

☆ غیر مسلم اکثریت مسلم اقلیت کو واضح طور سے متاثر کر رہی ہے۔ میں نے بیس تشویش ناک واقعات کا ذکر کیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب میں مسلمانوں کی

ازدواجی زندگی کی دیوار میں کیسی گہری دراڑیں پڑ رہی ہیں۔

☆ بیسیوں واقعات کے تجزیے سے ظاہر ہوا کہ مغرب میں مسلم خاندان متعدد مشکلات سے دوچار ہے۔ جن میں اہم یہ ہیں: شادی کے اہداف کے سلسلہ میں شرعی نقطہ نظر سے عدم واقفیت یا کم واقفیت، عقل، روح اور جسم کی ضرورتوں کی تکمیل میں بے اعتدالی، شریک حیات کے انتخاب کے پیمانوں میں گڑبڑی۔ بچوں کی تربیت کے مقاصد کا دھندلا یا نگاہوں سے بالکل ہی اوجھل ہو جانا، اجنبی مردوں کے ساتھ عورتوں کے معاملات کے سلسلے میں حدود وضوابط کے سلسلے میں کمزوری اخلاقی اقدار اور حس کی کمزوری، دولت کی کشش کے مقابلے میں مجاہدہ نفس میں کمزوری اور حقوق کے استعمال میں حد سے تجاوز۔

۳- مغرب میں مسلمانوں کی ازدواجی زندگی سے متعلق سروے کے نتائج کا تجزیہ کرنے سے سامنا آیا کہ:

☆ عورتیں ازدواجی زندگی کے مسائل کا حل تلاش کرنے میں زیادہ سنجیدہ اور فکرمند ہیں۔

☆ مسلم خاندان متعدد مسائل کا سامنا کر رہا ہے، جن میں اہم ہیں: زوجین کے درمیان سمجھوتے اور محبت کی کمی، مغرب میں بچوں کی اسلام کے مطابق تربیت کے سلسلے میں دشواریاں۔

☆ زوجین کے درمیان پیش آجانے والے مسائل کو حل کرنے کے طریقہ کار کے سلسلے میں صورت حال کوشش اور تربیت کا تقاضا کرتی ہے۔

☆ ازدواجی زندگی میں خوشگواری کا ہونا اور نہیں ہونا راست طور سے اسلام پر عمل پیرا ہونے اور نہ ہونے سے متاثر ہوتا ہے۔

☆ دین دار آدمی کو عورت کی مالی پوزیشن سے بے نیاز کر دیتی ہے مگر وہ دین داری کے

باوجود خوبصورتی کے مطالبے سے دستبردار نہیں ہوتے۔

☆ مال اور جمال کے علاوہ مردوں اور عورتوں کے شریک حیات کے سلسلے میں پسند اور ناپسند کے پیمانے بہت قریب اور ملتے جلتے ہیں۔

☆ مغرب میں مسلم خاندان کا اب بھی بڑا کردار ہے بچوں کے لئے شریک حیات کے انتخاب یا انتخاب میں معاون کے تعلق سے اور ازدواجی زندگی کے اہداف کے حصول میں اس کا مثبت اثر دیکھا جاتا ہے مگر یہ ہمیشہ نہیں ہوتا۔

مسلم ازدواجی زندگی کی اصلاح کیسے؟

اس میں شبہ نہیں کہ جب مغرب میں خاندان کی عملی صورت حال کو دیکھتے ہیں اور مادی زندگی کے لائف اسٹائل اور فیشن سے مغرب میں مسلم خاندان کو متاثر ہوتے ہوئے محسوس کرتے ہیں تو ہر باپ اور ہر ماں کو بے چینی ہوتی ہے کہ ان کے بچوں کا کیا ہوگا؟

شاعر تو محض یہ کہتا ہے:

ہمارے بچے ہمارے جگر کے ٹکڑے ہیں، جو زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔

ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے اور میری آنکھیں بے قراری سے بند نہیں ہو پاتی ہیں۔

لیکن ہوا کے جھونکے کے بجائے اگر زہرناک آندھیاں اور حیاسوز فتنے ہوں تو دل کس قدر دہل جاتا ہوگا لیکن غم کے اس ہجوم میں ہمیں امید کی کرن کا بھی یقین ہونا چاہئے۔ ہم میں سے ہر فرد خواہ وہ باپ ہو یا ماں شوہر ہو یا بیوی، بیٹا ہو یا بیٹی ہر کوئی مسلم خاندان کی اصلاح کے لئے عملی تدابیر تلاش کرنے میں آخری حد تک کوشش کر ڈالے۔ پھر اللہ نے تو ہمیں کوشش کرنے کا ذمہ دار بنایا ہے۔ انجام تو وہ اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے: ''**وعلى الله قصد السبيل ومنها جائر ولو شاء لهداكم أجمعين**'' (النحل:۹) (سیدھا راستہ تو اللہ تک جا پہنچتا ہے اور بعض رستے ٹیڑھے ہیں (وہ اس تک نہیں پہنچتے) اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو سیدھے رستے پر چلا دیتا)۔

یقیناً ہمیں اپنے تعلق سے اور اپنی بیوی بچوں کے تعلق سے اپنی ذمہ داری کی شدت کو محسوس کرنا چاہئے۔ حسب ذیل نصوص ہمیں اس کا احساس دلاتی ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "الفتنة أشد من القتل" (فتنہ قتل سے شدید ہوتا ہے)۔

اگر ہمارے بہت سارے بھائی بہن جیلوں سے، تعذیب خانوں سے اور مشرق میں ہونے والی خانہ جنگوں سے فرار ہو کر مغرب میں سکونت پذیر ہو گئے تو انہیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ دین میں فتنے کے زیر دام اگر آدمی آ گیا تو زیادہ برا، زیادہ مہلک اور زیادہ خطرناک ہے اس قتل سے جس سے وہ بھاگ کر آیا ہے۔ اگر باپ یا ماں نے بچوں کی تربیت میں کوتاہی کی تو خواہ انہوں نے دنیا کا سامان کتنا ہی ان کے لئے مہیا کر دیا ہو مگر حقیقت میں انہیں زیادہ برے حالات میں ڈال دیا ہے۔

اسی طرح مغرب کے، جو حقیقی باشندے ہیں اور آزادی کی فضا میں سانس لے رہے ہیں، انہیں بھی سمجھنا چاہئے کہ دوسرے ملکوں میں ہونے والے قتل کے واقعات کتنے ہی شرم ناک ہوں، مگر یہاں کے فتنے ان سے زیادہ خطرناک ہیں۔

۲- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "یا ایها الذین آمنوا قوا أنفسکم وأهلیکم ناراً" (التحریم:۶) (اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے)۔

۳- مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب اپنے ماتحتوں کے بارے میں جواب دہ ہو گے، امیر لوگوں کا ذمہ دار ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔ آدمی اہل خانہ کا ذمہ دار ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔ عورت شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار اور اس کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔ سن لو تم سب ذمہ دار ہو اور تم سب سے جواب دہی ہوگی۔

اسی طرح باپ اور شوہر پر بیوی اور بچوں کی ذمہ داری اور وہی ذمہ داری بیوی پر شوہر اور بچوں کے سلسلے میں عائد ہوتی ہے۔

اس نقطے پر پہنچ کر ضروری ہوجاتا ہے کہ بیج ڈالنے انکھوا پھوٹنے اور درخت کے تناور ہونے اور پھلوں کے تیار ہونے تک اصلاح کی ہر عملی تدبیر کو اختیار کیا جائے۔ ذیل میں ان عملی تدابیر کو پانچ نکات میں پیش کیا جارہا ہے۔

١- مسلم خاندان کی تشکیل

٢- شریک حیات کے انتخاب

٣- شادی کی تقریب

۴- شادی کے بعد

۵- غیر معمولی حالات

خاندان کی ربانی تشکیل:

میری رائے ہے کہ ماں باپ کو بچوں کے ساتھ مل کر ''ایک خدا پرست خاندان کے نقشہ'' پر گفتگو کرنا چاہئے، اس گفتگو میں یہ پہلو زیر بحث لائے جائیں:

☆ ہماری زندگی کا مشن کیا ہے؟

☆ اس زندگی میں ہمارے اہداف کیا ہیں؟

☆ ان اہداف کو حاصل کرنے کے لئے عملی تدابیر کیا ہیں؟

کتاب کے آخر میں خدا پرست خاندان کے مشن، اہداف اور تدابیر کے عنوان سے ایک خاکہ شامل ہے اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

غرض مسلم خاندان کے سامنے ایک اعلی مشن، اہداف اور تدابیر کے عنوان سے ایک خاکہ شامل ہے اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

غرض مسلم خاندان کے سامنے ایک اعلی مشن، ممکن الحصول بلند اہداف اور عملی تدابیر پر مشتمل خاکہ رہنا چاہئے۔ کوشش یہ ہو کہ یہ اہداف دل کے تزکیہ، عقل کے ارتقاء، جسم کی تقویت،

خاندان کی تشکیل اور معاشرے کی اصلاح پر مشتمل ہوں، ہر خاندان کا ہر فرد صالح بھی ہو اور مصلح بھی۔

خاندان میں یہ خاکہ اجتماعی گفتگو کے ذریعہ بننا چاہئے، سب کے سامنے واضح معیار اور واضح اہداف ہوں۔ وسائل پر پورے خاندان کا اتفاق ہو۔ خاندان کے کسی فرد کے یہاں وہ نفسیاتی خلا نہیں رہ جائے، جس سے وہ محسوس کرے کہ مغرب کے پیش کردہ ماڈل کی نقالی کرنا چاہئے۔ بلکہ وہ محسوس کرے کہ ہم ایک مسلم خاندان ہیں، جس کا نفس کی تربیت اور معاشرے کی اصلاح ودعوت میں ایک ممتاز رول ہے۔

گفتگو اور مشاورت کے ساتھ اہم بات یہ ہے کہ وہ دین داری جو بچوں میں اس وجہ سے ہے کہ وہ مسلم خاندان میں اور دینی مدرسے میں ہیں، وہ منتقل ہو کر ان کی ذات کا حصہ بن جائے۔ وہ محسوس کریں کہ سب سے زیادہ قابل احترام اور لائق ترجیح وحی الہی ہے نیز نفس کی اصلاح، معاشرے کی تعمیر اور دنیا وآخرت کی فلاح اس کی زندگی کا ضروری حصہ ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے: ”**وضرب الله مثلاً رجلين أحدهما أبكم لا يقدر على شيء وهو كل على مولاه أينما يوجهه لا يأت بخير هل يستوى هو ومن يأمر بالعدل وهو على صراط مستقيم**“ (النحل:۷۶) (اور اللہ ایک اور مثال بیان فرماتا ہے کہ دو آدمی ہیں، ایک ان میں سے گونگا (اور دوسرے کی ملک) ہے (بے اختیار وناتواں) کہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور اپنے مالک کو دوبھر ہو رہا ہے وہ جہاں اسے بھیجتا ہے (خیر سے کبھی) بھلائی نہیں لاتا۔ کیا ایسا (گونگا بہرا) اور وہ شخص جو (سنتا بولتا اور) لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتا ہے اور خود سیدھے رستے پر چل رہا ہے دونوں برابر ہیں)۔

اللہ تعالی نے اس آیت میں جس تبدیلی کو بیان کیا ہے ویسی ہی تبدیلی بچوں میں آجائے، یہ آئیڈیل صورت ہے۔

یہ بہت بڑی تبدیلی ہے کہ معمولی سوچ اور دوسروں پر بوجھ بنے ہوئے بچے حق وانصاف کے داعی اور راہ استقامت کے راہی بن جائیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا:

☆ مشن، اہداف اور وسائل واضح ہوجانے کے بعد انسان محض نقال ہونے کے بجائے فہم وشعور کا حامل ہوگا، حکمت اس کی گمشدہ متاع ہوگی۔

☆ اس تیاری کے ساتھ اللہ تعالی کے اس فرمان پر بھی یقین کامل ضروری ہے:

"**الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات أولئک مبرؤون مما یقولون لهم مغفرة وأجر کریم**" (النور:۲۶) (ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے اور پاک مرد عورتوں کے لئے یہ (پاک لوگ) ان (بدگویوں) کی باتوں سے بری ہیں (اور) ان کے لئے بخشش اور نیک روزی ہے)۔

اگر سرپرست اپنے بچوں کو پاکیزہ بنانے پر محنت صرف کریں تو یقیناً وہ خود طیبین یا طیبات (پاک مرد اور پاک عورتوں) کا انتخاب کریں گے۔ یہ ایک زریں اصول ہے، جس سے سرپرستوں کو تسلی مل سکتی ہے کہ اب وہ اس ذہنی تناؤ کا شکار نہ ہوں کہ میری بیٹی کا شوہر کون ہوگا اور میرے بیٹے کی بیوی کون ہوگی؟ اب یہ موزوں نہیں رہ گیا ہے کہ بچوں کے رشتے ہمیشہ ماں باپ ہی طے کریں۔ بلکہ قابل عمل طریقہ یہ ہے کہ انتخاب کا صحیح معیار ان کو بتادیں پھر وہ خود اللہ تعالی کے سامنے اپنے انتخاب کے لئے جواب دہ ہوں گے۔ حقائق کی دنیا یہی بتاتی ہے کہ جن خاندانوں نے طیبین اور طیبات بنانے میں خوب سرمایہ کاری کی، شریک حیات کے انتخاب کے وقت اللہ تعالی نے انہیں بہت زیادہ منافع سے نوازا۔

شریک حیات کا انتخاب:

اگر پہلے مرحلہ میں باپ اپنے بچوں کو مطلوبہ صالحیت وصلاحیت فراہم کرسکے تو انتخاب کے پیمانے ان کے سامنے واضح ہوجائیں گے۔ پھر یہ ممکن ہوگا کہ ہر بچے سے علاحدہ گفتگو کرکے

اس کے انتخاب کے بارے میں اس کی رائے بنائی جائے۔ گوکہ وہ انتخاب خود کرے مگر مطمئن ہونے اور اسے خیرخواہانہ مشورہ دینے کے لئے مندرجہ ذیل امور کے ساتھ گفتگو بھی ہو:

۱- دین داری کی سطح

۲- اخلاقی معیار

۳- خاندان کے معیار کی اہمیت

۴- ملک یا شوہر جس سے تعلق ہو

۵- تعلیمی سطح

۶- مالی پوزیشن

۷- مقام کی سکونت

۸- منگنی، نکاح اور رخصتی کے بیچ کا عرصہ

۹- شادی کی تقریب کی صورت

پھر اس پر اتفاق ہو کہ پیمانوں کے واضح ہو جانے کے بعد بھی شادی کرنے والے کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں:

۱- استخارہ ۲- مشورہ

نبی کریم ﷺ سے روایت ہے: ''جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا، جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوا، جس نے اعتدال سے خرچ کیا وہ تنگ دست نہیں ہوا۔''

وہ یہ بھی سمجھیں کہ انتخاب زوجین کے مستقبل کے سلسلے کا نازک ترین فیصلے ہو جاتا ہے۔ محبت، سعادت اور خیر دونوں کی زندگی میں محض اس ایک فیصلے سے کئی گنا بڑھتے ہیں یا گھٹ جاتے ہیں۔ اس مقام پر اللہ تعالی کا یہ ارشاد بھی ہمرا رہے: ''**وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ سبحان اللہ وتعالی عما یشرکون**'' (القصص:۶۸) (اور تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) برگزیدہ کر لیتا ہے۔ ان کو اس کا اختیار

نہیں ہے یہ جو شرک کرتے ہیں اللہ اس سے پاک اور بالاتر ہے۔''

رشتہ طے کرنے کے زمانہ میں ہی دونوں کا ایک دوسرے کی شخصیت سے متعلق معلومات جمع کر لینا بھی اہم ہوتا ہے۔ لوگ شخصیت کے مختلف گوشوں اور اوصاف میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ میں شخصیت کے کچھ خصائص یہاں ذکر کروں گا تا کہ لوگوں کو ایک دوسرے کو جاننے میں مدد مل سکے:

☆ کوئی بہادر اور جری ہوتا ہے تو کوئی بزدل اور کمزور

☆ کوئی رازوں کا محافظ ہوتا ہے اور کوئی پیٹ میں بات روک نہیں پاتا

☆ کوئی فیاض اور سخی ہوتا ہے تو کوئی کنجوس

☆ کوئی غصہ ور ہوتا ہے تو کوئی صابر و بردبار

☆ کوئی سماجی ہوتا ہے تو کوئی تنہائی پسند

☆ کوئی خوش مزاج اور ہنس مکھ ہوتا ہے تو کوئی روکھا اور بدمزاج

☆ کوئی متحرک اور فعالیت پسند ہوتا ہے تو کوئی جامد اور سست

☆ کسی کا حافظہ مضبوط، فہم کمزور ہوتا ہے تو کسی کا اس کے برعکس اور کسی کا دونوں کمزور یا مضبوط

☆ کوئی معقولیت پسند ہوتا ہے تو کوئی جذباتی

☆ کوئی عالم ہوتا ہے مگر قوت اظہار نہیں رکھتا، کوئی کم علم ہوتا ہے مگر بات کا ماہر

☆ کوئی اپنے افکار و اوہام سے ایک عالم کو مطمئن کر دیتا ہے اور کوئی اپنے عقیدہ سے بھی ایک فرد کو مطمئن نہیں کر پاتا

☆ کوئی ہر میدان میں کامیاب ہوتا ہے تو کوئی ہر میدان میں ناکام ہوتا ہے

☆ کوئی بین السطور کو بھی سمجھ جاتا ہے کوئی صرف سطروں کو اور کوئی سطروں کو بھی نہیں

☆ کوئی احسان سے متاثر ہوتا ہے، کوئی حسن کلام سے تو کوئی زندہ جذبات سے

☆ کوئی لوگوں میں نمایاں ہونا چاہتا ہے تو کوئی گمنامی پسند کرتا ہے

☆ کوئی پر امید رہتا ہے ہر کام پر آمادہ ہو جاتا ہے، کوئی قنوطیت زدہ ہوتا ہے کچھ کرنے کی ہمت نہیں کرتا

☆ کوئی ایک وقت میں کئی کام بہت اچھی طرح سے کرسکتا ہے تو کوئی محض ایک کام

☆ کسی کے یہاں خوف کا غلبہ ہوتا ہے اور کسی کے یہاں امید کا

☆ کوئی عزم وہمت کے ساتھ اللہ کی رضا اور جنت کے لئے کوشاں رہتا ہے تو کوئی اللہ کو ناراض کرنے اور جہنم کی طرف لے جانے والے کام کرتا ہے۔

حتی الامکان ہم آہنگی ضروری ہے کہ گو بالکل یکسانیت ناممکن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی نے مخلوقات کی رنگارنگی کو اپنی نشانی قرار دیا ہے: ”ومن آياته خلق السموات والأرض واختلاف ألسنتكم وألوانكم إن في ذلك لآيات للعالمين“ (الروم:۲۲) (اور اسی کے نشانات میں سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور رنگوں کا جدا جدا ہونا، اہل دانش کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں)۔

پھر اگر دونوں فریق بنیادی اوصاف پر مطمئن ہیں تو اصولی بات یہ ہے کہ جزوی اوصاف پر ہر کوئی چشم پوشی سے کام لے اگر چہ فرق بہت زیادہ ہو۔ شرط یہ ہے کہ ہر ایک دل سے دوسرے کو قبول کرنے، اس کے ساتھ بھلا معاملہ کرنے اور صبر کرنے کے لئے تیار ہو۔ مسلم نے سند کے ساتھ ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مومن کسی مومنہ سے نفرت نہ کرے اگر اس کا ایک وصف اسے ناپسند ہوگا تو دوسرا اسے پسند بھی ہوگا“۔

شادی کی تقریب:

یہاں مذکورہ ذیل نصوص کا صحیح شعور ہونا چاہئے:

۱-"وما أريد أن أشق عليك ستجدني إن شاء الله من الصالحين" (القصص:۲۷) (اور میں تم پر تکلیف ڈالنی نہیں چاہتا تم مجھے ان شاء اللہ نیک لوگوں میں پاؤ گے)۔

۲- "لينفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما آتاه الله لا يكلف الله نفساً إلا ما آتاها سيجعل الله بعد عسر يسراً" (الطلاق:۷) (چاہئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جسے اس کا رزق نپا تلا ملا ہو اسی میں سے خرچ کرے، اللہ کسی جان پر بس اسی کے مطابق ذمہ داری کا بوجھ ڈالتا ہے، جو کچھ اسے اس نے دیا ہے، جلد ہی اللہ تنگی کے بعد آسانی پیدا کر دے گا)۔

۳- امام احمد نے سند کے ساتھ عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سب سے بابرکت نکاح وہ ہے، جس میں خرچ سب سے آسان ہو"۔

یہ ہدایات ایک واضح اور روشن سنگ میل کی حیثیت سے ہر مسلمان خاندان کے لئے ضروری ہیں، جب شادی کی تقریبات کا انعقاد ہو رہا ہو اور بغیر زحمت اور تکلف کے اس پر خرچ کیا جائے، اگر وہ مال دار اور کشادہ حال ہوں تو تقریبات کا دائرہ کچھ پھیلانے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر فضول خرچی اور اسراف سے پرہیز شرط ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے ہمارے موجودہ حالات میں بہتر ہے کہ اپنے بچوں کی شادی کے خرچ سے کچھ الگ کر کے غریبوں اور یتیموں کی شادی پر خرچ کریں تاکہ ان کے اور ان کے بچوں کے لئے دنیا و آخرت میں اجر کا ذخیرہ بنے اور اگر شادی کرنے والے خوش حال نہ ہوں تو کم سے کم خرچ میں قرض کا بوجھ اٹھائے بغیر شادی کر لینا چاہئے۔

گو صورت حال بہت تلخ ہے مگر میں ایسے بہت سارے واقعات جانتا ہوں، جو شادی کو آسان بنانے کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل آوری کی شان دار مثال ہیں۔ کسی نے قرآن کے حفظ کو مہر بنا کر شادی کی، کوئی معمولی مہر پر راضی ہو گیا تو کسی نے سادہ تقریب پر اکتفا کیا، آج

وہ اس گندے ماحول میں شان دار اور خوش گوار ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں۔

اچھا یہ ہے کہ نکاح اللہ کے گھر میں ہو۔ ترمذی نے سند کے ساتھ حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نکاح کا اعلان کیا کرو، اس کا انعقاد مسجد میں کرو اور اس موقع سے دف بجاؤ''۔ یہ خوبصورت آغاز ہے۔ اہل اسلام مسجد میں وضو کر کے داخل ہوں، قرآن پاک کی تلاوت کی جائے، زوجین کو نصیحت کی جائے اور تقوی وایمان والے ان کے حق میں دعائے خیر کریں، یہ دونوں کے لئے دنیا وآخرت کا بہترین سرمایہ ہوگا۔

ازدواجی زندگی:

جب زوجین نئی زندگی کا ایک ساتھ آغاز کریں اس وقت لازم ہے کہ ان کا نقطہ نظر بہت واضح ہو۔ پہلے نمبر پر اللہ تعالی کے سلسلہ میں، پھر آپس کے تعلقات کے سلسلہ میں، پھر گھر والوں، رشتہ داروں اور معاشرے سے تعلقات کے سلسلے میں، ان پہلوؤں پر کھل کر اور بہت زیادہ گفتگو ہونی چاہئے۔

اولاد کے مد سے پہلے زوجین کے درمیان تین بنیادی باتیں تو بالکل پختہ لازماً ہو جانا چاہئیں:

۱- دل کی محبت

۲- ذہن کی مفاہمت

۳- جسم کی ہم آہنگی

میں سمجھتا ہوں کہ یہ تینوں کنجیاں اسی ترتیب کے ساتھ حد درجہ اہم ہیں، دل کی محبت، ذہن کی مفاہمت سے پہلے ہونا چاہئے، تاکہ ذہنی مفاہمت کا مرحلہ آسان ہو جائے۔ عرب شاعر کہتا ہے:

محبت کی آنکھ ہر عیب سے اندھی ہوتی ہے
ناراضگی کی آنکھ ہر برائی کو دیکھ لیتی ہے

قلبی محبت اور ذہنی مفاہمت سے جسمانی ہم آہنگی کا راستہ ہموار ہوجاتا ہے۔ اور زوجین کے درمیان جسمانی تعلقات ایک حسین لمس اور ایک دلفریب خوشبو بن جاتے ہیں، جس کے بعد آسودگی اور لطف اندوزی یقینی ہوجاتی ہے۔ اور اگر پہلی دونوں کنجیوں میں سے کوئی ایک غائب ہوجائے تو پھر یہ تعلق محض شہوت رانی کا ایک کھوکھلا اور بے کیف عمل ہوکر رہ جاتا ہے۔

میں نے شوہر اور بیوی کے لئے الگ الگ خط لکھ کر کتاب کے آخر میں شامل کیا ہے تاکہ زوجین کو آپسی تعلقات کے سلسلے میں واضح موقف طے کرنے میں مدد ملے۔ اس عملی خاکے کی کامیابی کے لئے بہت ضروری ہے کہ ہر کوئی حددرجہ کوشش دوسرے کو دینے کی کرے، ذمہ داریوں کی ادائی سے پہلے حقوق تلاش نہ کرے۔

جب میں نے ان تینوں کنجیوں کے سلسلہ میں ایک خط صرف عورتوں کے نام اور دوسرا مردوں کے نام لکھا تو عورتوں کی طرف سے شدید خواہش ظاہر کی گئی کہ انہیں مردوں والا خط پڑھنے کا موقع دیا جائے۔ اسی طرح کی خواہش کا اظہار مردوں کی طرف سے بھی عورتوں والے خط کے تئیں کیا گیا۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک کو اپنی ذمہ داریوں کو جاننے سے پہلے اپنے حقوق جان لینا چاہئے۔ سچی بات یہ ہے کہ خوشگوار ازدواجی زندگی حقوق طلبی کی بنیاد پر بسر نہیں ہوتی ہے بلکہ انصاف بھی ہو ساتھ ہی ایک دوسرے کے لئے ایک دوسرے سے زیادہ کرنے کا جذبہ بھی تو تب جاکر سعادت حصے میں آتی ہے۔

زوجین کے یہاں اپنے باہمی تعلقات پر خصوصی توجہ دینے کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی پر اللہ کے رنگ کو غالب کرنے کی کوشش ہو۔ ضمیمہ نمبر ۲ میں، جو پروگرام دیا گیا ہے وہ ہمارے دن، ہفتے، ماہ اور سال بلکہ پوری عمر کا حصہ بن جانا چاہئے۔ یہ کام بہت ضروری ہے تاکہ زندگی کا خلا اس بیمار خاکے سے پُر نہ ہوجائے، جو پورے خاندان کو دنیا وآخرت کی سعادت سے دور کرکے

مادی زندگی کی گاڑی کا پہیہ بنا کر رکھ دے۔

میں نے ضمیمہ نمبر ۳ میں بیس نکاتی پروگرام بھی دیا ہے ممکن ہے وہ مسلم خاندان کو اسلامی رنگ سے آراستہ کرنے میں مددگار ثابت ہو۔

غیر معمولی حالات:

زندگی کی گاڑی ہمیشہ ایک ٹریک پر، ایک رفتار سے نہیں چلتی، آدمی کسی مصیبت، کسی بیماری، کسی نفسیاتی الجھن، کسی مالی تنگی، کسی سماجی جھٹکے، کسی سیاسی نقصان سے دوچار ہو جائے یہ بالکل فطری بات ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ''لقد خلقنا الإنسان فی کبد''۔

بہت سارے لوگ اپنے حال پر راضی نہیں رہتے۔ عرب شاعر کے بقول:

بچہ بڑا بننا چاہتا ہے بوڑھا چاہتا ہے کہ کاش وہ بچہ بن جائے
بے کار کام کی تلاش میں ہے کام کرنے والا کام سے تنگ ہے
دولت مند تھک رہا ہے اور جو غریب ہے وہ بھی تھکان کا شکار ہے
وہ تقدیر سے حیران ہیں یا انہوں نے تقدیر کو حیران کر رکھا ہے

مسئلے کا حل صرف کوشش اور خدا پر بھروسہ ہے۔

بقول شاعر:

اگر وہ خدا پر یقین رکھتے، جو رزاق بھی ہے اور قدرت والا بھی ہے
تو وہ اس مخمصے میں نہیں پڑتے، جس میں وہ پڑ گئے، نہ انہیں کوئی فکر ستاتی نہ تلخی بدمزہ کرتی۔

سچ تو یہ ہے کہ مصیبتوں کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ آتی ہیں تو انسان اپنے ماحول کی صحیح تصویر دیکھ لیتا ہے۔ بقول شاعر:

اللہ مصیبتوں کو جزائے خیر دے ان کے ذریعہ میں دوست کو دشمن سے الگ پہچان سکا

ہوں۔

کسی بھی خاندان پر ہنگامی اور غیر معمولی حالات آسکتے ہیں۔ کچھ حسب ذیل ہیں:

۱-سفر:

زوجین میں سے کوئی سفر کے لئے مجبور ہوسکتا ہے۔ مسئلہ خواہ خاندانی ہو یا معاشی یا تعلیمی یا کچھ اور، مگر اخلاق کی قوت اور انسان کی بلندی اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب انسان صبر جمیل کا دامن تھامتا ہے۔ ابن ماجہ نے سند کے ساتھ ابوامامہؓ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ کہتے تھے: مومن کو اللہ کے تقوی کے بعد سب سے بہتر چیز، جو حاصل ہوئی وہ نیک بیوی ہے۔ وہ حکم دیتا ہے تو مان لیتی ہے، اسے دیکھتا ہے تو خوش کر دیتی ہے۔ اسے قسم دلاتا ہے تو پورا کر دیتی ہے۔ اس سے دور ہو جاتا ہے تو اپنی ذات اور اس کے مال میں اس کی خیر خواہ رہتی ہے۔

ایک عورت نے ایک شعر پڑھا تھا، جس میں اس نے اظہار کیا تھا کہ پردیسی شوہر کی خاطر وہ کس قدر بے قرار ہے۔ مگر وہ اپنی آبرو کے سلسلے میں اللہ سے ڈرتی ہے۔

خدا کی قسم اگر اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتی تو اس تخت کے سارے پہلوؤں کو ہلا دیا گیا ہوتا۔

یہ شعر سن کر عمر بن الخطابؓ نے فوراً معلوم کیا پھر حکم دیا کہ کوئی مسلمان مجاہد، جو جہاد کے لئے نکلا ہو تین ماہ سے زیادہ محاذ پر نہیں رہے بلکہ اپنے گھر واپس آئے اور دوسرا اس کی جگہ جائے۔

اس کے علاوہ جو مسائل خود میرے سامنے آئے ان کے پیش نظر میرے نزدیک کسی مرد کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ سالہا سال ایک ملک میں رہے اور اس کے بیوی بچے دوسرے ملک میں رہیں اور یہ محض دولت بٹورنے کے لئے ہو۔ میری ہر خاندان سے گزارش ہے کہ وہ بقدر ضرورت سامان زندگی پر قناعت کر کے ایک ساتھ زندگی گزاریں۔ ایک دوسرے کو چھوڑیں نہیں خواہ زندگی کتنی ہی خوش حال ہو۔ موجودہ دور میں باپ کے بہت دور رہنے اور ماں پر بچوں کا پورا

بوجھ آجانے سے معاشرے میں متعدد بیمار رجحانات پنپنے لگتے ہیں۔ بچے بگڑ جاتے ہیں، ماں زندگی سے اکتا جاتی ہے، شرم وافسوس کی بات خیانت کے وہ واقعات ہیں، جو محدود پیمانے پر سہی فریقین سے سرزد ہوجاتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ اگر بیوی شوہر کی شدید ضرورت محسوس کرتی ہے تو اسے لازماً اپنے شوہر سے صاف صاف کہنا چاہئے اور اس پر اصرار کرنا چاہئے اگر وہ نہ مانے تو تحکیم شرعی کا مطالبہ کرے بصورت دیگر ضرر کی بنیاد پر طلاق یا خلع کا مطالبہ کرے۔ کیونکہ کسی بھی درجے میں کسی کے لئے غلط راستہ اپنانے کا کوئی بھی شرعی جواز نہیں ہے۔

۲-بیماری:

بیماری اللہ کی نعمت ہے، اس سے غلطیاں معاف ہوتی ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ خود نبی کریم ﷺ کو بخار آیا تھا اور اسی میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی۔ بخاری نے سند کے ساتھ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ ﷺ کو بخار تھا۔ میں نے کہا کہ آپ کو بہت تیز بخار ہے، آپ نے فرمایا: تمہارے دوآدمیوں کے برابر مجھے بخار ہے۔ میں نے کہا اس لئے آپ کو اس کا اجر بھی دوگنا ملے گا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے ٹھیک کہا اور اسی طرح جب کسی مسلمان کو کانٹا یا اس سے بڑی کوئی چیز چبھ جاتی ہے تو اللہ اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے، جس طرح پیڑ سے پتے جھڑتے ہیں (بخاری)۔

اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام شدید بیمار ہوئے، ان کی بیوی نے ان کے ساتھ رہ کر طویل مدت تک صبر جمیل کیا، ایک مرتبہ تو ایوب علیہ السلام ان سے بہت ناراض بھی ہوئے اور قسم کھالی کہ شفایاب ہونے کے بعد سو مرتبہ انہیں ماروں گا۔ مگر اللہ نے حکم دیا کہ سوتنکے کی جھاڑو سے ایک بار مار کر اپنی قسم پوری کرلیں۔ اپنی وفادار بیوی کی قدر کریں، جس نے بیماری اور کمزوری کی حالت میں بے حد خدمت کی تھی۔

بیوی بھی بیمار ہوسکتی ہے ایسے میں مرد کی شرافت ومروت کا تقاضا ہے کہ وہ اس کے سر پر تقدیر خدا سے راضی ہو کر محبت بھرا ہاتھ پھیرے۔ اسے احساس دلائے کہ وہ اس کے ساتھ دل وجان سے ہے۔ وہ اس کا علاج کرائے گا چاہے اسے اپنا کل اثاثہ فروخت کرنا پڑ جائے۔ صحیح بات یہ ہے کہ بیماری کے وقت ایسا رویہ ٹوٹتے ہوئے بیمار شخص کو اپنے آپ کو سمیٹنے اور حوصلے کو بلند کرنے میں بہت موثر ہوتا ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ ایک اعلی انسان کے ساتھ ہے۔ ایسے انسان کے ساتھ نہیں، جو صحت کی حالت میں تو چوس ڈالے اور بیماری کی حالت میں سوکھا چھوڑ دے۔ میں ایک واقعہ بیان کرنا پسند کروں گا، جو میرے سامنے کا ہے۔

ایک بہت دین دار بااخلاق اور اعلی تعلیم یافتہ نوجوان نے رشتے کی بات کی۔ میں نے ایک لڑکی کا ذکر کیا، جو بہت دین دار اور بااخلاق تھی۔ اس نے استخارہ اور مشورہ کرنے کے بعد مجھ سے کہا وہ اس سے تنہائی میں ملنا چاہتا ہے۔ میں نے انکار کردیا کیونکہ لڑکی کے گھر والے اس پر راضی نہیں تھے۔ اس نے بہت ضد کی مگر میں نے بالکل منع کردیا۔ ایک عرصے بعد وہ میرے پاس آیا اور کہا میں اس لڑکی پر نکاح سے پہلے یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ مجھے کینسر ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یا تو میں بالکل ٹھیک ہوجاؤں گا یا پھر دو سال میں مرجاؤں گا۔ میں نے مجبوراً اپنی موجودگی میں یونیورسٹی میں دونوں کی ملاقات کا انتظام کیا۔ اس نے لڑکی سے صاف صاف بتادیا۔ مگر لڑکی نے نایاب مروت کے لہجے میں اعلان کیا کہ میں نے استخارہ کرلیا ہے مجھے اطمینان ہے اور مجھے صرف تمہاری دین داری نے تمہاری طرف راغب کیا ہے۔ (وہ بہت غریب تھا) میں اپنے فیصلے پر قائم ہوں، میں دعا کروں گی کہ اللہ تمہاری حفاظت کرے۔ اگر اللہ کو تمہاری زندگی منظور ہوئی تو میں خوش بخت ہوں اور اگر کچھ اور منظور ہے تو میں صبر کروں گی اور اللہ سے اجر کی توقع رکھوں گی۔

میں نے اسے بار بار سمجھایا: تمہارے باپ تمہارے بچپن میں وفات پا گئے، تمہارا اکلوتا

بھائی ایک سال ہوا کینسر میں مر گیا۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری ماں کو شوہر اور بیٹے کی موت کے بعد داماد کی موت کا صدمہ پہنچے اور اچھی طرح سوچ لو پھر استخارہ کر لو۔ اس نے کہا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اب میرے سامنے صرف ایک راستہ ہے کہ اس کی حفاظت کے لئے اللہ سے دعا مانگوں۔ اس کے بعد دونوں نے شادی کر لی۔ ان دونوں کے اس بلند اخلاق رویے سے متاثر ہو کر میں روزانہ اللہ تعالی سے ان کے لئے گڑ گڑا کر دعا کرتا تھا۔

غرض دو سال گزر گئے۔ دونوں صحت عافیت اور محبت کے سائے میں جی رہے ہیں۔ اب تو ان کے چار بچے بھی ہیں اور دین کے کاموں میں دونوں بہت متحرک اور سرگرم ہیں۔

یہ تو ایک واقعہ ہے، جو میں جانتا ہوں، دنیا میں ہمیشہ اور اب بھی ایسے بہت سارے پاکیزہ نفس رہتے آئے ہیں، جو مصیبت کو مطمئن قلب اور بلند حوصلے سے جھیل لیتے ہیں۔ اور شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو وہ قیمتی ترین تحفہ دیتے ہیں، جو ایک عاشق اپنے معشوق کو پیش کر سکتا ہے۔

۳-بانجھ پن:

یہ کہانی جگہ جگہ بار بار خود کو دہراتی ہے۔ بعض مرتبہ شوہر بیوی سے یا بیوی شوہر سے بہت جلد تنگ آجاتے ہیں اور ہر کوئی اپنے گھر کے بھید دوسروں تک خاص کر والدین تک منتقل کر دیتا ہے۔ ایسا بھی بہت ہوتا ہے کہ ماں باپ کھلے طریقے سے مداخلت کرتے ہیں اور شوہر کو دوسری شادی کرنے پر یا بیوی کو شوہر سے خلع لے کر دوسرے شخص سے شادی کرنے پر اکسانے کا مسلسل عمل شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن اس کے مقابلے میں کچھ دوسرے سچے واقعات بھی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے:

شادی ہوئی، دونوں ڈاکٹر تھے، کچھ ماہ خوشی اور مسرت سے گزر گئے، مگر ایک دن بیوی بلک بلک کر رو پڑی اور چلانے لگی۔ ہم دھوکے باز ہیں تمہارے جیسے آدمی اس دھوکے کے قابل نہیں تھا، شوہر نے بیوی کو اپنی آغوش میں سمیٹ کر حیرت سے پوچھا، یہ آج اچانک کیا ہو گیا؟

اس نے کہا میں نے منگنی سے پہلے پیٹ کا آپریشن کرایا تھا۔ ڈاکٹروں نے مجھے لکھ کر دیا تھا کہ اب میری گود ہری نہیں ہوسکتی۔ ہمیں تم کو بتا دینا چاہئے تھا مگر میرے گھر والوں نے منع کر دیا کیونکہ اس سے پہلے جو رشتے آئے تھے انہیں جب یہ بتایا تو انہوں نے رشتہ کرنے سے انکار کر دیا۔ مجھے آج اپنی غلطی اور دھوکے کا احساس ہو رہا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے ڈاکٹر کی رپورٹ شوہر کو تھمائی۔ شوہر نے اسے فوراً پھاڑ کر پھینک دیا اور کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''**يهب لمن يشاء إناثاً ويهب لمن يشاء الذكور**'' (الشوریٰ: ۴۹) (وہ جسے چاہتا ہے لڑکی سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکوں سے نوازتا ہے)۔

میرے تم سے صرف ایک درخواست ہے کہ جو ہو چکا اسے بھول جاؤ۔ اللہ پر بھروسا کو پھر سے تازہ کرو، اگر بچے نہیں ہوئے تو بھی ہم تقدیر پر راضی برضا رہیں گے۔ یہ بھی تو ہوسکتا تھا کہ تم پہلے ٹھیک رہتیں پھر میرے پاس آکر بیمار پڑ جاتیں، میں تم کو صرف ایک شرط پر معاف کرتا ہوں وہ یہ کہ جو ہوا اسے بھول کر اللہ پر ایمان کو تازہ کرو۔

اس نے بتایا کہ اب اس کے پاس بچے ہیں اور بچوں کی تربیت اور توجہ کے لئے حمل کو موخر کرنے کی تدابیر اختیار کرنا پڑتی ہیں، مگر اللہ کی نوازشیں بہت زیادہ ہیں۔

میں ایسے واقعات جانتا ہوں کہ شادی کے ۱۲ سال بعد، ۱۸ سال بعد اور ایک جگہ تو ۲۳ سال بعد پیدائش ہوئی۔ آخرالذکر واقعے میں پہلی بیوی نے دس سال صبر کیا پھر طلاق لے لی۔ شوہر نے اسے طلاق دے کر دوسری سے شادی کر لی اس نے بھی دوسری جگہ شادی کر لی۔ ۲۳ سال بعد اس مرد کے یہاں پیدائش ہوگئی، جب کہ پہلی بیوی کے یہاں اب تک پیدائش نہیں ہوئی۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زوجین میں سے کسی کو طلاق یا خلع مانگنے کا یا مرد کو پہلی بیوی کو عزت واحترام کے ساتھ رکھتے ہوئے دوسری شادی کرنے کا حق نہیں ہے۔ مگر ہر حال میں

میری یہ اپیل ضرور ہے کہ زوجین کے درمیان یہ بات راز رہے والدین بھی اسے نہ جانیں یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ سامنے آجائے۔

۴- مال داری کے بعد تنگ حالی

عجیب بات ہے کہ دنیا کی کھیتی کا نام مال رکھا گیا ہے، جس میں جھکنے کا مفہوم ہے، وہ تمہاری طرف مائل ہوتا ہے پھر تم سے ہٹ کر دوسری طرف مائل ہو جاتا ہے یا تم خود اس سے منھ پھیر لیتے ہو۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: ''سخت کوش بنو، کیونکہ نعمت ہمیشہ نہیں رہتی ہے اور اللہ کے بندے خوشحالی سے مانوس نہیں ہو جاتے ہیں''۔

ایسے موقعہ پر بیوی کے اخلاق کی بلندی شوہر پر ظاہر ہوتی ہے۔ جب وہ خرچ مختصر کر دیتی ہے کم سے کم آمدنی میں گھر چلانے کی تدبیریں تلاش کرتی ہیں۔ میں ایسے خاندان بھی جانتا ہوں کہ جب شوہر پر برا وقت آیا، جس میں اس کا کوئی قصور بھی نہیں تھا تو پورا کا پورا خاندان ٹوٹ کر بکھر گیا۔

جب کہ ایسے باوقار اور اعلی خاندانوں سے بھی میں واقف ہوں کہ بیوی نے بہترین عورت کا کردار نبھایا، اس نے شوہر سے کہا ہم کفاف پر جی لیں گے۔ کوئی دل پر بوجھ مت اٹھاؤ۔ وہ خود بازار جاتی سستے سے سستا سامان خرید کر لاتی، بچوں کے لئے استعمال شدہ کپڑے خریدتی، اور پھر جب خوشحالی واپس آئی تو شوہر نے بھی بیوی کا بہت اکرام اور عزت افزائی کی۔ اس مصیبت نے بیوی کے جوہر کھولے اور غیر معمولی حالات سے نپٹنے کی صلاحیت اجاگر کی۔

خلاصہ کلام

☆ صورت حال کتنی ہی نازک ہومگر اس کی خطرناکی سچے مرد مومن کو مایوسی کی طرف نہیں ڈھکیلتی ہے بلکہ اس کے سامنے امید کی کرن اور عمل کا میدان رہتا ہے، اور یہی زادراہ ہے دنیا وآخرت میں زوجین کی سعادت کے لئے۔

☆ ہر فیملی کا ایک پلان ہونا چاہئے، جس میں مشن، اہداف اور وسائل واضح ہوں، میں نے ایک عملی خاکہ دیا ہے، جو کسی بھی خاندان کو اپنا پلان بنانے میں معاون ہوسکتا ہے۔ اس پر وہ اپنے مخصوص اہداف ووسائل کا اضافہ کرسکتے ہیں۔ تشکیل خاندان کا ربانی تصور اس اصول پر یقین محکم عطا کرتا ہے کہ پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں۔

☆ انتخاب کے وقت مشورہ واستخارہ اہم ہیں، پھر رشتوں میں بنیادی صفات میں مشابہت وہم آہنگی کی تلاش میں اہم ہے۔ البتہ انسانوں کے درمیان فرق کو اللہ کی نشانی کے طور پر تسلیم کرنا اور چشم پوشی، سمجھوتے اور مفاہمت کے اصولوں پر لائحہ عمل بنانا ضروری ہے۔

☆ زمانے کی ضرورت ہے کہ شادی کے مصارف کو آسان بنایا جائے تاکہ حرام، جو مفت میں میسر ہے پھیل نہ جائے، دوسری طرف حلال مشکل اور ناقابل برداشت حد تک خرچ طلب نہ ہوجائے، جس کے نتیجے میں ہم بلا ارادہ فتنوں کے گندے تالاب میں لوگوں کے جانے کا سبب بن جائیں۔

☆ شادی کے بعد ان تین کنجیوں کا شعور ہے: دل کی محبت، ذہن کی مفاہمت اور جسم کی ہم آہنگی تا کہ زندگی محبت والفت اور لطف اندوزی وآسودگی کے ساتھ شروع ہو اور بچوں کے لئے پاکیزہ، پرسکون زندگی فراہم کرے اور بڑے خاندان کے ساتھ مضبوط بنیادوں پر تعلقات استوار کرے۔

☆ یہ بھی ضروری ہے کہ ایک عملی پروگرام ہو، جو ازدواجی زندگی اور پورے گھرانے کو اسلامی رنگ سے آراستہ کردے۔

☆ انسانیت اور اعلی اخلاق ضروری ہیں، غیر معمولی حالات سے نپٹنے کے لئے خواہ وہ سفر ہو، مرض ہو، بانجھ پن ہو یا غربت ہو یا کوئی اور صورت، شرافت اور اعلی اخلاق وکردار ضروری ہیں تا کہ زوجین جب مصیبت سے نکلیں تو وہ مصیبت تبدیل ہو کر رحمت ہو چکی ہو۔ مصیبتوں میں ایک دوسرے کا سہارا بننے کے لئے اخلاقی قوت بہت بڑا سرمایہ ہے۔

نتائج وسفارشات

نتائج:

۱- خاص طور سے امریکہ اور عموماً پوری مغربی دنیا کا خاندان، جوصورت اختیار کر گیا ہے وہ ایک زبردست داخلی خطرہ ہے، جو کسی بھی بیرونی دھمکی سے بڑا ہے۔ اس کا تقاضا ہے کہ فکر مندی کے ساتھ اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے نہ کہ اسے پوری دنیا میں پھیلنے کے مواقع فراہم کئے جائیں یا بزور ترقی پذیر دنیا اور خاص طور سے عالم اسلام پر اسے تھوپا جائے۔

۲- مغرب میں سکونت پذیر مسلم اقلیت، ازدواجی زندگی کے مغربی ماڈل سے بڑی حد تک متاثر ہو رہی ہیں۔

۳- خاندان کے تمام افراد اسی مغربی ماڈل سے منفی طور پر متاثر ہو رہے ہیں وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم، مرد ہوں یا عورتیں، بچے ہوں یا بوڑھے۔ ٹوٹے ہوئے ایسے خاندانوں میں، جو جس قدر کمزور ہوتا ہے اور اسی قدر نقصان کا نشانہ بنتا ہے۔ مغربی ماڈل کا سب سے زیادہ نقصان بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کو ہوا ہے۔

۴- مغرب میں مسلمانوں کی ازدواجی زندگی کی مشکلات سے متعلق سروے کے تجزیاتی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی کے اہداف کے حصول اور دین داری میں براہ راست تعلق ہے۔ دین داری میں اضافے کی صورت میں اہداف کے حصول کا گراف اوپر اٹھتا ہے اور وہاں کمی ہوتی ہے تو یہ گراف بھی نیچے آجاتا ہے۔

سفارشات:

۱- فقہ اور سماجیات کے ماہرین عملی تعاون کے ذریعہ ایسے تحقیقی پروگراموں کا آغاز کریں، جن کے ذریعہ مغربی خاندان اور بطور خاص مسلم خاندان پر مادی زندگی کے اثرات کا جائزہ لیا جائے۔ اس کے لئے شروے کرائے جائیں اور روزمرہ کے جو مسائل ان کے پاس آئے ہیں انہیں محفوظ کیا جائے تاکہ نئے رجحانات کا ازسرنو جائزہ اور ان کے حل کی تدابیر پر غور ہو۔

۲- یہ بات اہم ہے کہ مغربی معاشرے کے مسائل کا حل بھی ان کے سامنے پیش کرنا شروع کیا جائے، صرف مسلم خاندانوں کے مسائل کے حل پر اکتفا نہ کیا جائے۔ اس سے اس عام سماجی اصلاح کے پروگرام میں حصے داری ہوگی، جسے مغرب میں اسلامی اداروں کو اپنے ذمہ لے لینا چاہئے۔

۳- تربیتی اور اصلاحی وسماجی سرگرمیوں اور خدمت کے کاموں کو وسعت دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے ادارے قائم کئے جائیں، جن کے متعین اہداف وسائل اور بجٹ ہو، ان میں سے کچھ یہ ہیں:

☆ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کرانے کے لئے ویلفیر میرج بیورو۔

☆ شادی سے پہلے اور شادی کے بعد نکاح کے اہداف اور خاندان کے داخلی مسائل کو حل کرنے کے طریقوں کے سلسلے میں تربیتی ادارے۔

☆ ایسے ادارے، جو روزمرہ کے مسائل سے نپٹنے میں مہارت رکھتے ہوں۔

☆ تحکیم شرعی کے ادارے، جو ہر کارروائی اور دستاویز کو ملک کے قانون سے مستند بھی کرائیں۔

☆ خاندان اور معاشرے کے امور سے متعلق علمی وتحقیقی ادارے۔

۴۔ مغرب کے ان سوشل ورک کے اداروں کے ساتھ تعاون ہو، جو اسلام کے خاندان کی تشکیل کے بیشتر اہداف سے اتفاق رکھتے ہیں، مثلاً وہ ادارے، جو عفت و پاکیزگی کے لئے تحریک چلا رہے ہیں۔ اور وہ بچوں، عورتوں اور مردوں پر تشدد کے خلاف کوششیں کرر ہے ہیں۔ اور وہ بھی جو بوڑھوں کو سماجی سہارا فراہم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

(۱)

کنجیاں محبت کی

(صرف مردوں کے لئے)

میرے بھائی! شوہر

میں تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں، اللہ جانتا ہے میں تم سے کس قدر محبت کرتا ہوں، تمہارے لئے کتنا فکر مند رہتا ہوں۔ میری تمنا ہے کہ تم ایک شاندار ازدواجی زندگی کے ذریعہ دنیا کی سعادت حاصل کرو اور آخرت کی سعادت سے جنت کے مقام فردوس میں اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ ہمکنار ہو جاؤ۔ مجھے پوری امید ہے کہ میری یہ عملی نصیحتیں سنجیدگی سے لوگے:

☆ تمہاری بیوی تمہارے دل کا ٹکڑا ہے۔ تمہاری زندگی کی ساتھی ہے۔ قرآن مجید کا بیان ہے کہ وہ تمہاری ذات کا حصہ ہے: "**وخلق منها زوجها**" (اس سے ہی اس کا جوڑا پیدا کیا)۔ تم اس کی عزت و تکریم کرتے ہو تو یہ تمہارے اخلاق کی پاکیزگی اور تمہارے مقام کی بلندی کی علامت ہے۔ تم میں بہتر وہ ہے، جو اپنی بیوی کے ساتھ بہتر ہے۔

☆ ازدواجی زندگی کی مسرت کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک کی طرف سے پیش قدمی ہو، یہ دوطرفہ تعلق ہے، دونوں ملتے ہیں تو ایک دل ایک دماغ اور ایک جسم ہو جاتے ہیں: "**هن لباس لكم وأنتم لباس لهن**" (وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو)، اور جب قوامیت تمہارے پاس ہے تو پیش قدمی بھی تمہاری طرف سے ہونا چاہئے اور دونوں میں

زیادہ اچھا وہ ہے جو پہلے سلام کرے۔

☆ گھر کے درودیوار اگر سکون، اطمینان اور راحت سے آراستہ ہوں گے تو اس مبارک بیج کے شیریں پھل سب سے پہلے تمہارے اور تمہارے بچوں کے حصے میں آئیں گے اور جب تم اپنی بیوی اپنے بچوں اور گھر والوں کو خوشی اور مسکراہٹ سے ہمکنار کرو گے تو اللہ نے چاہا تو جنت تمہارا انتظار کرے گی۔

☆ زندگی تمام رنگ وروغن اور ساری چمک دمک باوجود سچی محبت اور عقل اور جسم کی مکمل ہم آہنگی کے ایک سعید لمحے کے برابر نہیں ہوسکتی۔ یہ تو اللہ کی خاص نعمت ہے: ''ومن آیاته أن خلق لكم من أنفسكم أزواجاً لتسكنوا إليها وجعل بينكم مودة ورحمة'' (اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہارے لئے تمہارے جیسے ہی جوڑے بنائے تا کہ تم ان سے مانوس ہو جاؤ اور تمہارے درمیان محبت ورحمت کا تعلق بنایا۔

ہماری محنت اور کوشش اس سکون اور مودت کو یقینی بنانے کے لئے ہونی چاہئے۔

☆ یہ تین کنجیاں ہیں ازدواجی مسرت کا دروازہ ان سے مل کر کھلتا ہے۔قلب کی محبت، ذہن کی مفاہمت اور بالآخر جسم کی ہم آہنگی۔

قلبی محبت کا راز:

☆ اپنے رب کے ساتھ تعلق کو ٹھیک کرو، دل رحمان کی انگلیوں کے بیچ ہوتے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے انہیں پھیرتا ہے، وہی تو ہے، جو دلوں کو جوڑتا ہے، تم اللہ سے، جس قدر قریب ہو جاؤ گے، تمہاری شریک حیات کے لئے تمہاری محبت بڑھتی جائے گی۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ''وأصلحنا له زوجه، إنهم كانوا يسارعون في الخيرات ويدعوننا رغباً ورهبا وكانوا لنا خاشعين'' (الانبیاء:۹۰) (اور ان کی بیوی کو ان کے (حسن معاشرت کے) قابل بنادیا یہ لوگ لپک لپک کر نیکیاں کرتے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے اور ہمارے آگے

عاجزی کیا کرتے تھے)۔

☆ انصاف، رضامندی میں بھی اور ناراضگی میں بھی، پھر انصاف سے اوپر احسان بھی ہے، ہر انسان میں کچھ خامیاں ہوتی ہیں تو بہت ساری خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔

اگر انصاف کی نگاہ سے اپنی بیوی کی خوبیوں پر غور کرو گے تو محبت کی عمارت استوار کرنے کے لئے بہت ساری بنیادیں ملیں گی۔

☆ دل سے مسکراؤ، بات کرو تو محبت وخلوص اور نرمی ولطافت کے موتی جھڑیں، مسکراہٹ بھی نیکی ہے، پیاری بات بھی نیکی ہے، جہاں نرمی پہنچتی ہے وہاں ہر چیز اچھی لگتی ہے۔ جہاں سے نرمی رخصت ہو جاتی ہے وہاں ہر چیز بدنما لگتی ہے۔ ہمارے محبوب ﷺ نے وفات کے وقت ہماری بیویوں کے سلسلے میں ہمیں وصیت کی تھی ہمارے لئے تو وہی کافی ہے۔

☆ اپنے کام کی جگہ سے دن میں کئی بار (کم از کم دو بار) اس سے بات کرو، کھانے کے بارے میں، بلوں کے بارے میں یا بچوں کے بارے میں پوچھنے کے بجائے خود اس کے بارے میں پوچھو، اسے احساس دلاؤ کہ وہ ہر وقت تمہارے دل و دماغ میں رہتی ہے۔

☆ اگر تمہیں گھر لوٹنے میں تاخیر ہو جائے، یا سفر پر رہو یا وہ سفر میں ہو تو ملتے ہی پوری قوت سے اسے احساس دلاؤ تم اس کی کمی بہت زیادہ محسوس کر رہے تھے۔

☆ بیدار ہوتے وقت، گھر میں داخل ہوتے اور نکلتے وقت بیوی سے سلام کو اپنی عادت بنالو ساتھ میں مسکراہٹ بھی ہو، معانقہ بھی ہو۔ سر پیشانی اور ہاتھوں کو بوسہ بھی دو۔ یہ اس کی خوبیوں کا اعتراف اور اس کی عزت افزائی ہے۔ ام المومنین عائشہؓ کو دیکھو ان کے بھائی عبد الرحمٰن بن ابی بکر جب داخل ہو کر بیوی سے گلے نہیں ملتے تو ٹوک دیتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں روزے سے ہوں، فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول تو روزے میں گلے ملتے تھے۔

☆ اپنی بیوی کی آنکھوں میں جھانکا کرو، تمہیں احساس ہوگا کہ اسے چاہتے ہو اور وہ

تمہیں چاہتی ہے۔ آنکھوں کے ملن سے دل میں محبت کا سیلاب امنڈ آتا ہے۔ جس کی کوئی حد نہیں ہوتی۔

☆ اپنی بیوی کے لئے چھوٹا سا کارڈ لکھ دو، یا اگر کوئی ایک سفر پر نکلے تو طویل خط لکھو اس میں اپنے جذبات کو بہنے دو۔ گفتگو، تحریر اور خیال سے جذبات کو جلا ملتی ہے۔

☆ اس کی بیماری یا ماہواری میں اس پر خاص طور سے مہربان ہو جاؤ، اگر وہ بیمار ہو جائے یا اس کا کوئی رشتے دار وفات پا جائے یا کوئی بھی حادثہ ہو جائے تو اس کی مدد کے لئے پوری مردانگی کے ساتھ اس کے پہلو میں کھڑے ہو جاؤ، اسے یہ احساس ہو کہ وہ ہر حال میں محفوظ ہے۔ ایسے میں تم اس کے پاس اپنے لئے محبت کا بہت بڑا بیلنس پاؤ گے۔

☆ تحفہ خواہ علامتی ہو، چاکلیٹ کیوں نہ ہو، گلاب کا پھول کیوں نہ ہو، معنی خیز پیغام محبت ہوتا ہے۔ ارشاد رسول ﷺ ہے تحفہ دو محبت بڑھاؤ۔

☆ اپنی بیوی کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے کا، یا ساتھ میں تفریح پر نکلنے کا پروگرام بناؤ، تنہا ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ اور ساتھ ہی منگنی اور شادی کے دن یاد کرو۔

☆ غلطیوں کے لئے فراخ دل بنو، غصہ آئے تو فوراً اتر بھی جائے، بات چیت زیادہ عرصے بند نہیں رہے، ورنہ محبت کے خرمن کو نفرت و بیزاری کی آندھی اڑا لے جائے گی۔

☆ شادی کی سالگرہ کا بھی اہتمام کرو، پاکیزہ یادوں کے ساتھ تحفہ بھی پیش کرو، دونو ں مل کر اللہ کا شکر ادا کرو کہ ایک چھت کے سائے میں دونوں کو اکٹھا کر دیا۔

ذہنی قربت کا راز (دونوں کے لئے):

۱- ذہنی اختلافات ہوں تو عقیدہ، اخلاق اور شریعت کی ٹھوس تعلیمات ہی آپس میں مفاہمت کے لئے بنیاد بنیں۔

۲- بیوی کا تفصیل جاننے کی کوشش کرنا ایک فطری عمل ہے، جو حد درجہ محبت اور ممتاز

ازدواجی زندگی کی ضمانت کے لئے فکرمند ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔شوہر پر ہمیشہ حکمرانی کرنے کی خواہش اس کا سبب نہیں ہوتی ہے۔

۳- ذہین آدمی سمجھدار اور باتدبیر بیوی کو ترجیح دیتا ہے، وہ اس کی موجودگی میں اس کی معاون ہوتی ہے، وہ نہیں رہتا ہے تو اس کے اور بچوں کے سلسلے میں مطمئن رہتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے مشورے کی قدر کرتا ہے۔ام زرع نے اپنے قابل تعریف شوہر کے بارے میں کہا تھا: اس کے پاس میں کچھ بول کر بری نہیں بنتی ہوں۔ملکہ سبا عورت ہی تو تھی، جس کی حکمت سے پوری قوم دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی۔

۴-کبھی بھی اختلافات کو بچوں کے سامنے یا گھر والوں کے سامنے لانا درست نہیں ہے۔ ورنہ طرفین میں عداوت جنم لے گی۔شیطان خلیج بڑھانے کے لئے بیچ میں آجائے گا پھر تو یہ دشمنی جدائی پر ختم ہوگئی۔

۵- ہر مشورے میں کچھ مثبت پہلو اور کچھ منفی پہلو ہوسکتے ہیں، اس لئے مثبت پہلوؤں کی تعریف ضروری ہے پھر نرمی اور ادب سے منفی پہلو پر گفتگو کی جائے۔

۶- ہمیں تربیت لینی چاہئے اور عادت ڈالنی چاہئے کہ عمدہ الفاظ کا انتخاب کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''**وقل لعبادی یقولوا التی ھی أحسن إن الشیطان ینزغ بینھم إن الشیطان کان للإنسان عدواً مبینا**'' (بنی اسرائیل: ۵۳) (اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) ان میں فساد ڈلوادیتا ہے کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے)۔

محض اچھی بات کافی نہیں ہے بلکہ سب سے اچھی بات باتوں کا انتخاب کرو۔اگر اس میں کوتاہی ہوئی تو پھر شیطان کو اپنے حربے آزمانے اور ہتھیار چلانے کے لئے کھلا میدان مل جائے گا اور وہ تم دونوں میں دوری بڑھا کر چھوڑے گا۔

۷- تمام اختلافی امور پر ایک ہی وقت میں گفتگو مت کر ڈالو، بلکہ جو معمولی مسئلہ ہے اس سے شروع کرو اور دھیرے دھیرے زینہ بزینہ مشکل مسائل تک جاؤ۔ گویا تم کسی نئی کھلاڑی کو لمبی دوڑ کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔

۸- دونوں کو اس کا یقین ضرور رہنا چاہئے کہ کچھ اختلافی نکات ضرور بچ رہیں گے انہیں اٹھانا ہی پڑے گا، کیونکہ یہ آفاقی قانون ہے۔ کتنے ہی بڑے فلسفی یا کچھ اور بن جاؤ اسے روک نہیں سکتے۔ بلکہ یہ تو نعمت ہے، اور میں پورے اطمینان کے ساتھ کہتا ہوں کہ ذہنوں کا اختلاف زرخیزی کی علامت ہے اور دلوں کا اختلاف بیماری کی علامت ہے۔

۹- یہ اصولی بات ہے کہ مرد قوام ہوتا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم آمر بن کر سارے فیصلے تنہا کرو۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ اپنی بیوی سے مشورہ کرو۔ اللہ تعالی نے بچے کا دودھ چھڑانے کے لئے آدمی اور اس کی مطلقہ بیوی کے درمیان مشاورت کا حکم دیا ہے: "فإن أرادا فصالاً عن تراض منهما وتشاور فلا جناح عليهما" (البقرہ:۲۳۳) (اور اگر دونوں (ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں)۔

تو اگر دونوں بدستور میاں بیوی ہوں پھر بدرجہ اولی ہر معاملے میں باہم مشورہ ہونا چاہئے۔

۱۰- ہر بہن کوشش کرے کہ اپنا مشورہ خیر خواہانہ انداز سے پیش کرے نہ کہ حکم دیا دھمکی کے لہجے میں۔ ذہین عورت پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر ڈرائیور کو مناسب ترین راستے پر چلنے کا مشورہ دیتی ہے۔ یہ تو درست نہیں ہے کہ وہ خود گاڑی کی ڈرائیونگ سنبھال لے اور شوہر کو پیچھے چھوڑ دے کہ وہ دوڑ کر اس کا ساتھ پانے کی کوشش کرے۔

۱۱- رائے میں اگر کچھ اختلاف ہے تو اس سے محبت میں فرق نہیں پڑنا چاہئے۔

جسمانی ہم آہنگی کا راز:

۱- یقیناً دل کی محبت اور ذہن کی مفاہمت جسمانی ہم آہنگی کا مختصر ترین راستہ ہے۔

۲- بیوی کی تعریف ضروری ہے۔ اس کی لطافت کی، آنکھوں، لباس کی، آواز کی اور صرف سوتے وقت نہیں بلکہ ہر موقعہ پر جب روزہ یا حج کے فاسد ہونے کا ڈر نہ ہو، رات ہو یا دن سرگوشی کر کے یا کچھ زور سے۔

۳- یہ ظاہر کرو کہ اس کا جسمانی حسن اور معنوی جمال ہی اسے بے حد چاہنے کی وجہ ہیں۔

۴- منہ کی صفائی، بالوں کی سلیقگی، کپڑوں کی عمدگی اور خوشبو کا خوف اہتمام کرو۔

۵- یاد رکھو کہ تمہاری بیوی تمہاری ماں سے مختلف ایک عورت ہے۔ دل کی محبت اور ذہن کی مفاہمت تو ہر کسی قریبی عورت کے لئے ہوسکتی ہے مگر بیوی تو جسمانی ہم آہنگی کی حقدار ہے اور اسی کے لئے یہ جائز بھی ہے۔ ہونٹوں پر بوسہ لینے زبان اور ہونٹوں کا رس چوسنے پر خاص دھیان دو، پورے جسم کو محبت کے لمس سے ہمکنار کرو۔ مگر زور سے دباؤ مت، عورت بہت نازک ہوتی ہے۔

٦- جدت وابتکار کی کوشش کرو، صحبت کی کیفیت میں بھی، جگہ میں بھی، وقت میں بھی اور تیاری میں بھی کچھ نیا پن تلاش کرو۔

۷- تمہید لمبی کرو۔ چکناء بھرے کھانے سے پہلے جس طرح بھوک آور چیزوں کا استعمال کرتے ہیں، جلدی مت کرو، تم دوڑ کے مقابلے میں شریک نہیں ہو، دو چیزوں پر توجہ مرکوز رکھو (لطف اندوز ہونا، آسودہ کرنا) کوشش کرو کہ اپنے سے پہلے اسے کچھ دے دو، پھ دیکھو وہ تمہیں وہ سب دے گی، جس کا تم خواب دیکھتے ہو۔

۸- اپنی بیوی سے بلامضائقہ اس پر بات کرو کہ وہ کس قدر لطف اندوز اور آسودہ ہوسکی۔ اللہ تعالی نے حالت احرام یا حالت صیام کے علاوہ زوجین کے درمیان رفث (اس طرح کی باتوں) کو حلال قرار دیا ہے۔ اس سے ہر وہ بات پوچھنا چاہو، جو اس کے لطف کو بڑھائے اور خواہش کو پورا کرے۔

۹- اگر بیوی کی آسودگی سے پہلے ہی تمہاری رغبت خطا کرگئی تو اگلے قربی وقت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ رغبت ختم ہو جانے سے پہلے ہی اسے لطف اندوزی اور آسودگی کا موقع دو۔ وہ تمہیں بستر پر بھی سخی اور فیاض محسوس کرے یہ نہ سمجھے کہ ہر وقت تم خودغرض بنے رہتے ہو۔

۱۰- گھر کے باہر پاکیزہ زندگی گزارو تاکہ ساری توانائی گھر والی کے لئے محفوظ رہے۔ اپنا اثاثہ حرام راستوں میں مت تقسیم کرو کہ پھر حلال کے لئے کچھ نہ بچے۔

۱۱- شیطانی دنیا کی نقالی اور اس سے موازنہ کرنے سے بچو۔ وہ پاک دامن اور پاک باز عورتوں کی برابری نہیں کرسکتی ہیں۔ اپنی بیوی سے، جو تم سے حلال کام پر بات کرتے ہوئے بھی شرماتی ہے اس کی توقع مت کرو کہ وہ اس بدکار عورت کی طرح رہے گی، جو سورج کی روشنی میں دسیوں کیمروں کے سامنے زناکاری میں مصروف ہو۔

یقین رکھو کہ تمہاری پاکیزہ فطرت میں جدت طرازی اور لطف اندوزی کے بہت ساری امکانات ہیں تم کسی فریب کی اندھی تقلید کرنے کے بجائے خود ایجاد کا سہرا اپنے سر لینے والے بنو۔

۱۲- صحبت کے بعد پیار کرنا، گلے ملنا اور ساتھ نہانا نہ بھولو۔ یہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ اس کا شکر یہ ادا کرو کہ اس نے تمہیں لطف اٹھانے اور آسودہ ہونے کا موقع دیا۔ یہ نئی محبت، مضبوط سمجھوتے اور اگلی قربی ملاقات کے لئے زادراہ ہوگا۔

۱۳- تم اپنی بیوی کی پاک دامنی کا سامان کرتے ہو تو اس میں دنیا کی لذت بھی ہے آخرت کا ثواب بھی ہے اور شیطانی وسوسوں سے تمہارے دل کو راحت بھی ہے۔

کنجیاں محبت کی

(صرف خواتین کے لئے)

میری دینی بہن!

میں یہ نصیحتیں تمہارے لئے لکھ رہا ہوں۔ میرا دل و دماغ اس تمنا سے سرشار ہے کہ دونوں جہاں میں تمہاری زندگی کو مسکراہٹ، راحت، اطمینان اور مسرت کی لازوال گھڑیاں نصیب ہوں۔ میری خواہش ہے کہ پاک نفس شوہر اور پاک دامن مسلمان بیوی کے درمیان برف کی موٹی دیواریں ٹوٹ جائیں۔ مجھے امید ہے کہ میری نصیحتوں کو سنجیدگی سے پڑھا جائے گا۔ اس لئے کہ:

۱-تم اپنے شوہر کے لئے وجہ سکون ہو، عورتوں کو مردوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عورتوں کے لئے مردوں کی تخلیق ہوئی ہے۔ ہمیں پورے حوصلے کے ساتھ سکون، محبت اور رحمت کی جانب تیز قدم بڑھانا ہوں گے۔

۲-سعادت کے حصول میں اپنے نفس سے مجاہدہ کر کے پہلا پھل خود تم پاؤ گی، اور اللہ نے چاہا تو امان محبت مسرت لطف اندوزی اور آسودگی تک ضرور پہنچو گی۔

۳-تمہارا شوہر تمہاری جنت بھی ہے اور دوزخ بھی، وہ تمہارا مضبوط سائبان ہے، تمہارا حسین سپنا ہے، تمہارا زندہ دل ہے اور وہ تمہارے جگر گوشوں اور دل کے ٹکڑوں کا باپ بھی تو ہے۔

۴- تمہارے پاس، جوبھی ہے سونا چاندی کپڑے گھر اور بنک بیلنس وہ سب مل کر بیتاب سچی محبت کے ایک لمحے اور شوہر کی محبت بھری آغوش میں کامل امان کی ایک گھڑی کے برابر نہیں ہوسکتے۔

۵-تم اپنی لطافت کے ساتھ سب سے پہلے محبت تلاش کرتی ہو۔ زرخیز زمین میں جس طرح دانے ڈالے جاتے ہیں اپنی محبت بکھیر دو پھر محبت کے اس پودے کی دیکھ بھال کرو یہاں تک کہ ایک تروتازہ، سرسبز وشاداب پھل دار درخت ہو جائے۔

تم جب محبت کرتی ہو تو ہر چیز اس کی راہ میں لٹا دیتی ہو۔تم اللہ کی مرضی کی خاطر فیاض ہو جاؤ تم اس کا صلہ دنیا میں بھی پاؤ گی اور آخرت میں بھی۔ اور مان لو دنیا میں کچھ نہیں ملتا ہے۔مگر آخرت کا اجر تو بے حساب ہوگا۔ یہ مت بھولو کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک ذرہ نیکی کا اجر دے گا۔

۶-ہم فتنوں کے ماحول میں رہ رہے ہیں، اپنے شوہر کو اپنا بنا لینے کے لئے اگر ساری محنت نہیں کر ڈالوگی تو ذرا سوچو فتنوں کے پنجے گھر کے باہر اس کا انتظار کر رہے ہیں، بلکہ اندر بھی انٹرنیٹ، ٹی وی اور جگہ جگہ، فتنے دروازے پیٹ رہے ہیں۔شوہر تو صبر کرتا ہے مگر فتنوں کے سامنے بہت جلدی ڈھیر بھی تو ہوسکتا ہے۔

قلبی محبت کا راز:

۱-اللہ سے اپنے تعلق کو ٹھیک کرو، کیونکہ تمہارے شوہر کا دل نہ اس کے اپنے ہاتھ میں ہے نہ تمہارے ہاتھ میں ہے وہ تو رحمان کی انگلیوں کے بیچ میں ہے۔خلوت وجلوت میں اسی سے التجا کرو۔ دن رات اسی کے سامنے گڑگڑاؤ۔ اپنے ہر سجدے میں یہ دعا مانگو: "**ربنا هب لنا من أزواجنا وذرياتنا قرة أعين واجعلنا للمتقين إماماً**" (الفرقان: ۷۴) (اے ہمارے رب! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا)۔

۲- ایک کاغذ اور قلم لو اپنے شوہر کی صرف نیکیاں رقم کرو، کہو شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے ایسا شوہر دیا۔ اس سے کسی کا موازنہ مت کرو وہ تمہارا نصیب ہے۔ ہوسکتا ہے اللہ اسے تمہارے پچھلے گناہوں کی معافی یا جنت میں درجات کی بلندی کا ذریعہ بنا رہا ہو اور ہر صورت بہتر ہی ہے۔

۳- اپنے شوہر کے دل میں جانے کا پہلا راستہ وہ مسکراہٹ ہے، جو تمہارے پورے چہرے کو کھلا دے۔ پھر وہ پیاری بات ہے، جو تمہارے دل کی گہرائیوں سے نکلے۔ محبت، عشق، احترام اور دل پسندی کے موتی ہر وقت بکھیرتی ہو۔

۴- اگر تم شاعر ہو اپنے شوہر کے لئے شعر کہو، ورنہ شعر کا انتخاب کرو، یا سچے جذبات لکھ ڈالو شوہر ساتھ ہو جب بھی اور اگر وہ سفر پر نکلے تو ایک کارڈ اسے رخصت کرتے ہوئے دو اور دوسرا اس کے انتظار میں اس کے آنے پر، محبت کے لمحات کو لکھ لو چاہے چاہے الفاظ میں۔ اس کے دل کو جیتنے میں یہ بہت موثر ہوتے ہیں۔

۵- اس کی آنکھوں میں دیر تک جھانکو، اپنی آنکھوں میں مچلتی ہوئی محبت کا اسے احساس دلاؤ، عشق کا بھید آنکھیں ہی فاش کرتی ہیں۔

۶- مشورے سے پہلے محبت کا اظہار کرو، وہ تمہیں حاکم سمجھنے کے بجائے شفقت و فکر مندی کا پیکر سمجھے۔ شاعر کہتا ہے: محبت کی آنکھ کو کوئی عیب نظر نہیں آتا مگر ناراضگی کی آنکھ خامیوں کو ابھار دیتی ہے۔

۷- ملامت و پھٹکار کم کرو، ہر مرد اسے ناپسند کرتا ہے، اس کی خوبیوں کا اعتراف کیے بغیر اس پر تنقید مت کرو ورنہ یہ محبت کے بیلنس کو خالی کردے گا اور دل کے فاصلے کو بڑھائے گا۔

۸- اگر تمہیں لگے کہ شوہر تمہارے جذبات کی قدر نہیں کرتا، دیر ہو جانے پر تمہاری بے قراری کی پرواہ نہیں کرتا، اس کی زندگی کے بارے میں تمہاری فکرمندی کا اسے احساس نہیں ہے

پھر بھی صبر سے کام لو اپنی محبت محبت لٹاتی رہو۔ اللہ کی خوشنودی سامنے رکھو اللہ دنیا و آخرت میں انشاءاللہ ضرور بہت بڑا انعام دے گا۔

۹- شادی کی سالگرہ کے موقعہ پر اپنے شوہر کے لئے کوئی خاص چیز تیار کرو، اسی موقعہ سے یہ بھی پوچھ لو کہ اس کی کس خواہش کو ابھی تم نے پورا نہیں کیا ہے۔

۱۰- اگر تمہارے شوہر پر کام یا کسی اور بات کا دباؤ ہے اور تنہائی چاہتا ہے تو اسے سوالوں سے پریشان مت کرو، تھوڑی دیر اسے تنہا چھوڑ دو ہاں اشارہ ضرور کردو کہ تم اس کی جب وہ چاہے مدد کے لئے تیار رہو، اگر یہ کیفیت زیادہ لمبی ہو جائے تو اپنی بے چینی کا ضرور اظہار کردو اور اپنی مدد کی پیش کش بھی کردو، اسے اللہ کی نعمتیں اور احسانات یاد دلاؤ۔ یہ بھی بتاؤ کہ ہماری محبت وہ سرمایہ ہے، جس کی برابری کوئی نقصان نہیں کرسکتا۔

۱۱- اگر تمہیں غصہ آجائے اور کوئی غلطی کر بیٹھو تو بہت جلد اللہ سے استغفار کرو، پھر اس سے معافی مانگ لو۔ غصہ جلدی تھوک دیا کرو۔

۱۲- سر اور ہاتھوں کو بوسہ، بالوں پر ہاتھ پھیرنا، دل کی محبت اور قدر و قیمت کے اعتراف کا بہت معنی خیز انداز ہے۔

۱۳- یہ بار بار کہو اور خوب کہو کہ تمہارا شوہر تمہاری زندگی کا واحد فرد ہے۔ وہ تمہارے دل کو سب سے محبوب ہے۔ تمہاری تمنا ہے کہ جنت میں بھی تمہارا اس کا ساتھ ملے۔

ذہنی قربت کا راز (دونوں کے لئے):

۱- ذہنی اختلافات ہوں تو عقیدہ، اخلاق اور شریعت کی ٹھوس تعلیمات ہی آپس میں مفاہمت کے لئے بنیاد بنیں۔

۲- بیوی کا تفصیل جاننے کی کوشش کرنا ایک فطری عمل ہے۔ جو حد درجہ محبت اور ممتاز ازدواجی زندگی کی ضمانت کے لئے فکرمند ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ شوہر پر ہمیشہ حکمرانی کرنے

کی خواہش اس کا سبب نہیں ہوتی ہے۔

۳- ذہین آدمی سمجھ دار اور با تدبیر بیوی کو ترجیح دیتا ہے، وہ اس کی موجودگی میں اس کی معاون ہوتی ہے، وہ نہیں رہتا ہے تو اس کے اور بچوں کے سلسلے میں مطمئن رہتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے مشورے کی قدر کرتا ہے۔ ام زرع نے اپنے قابل تعریف شوہر کے بارے میں کہا تھا: اس کے پاس میں کچھ بول کر بری نہیں بنتی ہوں۔ ملکہ سبا عورت ہی تو تھی، جس کی حکمت سے پوری قوم دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی۔

۴- کبھی بھی اختلافات کو بچوں کے سامنے یا گھر والوں کے سامنے لانا درست نہیں ہے۔ ورنہ طرفین میں عداوت جنم لے گی۔ شیطان خلیج بڑھانے کے لئے بیچ میں آجائے گا پھر تو یہ دشمنی جدائی پر ختم ہوگئی۔

۵- ہر مشورے میں کچھ مثبت پہلو اور کچھ منفی پہلو ہو سکتے ہیں، اس لئے مثبت پہلوؤں کی تعریف ضروری ہے پھر نرمی اور ادب سے منفی پہلو پر گفتگو کی جائے۔

۶- ہمیں تربیت لینی چاہئے اور عادت ڈالنی چاہئے کہ عمدہ الفاظ کا انتخاب کریں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: "**وقل لعبادی یقولوا التی ھی أحسن إن الشیطان ینزغ بینھم إن الشیطان کان للإنسان عدواً مبینا**" (بنی اسرائیل: ۵۳) (اور میرے بندوں سے کہہ دو کہ (لوگوں سے) ایسی باتیں کہا کریں جو بہت پسندیدہ ہوں کیونکہ شیطان (بری باتوں سے) ان میں فساد ڈلوا دیتا ہے کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے)۔

محض اچھی بات کافی نہیں ہے بلکہ سب سے اچھی بات باتوں کا انتخاب کرو۔ اگر اس میں کوتاہی ہوئی تو پھر شیطان کو اپنے حربے آزمانے اور ہتھیار چلانے کے لئے کھلا میدان مل جائے گا اور وہ تم دونوں میں دوری بڑھا کر چھوڑے گا۔

۷- تمام اختلافی امور پر ایک ہی وقت میں گفتگو مت کر ڈالو، بلکہ جو معمولی مسئلہ ہے

اس سے شروع کرو اور دھیرے دھیرے زینہ بزینہ مشکل مسائل تک جاؤ۔ گویا تم کسی نئی کھلاڑی کو لمبی دوڑ کی ٹریننگ دے رہے ہیں۔

۸- دونوں کو اس کا یقین ضرور رہنا چاہئے کہ کچھ اختلافی نکات ضرور بچ رہیں گے انہیں اٹھانا ہی پڑے گا، کیونکہ یہ آفاقی قانون ہے۔ کتنے ہی بڑے فلسفی یا کچھ اور بن جاؤ اسے روک نہیں سکتے۔ بلکہ یہ تو نعمت ہے، اور میں پورے اطمینان کے ساتھ کہتا ہوں کہ ذہنوں کا اختلاف زرخیزی کی علامت ہے اور دلوں کا اختلاف بیماری کی علامت ہے۔

۹- یہ اصولی بات ہے کہ مرد قوام ہوتا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم آمر بن کر سارے فیصلے تنہا کرو۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ اپنی بیوی سے مشورہ کرو۔ اللہ تعالی نے بچے کا دودھ چھڑانے کے لئے آدمی اور اس کی مطلقہ بیوی کے درمیان مشاورت کا حکم دیا ہے: ''فإن أرادا فصالاً عن تراض منهما وتشاور فلا جناح عليهما'' (البقرہ:۲۳۳) (اور اگر دونوں (ماں باپ) آپس کی رضامندی اور صلاح سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں)۔

تو اگر دونوں بدستور میاں بیوی ہوں پھر بدرجہ اولی ہر معاملے میں باہم مشورہ ہونا چاہئے۔

۱۰- ہر بہن کوشش کرے کہ اپنا مشورہ خیر خواہانہ انداز سے پیش کرے نہ کہ حکم دیا دھمکی کے لہجے میں۔ ذہین عورت پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر ڈرائیور کو مناسب ترین راستے پر چلنے کا مشورہ دیتی ہے۔ یہ تو درست نہیں ہے کہ وہ خود گاڑی کی ڈرائیونگ سنبھال لے اور شوہر کو پیچھے چھوڑ دے کہ وہ دوڑ کر اس کا ساتھ پانے کی کوشش کرے۔

۱۱- رائے میں اگر کچھ اختلاف ہے تو اس سے محبت میں فرق نہیں پڑنا چاہئے۔

جسمانی ہم آہنگی کا راز:

۱- اگر تم مزیدار کھانا بہت کم مقدار میں بناتی ہو تو بھوکے انسان کی بھوک اور بھڑک

اٹھے گی، اگر کھانے کی مقدار زیادہ ہومگر بے مزا ہوتو انسان کا دل اس سے بھر جائے گا اور وہ پیٹ بھرنے کے لئے کچھ اور تلاش کرے گا۔ اس لئے کھانا مزیدار بھی ہو اور وافر مقدار میں بھی ہو۔ تمہارے شوہر سے تمہارے تعلق کی نوعیت بھی ایسی ہی ہے یہ مت بھولو کہ کیفیت کے لحاظ سے اگر لطف میں کمی رہ گئی اور کمیت کے لحاظ سے اگر آسودگی نہیں ہوئی تو شوہر سنجیدگی سے کسی اور راستے کے بارے میں سوچے گا اور وہ راستہ حلال بھی ہوسکتا ہے اور حرام بھی۔ پھر دل کے تعلقات بہت سودمند نہیں رہ جائیں گے۔

۲- ایک تروتازہ پرکشش پھول کی طرح رہو۔ الجھی ہوئی، مرجھائی ہوئی مت رہو، زیادہ وضو، روزانہ غسل، بالوں کو سنوارنا، عطر لگانا وغیرہ تمہارا معمول رہے۔

۳- شوہر کے ساتھ تنہائی میں ملے تو جادو بھری مسکراہٹ، پرکیف بوسہ، حسین لمس، دلآویز سرگوشی، سحرانگیز ہنسی میں پیچھے مت ہٹو۔ اس کی آنکھوں سے قریب ہو جاؤ بہت قریب۔ اس کی آنکھوں میں دیر تک جھانکو، دونوں دلوں میں خواہشات کو مچلنے کے لئے راستہ ملے گا، جو صحبت کو ایک خالص لطف سے ہمکنار کرے گا۔ دنیا کی سب سے حسین عورت اگر شوہر کے سامنے منھ ٹیڑھا کرے تو دنیا کی سب سے منحوس عورت لگتی ہے۔

۴- خاص مجلس میں کسی تجربہ کار عورت سے شوہر کو خوش کرنے کے آرٹ پر بات کرو۔ اس کی نصیحتوں کو سنجیدگی سے سنو۔ کیونکہ - افسوس - بعض شوہر فلمیں دیکھتے ہیں اور ان کے اندر یہ خواہش ہوتی ہے کہ حرام کی دنیا میں جو انداز اس نے دیکھے ہیں وہ حلال کی دنیا میں بھی دیکھے۔ ظاہر ہے یہ تمہارے لئے دشوار تو ہوگا۔ مگر دوسری صورت بہت خطرناک ہے اور وہ یہ کہ شوہر کا دل تم سے پھر جائے اور دوسرے کی طرف مائل ہو جائے۔ پھر چلائے کیا ہوت۔

۵- اپنے شوہر کے سامنے کھیل کھیلو، اپنے جسم کے ہر حصے کو جذبات انگیز نغمے کی سی حرکت دو، سارے شوہر سڑکوں پر عورتوں کو خواہی نہ خواہی مٹکتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ حدیث

رسول ﷺ ہے: ''جو کسی عورت کی کوئی چیز دیکھے، جو اسے بھا جائے، وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اس کے پاس بھی اسے ویسا ہی ملے گا، جیسا کہ اس کے پاس ہے''۔ اب اگر وہ اپنی جائز بیوی کے پاس وہ نہ پائے، جو حرام دنیا کی عورتوں میں وہ دیکھتا ہے تو وہ حلال سے بیزار ہو جائے گا۔ پھر بلا ضرورت اسے اپنے نفس سے جہاد کرنا پڑے گا یا پھر اس کا قدم پھسل جائے گا۔

۶- اپنے جسم کی حرکتوں سے، پرکشش چیزوں کی نمائش کر کے، اس کے جسم کو لمس دے کر، اس کی پیٹھ ہاتھ پھیر کر غرض ہر طرح سے اپنے شوہر کے جذبات ابھارنے کی کوشش کرو، جگہ جگہ طرح طرح سے بوسے دو، تاکہ شوہر کی خواہش حسی ہو یا معنوی اچھی طرح آسودہ اور لطف اندوز ہو جائے، وہ جب نکلے تو اس کا دل محبت سے اور جسم راحت سے لبریز ہو۔ وہ پھر لوٹے اور صرف تمہاری طرف لوٹے۔

۷- یاد رکھو اباحت کا اصول عام ہے، اصلاً ہر چیز مباح ہے سوائے اس کے، جس کی حرمت دلیل سے ثابت ہو، مرد و زن تعلقات میں پچھلا حصہ، حیض کی حالت، احرام اور واجب روزے کی حالت میں صحبت کے سوا سب حلال اور پاکیزہ ہے۔ نئے نئے انداز دریافت کرو، جدت و تازگی دینے میں مہارت حاصل کرو، تاکہ تم بھی لطف اور آسودگی سے ہمکنار ہو جاؤ اور تمہارا شوہر جب تم سے رخصت ہو تو ایک لمحے کے لئے بھی نئی عورت کے بارے میں نہیں سوچے کیونکہ تم ہمیشہ نئی دلہن کے روپ میں اسے مل جاتی ہو۔

۸- اگر تمہارے لطیف بدن کے ساتھ تمہارے شوہر کا رویہ اذیت ناک ہوتا ہے، یا وہ تمہاری خواہش کی تکمیل سے پہلے ہی جلد بازی کرتا ہے، یا وہ تمہاری شدید ضرورت کو محسوس نہیں کرتا تو اس سے صاف صاف بتا دو، ہاں بیماری اور سفر میں اس کی مجبوری کو قبول کرو، تم بھی ہر ماہ کچھ دن ناپاک رہتی ہو۔ مرض بھی کسی کو نہیں چھوڑتا، سفر کی حاجت سب کو درپیش ہوتی ہے، ہاں صاف گوئی میں راحت ہے، اس میں شرم ماؤمت، یہ تمہارا حق بھی ہے اور ذمہ داری بھی۔

۹- مرد صحبت کے بعد خوشی کا بوسہ اور شکریہ کا معانقہ پسند کرتا ہے، صبح میں یا صحبت کے بعد اس کے کچھ کھانے کا بھی انتظام رکھو۔ امام شافعیؒ کے مطابق صحبت آدمی کو بھوک کا احساس دلا دیتی ہے۔

۱۰- میں تم سے خدا واسطے التجا کرتا ہوں کہ شیطان کے فریب میں آکر (جیسا کہ کچھ لوگ کر بیٹھے) انٹرنیٹ اور ٹی وی کے ذریعہ صحبت کے طریقوں سے واقف ہونے کا گناہ مت کرنا، یہ حرام ہے کیونکہ شرم گاہ کے سین ہوتے ہیں، پھر یہ تم دونوں کے لئے تباہ کن ہے، کیونکہ موازنہ تمہاری بربادی کا پہلا دروازہ ہے، اگر تم کو اندازہ ہو جائے کہ ان سفلی مناظر کو دیکھ لینے کے بعد شوہر اپنی بیویوں سے کس قدر بیزار ہو جاتے ہیں تو انشاء اللہ اس کی جرأت کبھی نہیں کروگی۔

۱۱- اگر شوہر تمہاری ضرورتوں کی تکمیل میں کمزور ہے تو میری یہ نصیحتیں ہیں:

☆ روزے زیادہ رکھو، یہ قابو میں رکھتا ہے، اللہ سے ڈرو، زیادہ سے زیادہ دعا کرو، اللہ سے امید کا آسرا رکھو۔

☆ سوچو کہ کچھ بہنیں ہیں، جن کی شادی کو تیس سال گزر چکے انہیں شوہر سے ملاقات کے صرف چند مواقع نصیب ہوئے، انہوں نے صبر کیا اور بچوں کی پرورش میں مصروف ہو گئیں۔

☆ شوہر کو مشورہ دو، کہو وہ ڈاکٹر کے یہاں جائے اور اپنا علاج کرائے، اس کی عام دواؤں کے ساتھ مخصوص دوائیں ملا کر کھلا دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

☆ پیٹھ کے بل سونے سے پرہیز کرو، کیونکہ وہ خواہش انگیز ہوتا ہے، مخصوص تعلقات کے بارے میں کم سے کم سوچو۔

☆ آئینے کے سامنے عریاں مت کھڑی ہو، اعضائے مخصوصہ کو دیکھنے سے اجتناب کرو، یہ بھی خواہش انگیز ہوتا ہے۔

☆ سرخ گوشت اور رغبت دلانے والے کھانوں میں کمی کرو۔

☆ سچی اور رازوں کی حفاظت کرنے والی خاتون سے مشورہ کرو۔

☆ اگر یہ سب کچھ مفید مطلب نہ ہوتو تمہارا شرعی حق ہے اپنے شوہر سے جدا ہو جانا، تاہم اس کا مطالبہ ادب اور شرافت سے ہو کہ علاحدگی کی تشہیر نہ ہو، کوئی دوسرا ثانوی سبب بتا دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، البتہ جدائی کا یہ مطالبہ اضطراری حالت میں ہو جب عورت حرام کے کنارے پر خود کو محسوس کرے۔

۱۲- یاد رکھو کہ کوئی بھی خواہش اگر پوری ہونے سے رہ جائے اور صبر جمیل اور پاک بازی کے ساتھ تم ثواب کی نیت کرلو تو انشاء اللہ جنت میں اس کا بڑا انعام ملے گا۔ اللہ تعالی فرماتا ہے: ''**وفيها ما تشتيه الأنفس وتلذ الأعين**'' (الزخرف:۷۱) (اور اس میں وہ سبھی کچھ ہوگا، جس کو جی چاہے اور آنکھیں جس سے لذت حاصل کریں)۔

اور یہ دنیا تو ساری کی ساری آخرت کے دن کی ایک گھڑی کے برابر نہیں ہے اس لئے صبر کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالی دنیا میں کوئی کشادگی دے، یا آخرت کی ابدی نعمتوں سے نوازے۔ انشاء اللہ تعالی۔

خدا پرست خاندان کے لئے عملی پروگرام

۱-مسجد میں بچوں کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو نماز پڑھی جائے، نماز اللہ کا خوف پیدا کرتی ہے اور خاندان سے شیطانی وسوسوں کو دور بھگاتی ہے۔

۲-اگر فرض نماز خاص طور پر فجر کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ چھوٹ جائے تو گھر میں پورے خاندان کے ساتھ پڑھی جائے۔

۳-شوہر روزانہ ایک رکوع بیوی کو سنائے اور بیوی اتنا ہی اسے سنائے، اس کے علاوہ روزانہ قرآن مجید کے متعین حصے کی تلاوت کا معمول رہے۔

۴- بچوں کے گھر میں قرآن مجید حفظ کرانے کی نمایاں کوشش ہونی چاہئے اس میں دوسروں کی مدد بھی لی جاسکتی ہے۔

۵- چاشت کی نماز، کام پر جانے سے پہلے شوہر اور بچوں کو بھی یاد دلایا جائے۔

۶- ہر ماہ ایک روزے کا کم از کم اہتمام، ممکن ہو تو زوجین اور بچے ایک ساتھ افطار کریں۔

۷- صبح وشام کے کھانے پینے، گھر سے نکلنے اور داخل ہونے وغیرہ کے اذکار کا اہتمام۔

۸-صفائی کا زیادہ سے زیادہ اہتمام، وہ آدھا ایمان ہے۔

۹-شوہر اور بیوی اور بچوں کے درمیان گفتگو بات چیت، تخاطب اور ندا کے انداز کا بلند معیار۔

۱۰- میاں بیوی بچوں مہمانوں اور رشتے داروں کے درمیان بات چیت میں سچائی ہمیشہ سچ بولنے کا التزام تا کہ ان میں اعلی اخلاق کی نشو ونما ہو۔

۱۱- ہمارے سماجی تعلقات بلندی اور مضبوطی کے آئینہ دار ہوں تا کہ بچے از خود دوسروں سے محبت کرنا سیکھیں، غیبت، چغل خوری، نکتہ چینی سے اجتناب ہو، تا کہ بچوں میں لوگوں کے لئے بغض کینہ اور وحشت اور معاملات میں منافقت جنم نہ لے۔

۱۲- گھر کو مسجد اور دینی اداروں کی سرگرمیوں سے مربوط رکھنے کی کوشش کریں تا کہ اخلاقی قدریں فطری انداز سے منتقل ہوں۔

۱۳- گھر کے تمام افراد ٹیلی ویژن سے تعلق کو باریک بینی کے ساتھ صحیح رخ دیں۔

۱۴- بچوں کو والدین کی خدمت، رشتے داروں کی مزاج پرسی، صلہ رحمی، بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے پیار اور ہر جاندار کے ساتھ شفقت کا سبق سکھائیں۔

۱۵- اے باپ! تمہارے لئے ضروری ہے کہ جائز تفریح کے لئے وقت فارغ کرو اور پارک یا تفریح گاہ جاؤ، بچوں کے ساتھ کھیلو تمہاری کتنی ہی عمر ہو۔ تا کہ بچوں کی دوسری حاصل کرسکو۔

۱۶- بچوں کے ساتھ رویے میں عمر کا لحاظ ضروری ہے، عمر میں اضافے ہونے پر انہیں ذمہ داری سنبھالنے کی طرف بڑھایا جائے، ان کے کاموں کا خواہ کم ہی ہوں اعتراف کیا جائے۔ بچے کو تنہائی میں نصیحت کی جائے، دوسروں کے سامنے خواہ وہ بھائی بہن ہوں فہمائش سے اجتناب کریں تا کہ وہ ایک آزاد، شریف، غیور اور بھلے کاموں میں سب سے آگے رہنے والا بنے۔

۱۷- بچوں کے گھر کے کاموں اور گھر سے راست متعلق فیصلوں میں شریک کریں۔ انہیں خرچ کی ذمہ داری اٹھانے کی تربیت دیں، بچوں کو یہ احساس ہو کہ ان کی حیثیت خاندان کے ایک حقیقی جزکی ہے، جو فیصلوں میں شریک رہتا ہے اور خاندان کے اخراجات کے لئے سنجیدہ

اور جذباتی ہے۔

۱۸- باپ کی طرف سے روزانہ بچوں کے ساتھ بیٹھنے کا اہتمام ہو، بطور خاص اگر بچے غیر دینی اسکول میں پڑھتے ہوں، اسے معلوم ہو کہ وہ اسکول سے دل و دماغ پر کیا نقوش لے کر لوٹے ہیں، بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہونے والے امور پر اسلام کی روشنی ڈالیں۔ بسا اوقات ضرورت پڑسکتی ہے کہ اسکول کے ذمہ داروں سے مل کر انہیں متنبہ کریں کہ ہماری اقدار سے متعارض سرگرمیوں کی صورت میں ہماری دینی بنیادوں کا لحاظ کریں۔ ساتھ ہی بچوں کو دین کی بنیادوں کی مستقل تذکیر اور یاددہانی کراتے رہیں۔

۱۹- اسلامی، ابلاغی میٹریل فراہم کریں، ویڈیو کیسٹ، سی ڈی، آڈیو کیسٹ بچوں کو حاصل وقت میں اسلامی متبادل کا کام کرے، بچوں کی عمر کے لحاظ سے مناسب اور پسندیدہ چیزوں کا انتخاب ہو۔

۲۰- دینی گھرانوں میں جانا اور بچوں کے لئے دوستوں کا ماحول فراہم کرنا بھی اہم ہے۔ ہم انہیں اگر نیک دوست فراہم نہیں کر سکے تو انہیں جو کوئی ملے گا اسی سے دوستی کرلیں گے۔ ہوسکتا ہے وہ ٹھیک نہیں ہو، یاد رکھیے خربوزہ خربوزہ کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔

مشن	اللہ کی رضا اور جنت کا حصول					
اہداف	اللہ کے پسندیدہ بندے ہوں	اہل علم میں ہو جائیں	طاقت ور ہوں	خاندان کے نیک فرد ہوں	رشتہ داروں کا خیال کریں	معاشرے کے مصلح بنیں
وسائل	۱- جماعت نماز ۲- یومیہ قرآن کی تلاوت کا نصاب ۳- شب و روز کے افکار ۴- آفاق و انفس میں غور و فکر ۵- اللہ راہ میں خرچ ۷- فرض و نفل روزے	شرعی علم جس سے ناواقفیت ایک مسلمان کے لئے مناسب نہ ہو، جیسے: قرآن وحدیث، فقہ سیرت، اخلاق، دعوت وتربیت کے بنیادی اور ابتدائی مباحث، دنیاوی علم ہر مرحلے میں امتیازی پوزیشن	صحت مند غذا ورزش میڈیکل چیک اپ	۱- ایک دن یا آدھا دن ہفتہ میں گھر کے لئے فارغ کرنا۔ ۲- روزانہ ایک گھنٹہ اہل خانہ کے ساتھ ۳- ماں باپ اور ہر بیٹے کے ساتھ انفرادی نشست کچھ نشستیں والدین کے ساتھ مشترکہ ۴- شرعی حدود میں تفریح اور کھیل ۵- بچوں کی ضرورتوں کی تکمیل استطاعت کے دائرے میں ۶- تربیت سے متعلق منتخب کتابوں کا مطالعہ ۷- اچھے خاندانوں سے دوستی ۸- بچوں کے ساتھ شفقت، ان کی تربیت اور بوقت ضرورت سخت اقدام	۱- ان سے روابط اور تعلق برقرار رکھیں ۲- حتی الامکان ان کے یہاں جانا ۳- ان کو بسا اوقات کھانے پر دعوت پر بلانا ۴- حسب استطاعت جو ضرورت مند ہوں ان کی مدد کرنا	حسب استطاعت وقدرت سوشل سرگرمیوں میں حصہ لینا جیسے: ☆ یتیم کی کفالت ☆ جھگڑوں کی مصالحت ☆ مسجد یا دینی مدرسہ کی تعمیر ☆ دعوت الی اللہ اور دعوتی کام ☆ نو مسلموں کی تربیت و مدد ☆ نوجوانوں سے روابط ☆ کھیل کے پروگرام ☆ اسلامی آرٹ اور کلچر ☆ اسٹڈی سرکل، بزم ادب ☆ سیاسی بیداری ☆ ماحول کی صفائی ☆ کوچنگ کلاسس

کتابیات

☆ الجامع الصغیر السیوطی من www.muhaddith.org

☆ الجامع لأ حکام القرآن، القرطبی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی ۱۹۸۸ء

☆ سنن ابن ماجہ من www.muhaddith.org

☆ سنن الترمذی من www.muhaddith.org

☆ صحیح البخاری من www.muhaddith.org

☆ صحیح مسلم من www.muhaddith.org

☆ فی ظلال القرآن، سید قطب، دار الشروق، القاہرۃ، الطبعۃ السابعہ عشرہ ۱۹۹۲ء

☆ القرآن الکریم

☆ مسند احمد من www.muhaddith.org

☆ American Psyehl, ass'n, Violence and the Family: Report of the American Psychological Association Presidential Task Force on Violence and the Family (1996), p.11.

☆ Bureau of Justice Statistics Crime Data Brief, Intimate Partner Violence 1993-2001, February 2003.

☆ Census, April 1991 and 2001, Office for National Statistics.

☆ Datesman, Maryanne et el. (1997).American Ways: an Introduction to American Culture, New York: Prentice Hall Regents.

☆ Department of Health and Human Services, national Vital Statistics Reports, vol. 50, no. 5

☆ Islamic Fiqh CD, Hart.

☆ Manacker, F, Martin JA, mac Dorman MF, Ventura SJ. Births to 10-14 Years-Old Mothers, 1990-2002: Trends and Health Outcomes.

☆ National Center for Health Statistics, Statistics Report 53(7). 2004.

☆ National Institute of Health, National Institute on Drug Abuse (NIDA), Monitoring the Further Study, Annual surveys.

☆ National Statistics (www.statistics.gov.uk)

☆ National statistics has overall responsibility for the professional integrity and statistical quality of all statistical dat a put out by any of the national governmental departments.

☆ Office for National statistics; General Register Office for Scotlan.

☆ The authenticity of the information gathered is govered by government-wide information quality guidelines established by the Office of Management and Budget under section 515 of the Treasury and General Government Appropriation Act for Fiscal Year 2001.

☆ U.S. Bureau of the Census, Current Population Reports, "American Families and living Arrangements"

☆ U.S. Bureau of the Census, Current Population Reports, "American Families and living Arrangements"

☆ U.S. National Center for Health Statistics, Vital

Statistics of the United States, annual; and National Vital Statistics Report (NVSR) (formerly Monthly Vital Statistics Report).

☆ U.S. Bureau of Census, Trend Population Report series, American Families and Living Arrangements, June 2001.

☆ U.S. Census Bureau (www.census.gov)

☆ US Census Bureau (www.census.gov) Statistical Abstracts of the United States, 2001.

☆ Ventura SJ, Mosher WD, Curtin SC, Abma JC, Henshaw S. Trends in pregnencies and pregnancy rates by outcome: Estimates for the United States, 1976-96. National Center for Health Statistics. Vital Health Stat 21(56). 2000.

☆ www.muhaddith.org

☆ www.salahsoltan.com